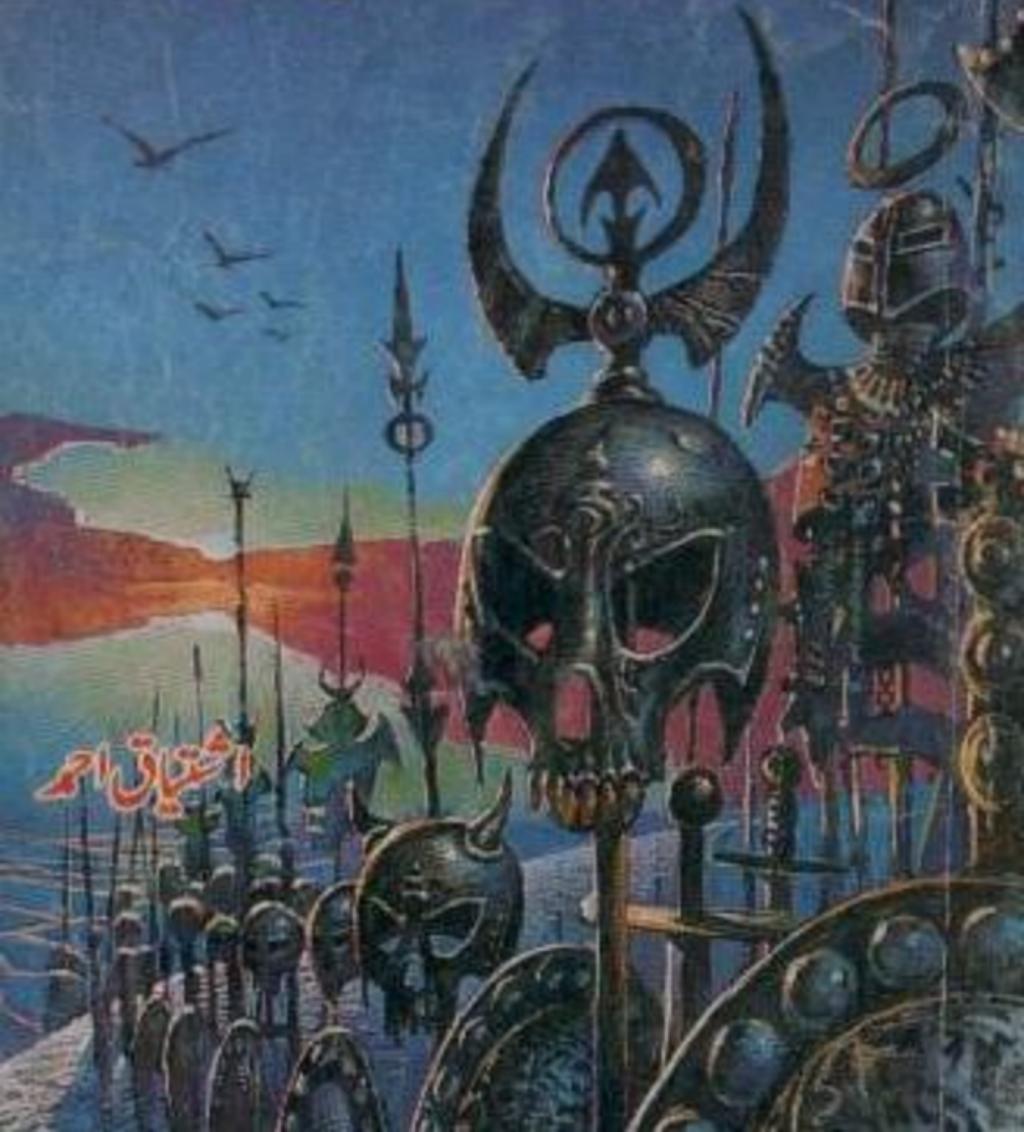


نورس کی تباہی



دوما تیس

السلام ملکم ہج تو یہ کہ لب دل لکھنے کوئی نہیں پہنچتا... جاتا ہوں۔ پرانے
دل دبادہ شائع کر دیا کروں... لور آپ اُنھی کوئے بھول خیل کر کے تریخ ایسا کریں اور پڑھ لیا
کریں... میں جاتا ہوں... آپ اپنا نہیں کریں گے... اگر بیٹھنے ہو تو آپ اپنا کریں گے تو
میں فوری طور پر ایسا کر گزرتا... آپ کتنے بیانوں پر اہسودن... بوریں لکھا تو درویش نے صدا
کیا ہے... کیا اس طرح میں دو مشین بن تھیتا... تکن اُنھیں کل درویش بنا جلت آسان کام ہے...
اس ایک جھلک حسکلڑی سے تھا شدلا میں ہوتی... تعلمی، میلی ہوتی، اندھی ہی اندھی... مدد
جاوے... ہاتھ میں ایک لکڑی کا ڈنڈا تھا جو اپنا ہوا کیا لو... کہرے رنگ کے پتھرے پہن لو...
کاربوجی میں لڑتے پہن لو... نڈھتے کو ان آزوں پر بادستہ رہو... اور حق ہو حق ہو کی صدا
ذائقہ دھر دیو مر گھو مون ہجو... آپ ہنگ... میر امطلب ہے درویش ملکور ہو جائیں گے...
اور پھر اسی دتوں میں آپ سن لیں گے... لوگ کہ رہے ہوں گے... پوری بحث پا کیا ہو اے...
اس جملے کا مطلب جانتے ہیں آپ... میرے نہو یہ اس کا مطلب کی ہے...
حق جسم میں بہت بیٹھا ہوا... اس لیے کہ ایسے درویش اسلام کو ساری قسم کرتے ہیں... اسلامی
تعلیمات کو ایک طرف والہ ہیتے ہیں... بعد عمل طور پر اسلام کی اُنی کرتے ہیں... اور درویش
کے پھر تے ہیں اور لوگ خیال کرتے ہیں... اس شاہ ساہب میں جو کرمات ہیں... وہ کسی اور
میں کیں کیں... جوں سے مل سکتا ہے... وہ اُنھیں کہاں کہاں...
اخنوں... محمد اخنوں... ہم کلیں بیٹھی گئے ہیں... اسلام دشمنوں نے ہمیں کہاں
بیٹھا دیا... میں اسلام کی ہو اُنکے سے محروم کر دیا... بیسی ماں... جو لوگ اپنے ملکوں کے
پکروں میں بیٹھا ہیں... وہ اسلام سے بالکل باتھوڑا ہو چکھے ہیں بدو میں تو کہوں گا... وہ اسلام
سے کیا تھوڑا تھی ہیں... اسلام اسیں اپنے سے نوادرات کر رہے ہے... وہ اس سے لا ای زرا
کیا ہو گی... استغفار اشد

اشتیاق احمد

عجیب

”وہ رہا ایک اونچا گھور کا درخت۔“ فرزانہ پر یو ش انداز
میں چلائی۔

”پہنچیں ان درختوں کو کیا ہے... جب دیکھو اونچے مل
جائے ہیں۔“ فاروق نے بر اسامنہ نیایا۔

”چلو چلو... نظرے نہ کھاؤ... چڑھ جاؤ اللہ کا نام لے کر۔“
محمود مسکرا یا۔

”بھی تم بھی چڑھ جائیا کرو...“ فاروق جھلا اٹھا۔

”حد ہو لی... ارے بھی... جب تم موجود ہو... تو میں کیا
کروں گا چڑھ کر کیوں انکل۔“ محمود فانار حمان کی طرف مزار
بات معتقد ہے۔“ وہ ہے۔

”یہ... یہ آپ کہ رہے ہیں انکل... آپ محمود کا ساتھ
دے رہے ہیں۔“ فاروق نے تھرت زدہ انداز میں کہا۔

”عن شنیں... غلط کہ گیا... بات نامعتقد ہے۔“

”کیا کہ انکل... بات نامعتقد ہے... تب پھر آپ نے پہلے
اس کو معتقد کیوں کیا۔“ محمود نے اپنیں گھورا... وہ گزیرا گئے۔

نصف کے قریب طے ہوا تھا... انہوں نے یہی سوچا کہ آس پاس
کہیں نہ سمجھاتے ہیں... صح لفت لیں گے۔"

جس جگہ ان کی گاڑی رکی تھی... وہاں سڑک کے دو توں
طرف درخت ہی درخت تھے... اور رہائش کے قابل کوئی جگہ دور
دور تک نظر نہیں آ رہی تھی... لہذا انہوں نے قارہ ق کو کسی اوپر
درخت پر چڑھ کر رات گزارنے کے قابل کسی جگہ کی علاش میں
نظریں دوڑانے کے لیے کہا۔

قارہ ق بندروں کی سی پھرتی سے اوپر چڑھتا چلا گیا... یہاں
تک کہ درخت کے میں اوپر پہنچ کر اس نے چاروں طرف دیکھا...
پھر چلا اٹھا۔

"گرے! وہ مارا!... اس طرف ایک عمارت ہے اور اس سے
دھواں اٹھ رہا ہے..."

"آ جاؤ پھر نہیں۔" اسکلر جمیڈ مکارے۔

گاڑی کو انہوں نے درخون کے درمیان کھڑا کیا اور چل
پڑے اس سمت میں... جلد ہی انہیں عمارت دکھائی دینے لگی...

"جھرت ہے... یہ توجیدہ طرز کی عمارت ہے... کوئی
تمام... بلکہ محل نہیں... یہ یہاں جگلی یہاں میں اس قدر شاندار کوئی
کس نے ہوا!... اسے یہاں رہنے کی کیا سوچی..."

"اسکلر جمیڈ۔" پروفیسر چالا۔

"خدا کے لیے جمیڈ... " خان رحمان گھرا گئے۔

"واو... پہنچ گئے بے چارے خان رحمان... " پروفیسر
داود نے۔

"تھیں اب چڑھ گئی چاؤ... سورج غروب ہونے والا ہے...
پھر یہاں پناہ کی جگہ ٹالاں کر کے مشکل ہو جائے گا۔"

اسکلر جمیڈ نے ہر اسامنہ بٹایا... وہ گھر سے سیر کا پروگرام
لے کر چلے تھے اور ملے یہ تھا کہ کسی کیس میں خود سے نہیں الجھیں
گے... ہاں کوئی کیس خود لگائے گیا تو اس کو دیکھ لیں گے... لیکن پہا
تو یہی کوشش کریں گے کہ گلے پڑے... اور جانا تھا انہیں سونا گلی۔
سونا گلی ایک نایاب پختا پہاڑی مقام تھا... اس سے پہلے
یہی وہاں نہیں گئے تھے... ان دونوں انہیں چھٹیاں تھیں... چنانچہ
تنہوں نے مل کر سیر کا پروگرام بنا یا اور بڑوں کو شامل کر لیا... اس کے
لیے انہوں نے پرانا طریقہ اختیار کیا تھا، یعنی پہلے خان رحمان او
پروفیسر داؤد کو گانٹھا... پھر انہوں نے اسکلر جمیڈ کو مجور کر دیا۔
اسکلر جمیڈ نے اس پروگرام سے چلنے کے لیے خوب با تحد پاؤں مار
لیکن ان پانچوں کے مقابلے میں ان کی ایک نسلی۔

لیکن پھر عجیب اتفاق ہوا... ان کی گاڑی کا تازہ پھٹ گیا...
تازہ چھا کر آگے بڑھے تو وہ سر ابھی پھٹ گیا... اب وہ آگے بڑھے
کے قابل نہیں رہے تھے... وہی طریقے تھے... یا تو وہاں کسی
نشست لی جاتی اور وہ سونا گلی بچھ جاتے... وہاں سے ہائر مرمت کروادے
کا انتظام کرتے... یا پھر رات وہیں کہیں نہ سمجھاتے... فاصلہ اک

نماری تھی... کوئی شیشے کی تھی... اس جیسی گولیوں سے پہلے عام طور پر کھیلے نظر آتے ہیں۔

"اُرے... تو کیا آپ بھی ایسا نشان آزمانا جانتے ہیں۔"

"اب تو آرمانا پڑے گا۔" فاروق نے جل کر کہا... باقی لوگ

سکرے ہے تھے... فاروق کی پیشانی پر ایک گواہ انتہا آیا تھا۔

لیکن آپ کے باس تو علیل نہیں سے۔

"اُس کے لیے یا تو آپ اپنی غلیل دے دیں... یا بھر میں بغیر
غلیل کے کام کروں گا۔"

”میں... غیل لے لیں... ورنہ آپ کسیکو مجھے اتنا نہ

لے ٹھک شہر تھاں غلب کے بغیر لایا تھا۔

"اگرچہ میرزا نے کتاب لیکی، پھر ہم آپ علیٰ بخوبی دیں۔"

اس نے غلیل نجے گراوی... قاروچ نے انھا کر گولہ اس مکان پر پڑا۔

گی اور اگر بھی کو کھینچنے نہ ہے تو اسکے لئے جو اپنے کارا ائمہ

"شہرِ نیشن" - کتاب - "ایرانی جمیعت" -

11

”ان کی بات بھی اچھی نہیں تھی۔“

"لیکن اس کا مطلب ہے جیسیں کہ اب تم ان کی مشائیں رنگ

66

۱۰۔ غلرن کریں انکل... ہے جارے تباہہ شیئں لے سکیں

44

جیاہو ۲۰۱۱

”بھاولی ہو گی کسی نے... بھیں کیا... بھیں تو بس رات کڑا رانا سے اور پھر آگے چلیں گے... لہذا کوئی سوال تو ہن میں نہ ادا۔“

”اُپنی بات ہے۔“ وہ مسکرائے۔
لہب لہب وہ نزدیک ہوتے چلے گئے... اچانک کوئی سخت سی
چیز فاروق کی پیشانی میں زور سے لگی... وہ چلا اٹھا اور سر پکڑ کر تھنھ
کیا۔

"ہاہااا... دیکھا میر انشاہ... کتنا زبردست ہے۔"
 انہوں نے کسی لڑکی کے ہنٹے کی آواز سنی اور ہر اور ہر دیکھا تو
 وہ ایک درخت کے چبوں میں پچبی نظر آئی... اس کے ہاتھ میں
 قلیل تھی... اس کی عمر چودہ چند رہ سال کی ہو گی۔

"یہ کیا حرکت تھی۔" فاروق بھلا احمد
 "میں صرف یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ میرے نشانے میں پچھلی
 آئی ہے یا نہیں..."

”حد ہوئی... کیا اس کے لیے کسی کی پیشگوئی کو نشان بنا
ضروری ہے... آپ کوئی چیز رکھ کر اس پر نشان لگا سکتی تھیں۔“

"وہ تو میں کرتی رہتی ہوں ... لیکن جو مزا اس وقت آیا ہے... کسی چیز پر نشانہ لگانے کا وہ مزا نہیں آتا۔"

”خب پھر مجھے بھی اجازت دیں... میں بھی اپنا شاند آزمالوں فراز۔“ یہ کہہ کر فاروق نے وہی گولی اٹھا لی... جو غلیل میں رکھ کر اس

”کیا مطلب؟“ فاروق پچھا۔
”میری پیشانی کا تنشاء آپ صیں لے سکیں گے۔“

”چہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“
”تبرپ کر لیں۔“

”نہیں قادر ق... پیشانی رکھی ہو جائے گی۔“
”اور آپ نے ان کی حرکت صیں دیکھی۔“

”یہ تم سے معافی مانگ لیں گی...“

”خیر یہ تو نہیں ہو گا۔“ لڑکی فوراً بولی۔

”میا نہیں ہو گا۔“ انسپکٹر جمشید اس کی طرف مڑے۔
”میں ان سے معافی ہرگز نہیں مانگوں گی۔“

”ویکھا آپ نے... اب غلیل چل جانے دیں۔“

”اگرچہ بات ہے... یہ معاملہ تو پھر شاید اسی طرح برادر ہو گا... تاہم فاروق... تم زیادہ زور سے ریڈ نہیں کھینچو گے۔“

”آپ پھر ان کو رعایت دے رہے ہیں... انہوں نے پوری طرح ریڈ کھینچ کر گولی ماری تھی۔“ فاروق نے جھاکر کہا۔

”اس میں شک نہیں۔“ لڑکی چمکی۔

”آپ نے سن۔“ فاروق بھاکر بولا۔

”ہاں! سن... لیکن تم میری ہدایت پر عمل کرو گے۔“ ان کے لمحے میں سختی تھی۔

”نہیں اکل... اس طرح ہزا صیں آئے گا۔“ لڑکی نے پکار

کر کہا۔

”کس طرح۔“

”اس طرح کہ یہ رعایت کریں... انہیں پوری طرح نشان
لینے دیں... پورے زور سے ریڈ کھینچنے دیں... پھر یہ گولی چھوڑ دیں۔“
”پیشانی سے خون نکل آئے گا اور میں اس کو پسند نہیں
کروں گا۔“

”آپ کے پسند کرنے کرنے سے کیا ہوتا ہے... یہ ہمارا
علاقہ ہے... ہماری حدوہ میں... آپ تو یہاں اجتنی ہیں... ہم جس
طرح چاہیں گے، آپ کے ساتھ سلوک کریں گے...“ لڑکی نے
بیگب سے انداز میں کہا۔

”کیا مطلب... ہم سمجھے نہیں۔“ خان رحمان چوکے۔

”آپ اس وقت ہمارے علاقے میں ہیں... ہم آپ کے
ساتھ ہو چاہیں، سلوک کر سکتے ہیں۔“

”کیا یہ کوئی ریاست ہے۔“ انسپکٹر جمشید نے پوچک کر کہا۔
”اُرے نہیں... لیکن یہ زمین... یہ سارا علاقہ میرے بیان کا
خریدا ہوا ہے... اور وہ اس جگہ کے مالک ہیں... آپ اس وقت ہماری
خریدی ہوئی زمین پر کھڑے ہیں... آپ یہاں آئے کیسے... آپ کو تو
گرفتار کیا جا سکتا ہے۔“

”تمہیں راستے میں کہیں لکھا نظر نہیں آیا کہ یہ پر ایسے ہی علاقہ
ہے۔“

"ہائیں... تو کیا ذوب پھر بزرگ اخراج کر کمیں پھیک آیا۔" لڑکی کے
لپچے میں حیرت تھی:

"یہ ذوب کون صاحب ہیں۔"

"ابھی ملوانی ہوں۔" لڑکی نے ہس کر کہا۔ پھر اس نے
دونوں ہاتھوں کو ہوتھوں کے گرد رکھ کر زور سے آواز دی:
"ڈوب... کمال ہو تم... یہ تن بلائے مسمان خسیں بلاتے
ہیں۔"

اس کی آواز دور تک جاتی محسوس ہوئی... فوراً ہی انہوں نے
خوفناک غراہت کے ساتھ کسی کتے کے ہمراختنے کی آواز سنی... آواز
یہت تیزی سے نزدیک آ رہی تھی... اچانک انہوں نے ایک خوفناک
کتے کو شیر کی طرح آتے دیکھا... وہ گھبر اگئے۔

"ارے ارے... روکاوے... " قاروق مارے خوف کے
چلا یا۔

"ہاہاہا... ہاہاہا... ڈر گئے ہا... اس سے تو اچھے اچھے ڈر جاتے
ہیں۔"

اتھے میں کتاب لکھنے کے لئے ایک آگیا... وہ واقعی یہت خوفناک اور
خطرناک نظر آ رہا تھا۔

"ڈوب ارک جاؤ... خبڑا ر... یہ میرے بیکار ہیں... پسلے
میں ان سے مقابلہ رہوں گی... اگر میں ان سے ٹکلت کھا گئی تو پھر
تم ساری باری آئے گی... اور اگر تم بھی ہار گئے... تو ڈیڈی کی باری

آئے گی... اول تو میں حق ان کے لیے کافی ہو جاؤں گی۔"

"کیا مطلب... کیا مطلب؟" اسکر جھیڈ نے بدی طرح
چوک کر کہا۔

"کیا میں پچھے غلط کر گئی۔"

"ہم یہاں کسی مقابلے کے لیے نہیں آئے... نہ ہماری آپ
سے کوئی دشمنی ہے... گوئی بھی آپ کی طرف سے پھالی گئی تھی...
اب بھی ہم کوئی نہیں چلانا چاہتے... آپ تھی ضد کر رہی ہیں... لذا
مقابلہ کیسا... آپ نے اگر ہماری آمد کو بر احسوس کیا ہے تو ہم نہیں
سے لوٹ جاتے ہیں... دراصل ہماری گازی خراب ہو گئی تھی... ہم
اپنی طرف آگئے کہ شاید کوئی مدد مل سکے۔"

"یہ سب باقیں بعد میں... پسلے خلیل سے نشان لیں... یاد
رکھیں... اگر ان کا نشان فٹ نہ یعنی... میری چیشانی سے خون نہ ہنا تو
میں ذوب کو نہیں روکوں گی... بھاہ اسے آپ پر ٹھلنے کا حکم دوں
گی اور یہ میری باقیں اس طرح سمجھتا ہے... مجھے ایک انسان
دوسرے کی باقیں... آپ نے دیکھ لیا ہو گا کہ میرے رک جاؤ کہتے
ہی اس نے خود کو اس طرح روکا تھا جیسے کسی گازی کو بر یک لگائے
ہوں۔"

"یاں واقعی... اور یہ دیکھ کر مجھے یہت حیرت ہوئی تھی۔"
خان رحمان ہو لے۔

"صرف آپ کو حیرت ہوئی تھی... باقی لوگوں کو کیوں

حیرت نہیں ہوئی تھی؟"

"ہمیں بھی حیرت ہوئی تھی... فکرنا کریں۔" انپکٹر جشید مکرانے۔

"حیرت ہے... آپ سکرارے ہیں... میرا خیال تھا، اب آپ لوگ خوف کی وجہ سے مسکرا نہیں سکتے گے۔"

"اس یوں نہیں... جھوٹ موت کا سکرار ہے ہیں۔" قادر دنے کہا۔

"مم... مم۔" فرزانہ نے پچھہ کھانا چاہا۔

"ہاں؟ کہو فرزانہ۔"

"وہ محسوس کر رہی ہوں۔" اس نے دہنی آواز میں کہا، لمحے میں خوف تھا۔

"میرا بھی یہی حال ہے۔" انپکٹر جشید پھر مکرانے۔

"سگ... کیا مطلب... کیا آپ بھی... فرزانہ کا نپ گئی۔

"ہاں!" یہ کہتے ہوئے انہوں نے پستول نکال لیا۔

"ارے؟ یہ کیا... آپ نے تو نکال لیا پستول... اب آئے گا

ہزا... اب ہو گا مقابلہ۔" لڑکی اور خوش ہو گئی۔

"یہ پستول آپ کے ذہن کے لیے ہے... اگر اس نے اپنی بندے حرکت کی تو میں اس پر گولی چلا دوں گا۔"

"ایسی گولیوں کی پرواگرنے والا ڈبو نہیں۔" لڑکی گھنٹائی۔

"حد ہو گئی... کیا یہ صاحب پستول کی گولیوں کی بھی پروا

نہیں کرتے۔"

"بالکل نہیں... ابھی آپ کا ان سے تعارف نہیں... میرا مطلب ہے... ان کا آپ سے تعارف نہیں... اور یہ تعارف صرف عملی ہوتا ہے... زبانی نہیں۔"

اس کی باتیں ان پر ظاہر کر رہی تھیں کہ وہ اچھی بھلی پڑھی لکھی ہے... اور یہ بت اچھا دل لختی ہے...۔

"میں تیار ہوں... گولی چلانے کے لیے۔" قادر دن پکارا۔

"میں بھی تیار ہوں۔" لڑکی تھی۔

"اور میں ایکبار پھر کہتا ہوں.. آپ خود پر گولی نہ چلو آئیں۔" انپکٹر جشید پہلے۔

"یہ تو خیر نہیں ہو گا۔"

"اوکے... قادر دن سمِ اللہ کرو... اب کوئی رعایت نہ کرنا۔"

"اور میں نے ان سے کسی رعایت کی بھیک مانگی بھی نہیں۔"

لڑکی نے جمل کر کہا۔

"لیکن یہ مقابلہ برادر کا پھر بھی نہیں ہو گا۔"

"کیا مطلب؟" قادر دن کے منہ سے لگا۔

"جب آپ نے گولی چلانی تھی، اس وقت ہمارا ساتھی زمین پر تھا اور ہے خبر تھا... آپ جب کہ درخت پر ہیں... ہزا تو توب ہے..

کہ آپ نیچے زمین پر آکھڑی ہوں اور پھر ہمارا ساتھی غلیل چلا۔"

"کوئی اعتراض نہیں... یہ لیں... میں نیچے آئیں۔"

ان الفاقات کے ساتھ ہی وہ دھم سے بچنے آئی... وہ حیرت زدہ رہ گئے... کیونکہ درخت بہت اوچا تھا اور وہ اس کے بالکل اور والے حصے پر تھی... وہیں سے اس نے سیدھی چھٹاگ لگائی تھی... اور اس قدر اوچائی سے چھٹاگ لگاتے ہوئے شاید گھوڑا، قاروق اور فرزان گھبرا جاتے...

" یہ مقابلہ بر لبر کا اب بھی نہیں ہے... جب آپ نے غلیل چاٹی تھی... اس وقت ہمارے ساتھی کو بالکل پتا نہیں تھا۔ " خان رحمان پکارا۔

" تب پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔ " انہوں نے لڑکی کے چہرے پر الجھن صاف دیکھی۔

" پہلے آپ نشانے لے کر دکھائیں... "

" گویا میں ایک بار پھر ان کی پیشانی پھوڑ دوں۔ " لڑکی ہنسی۔

" اب ان کی نہیں... ان کی پیشانی پھوڑ دیں۔ " ان پکڑ بھی

نے فرزان کو آگے ردویا... لڑکی مسکراتی... اور بولی۔

" او کے... غلیل اور ہر چینک دیں۔ "

قاروق نے غلیل اس کی طرف چینک دی... پھر گولی اچھار

دی۔

" گولیاں میرے پاس اور ہیں... " اس نے کمر پر کسی ہٹلی کے طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے دیکھا... چڑے کی ہٹلی میں گولیاں رکھ کر لیے ہمانے ہوئے تھے... گویا یہ اس کا مستقل شوق تھا...

اور پھر اس نے فرزانہ کی پیشانی کا نشانہ لیا... اور فرزانہ بالکل تیار تھی... جو سنی لڑکی کا با تھوڑی حرکت میں آیا... فرزانہ اپنی جگہ سے اچھلی۔

لے لیا... یہ دیکھ کر ڈبو زور سے بھوٹکا... گواہ فاروق پر مدد کرنا
پڑتا تھا۔

”تمیں ڈبو... ابھی نہیں۔“ لڑکی نے ہاتھ اٹھا کر اس سے
کہا۔

چھر فاروق نے گولی چلا دی... لڑکی نے چھنے کے لیے پر

لڑکی کی آنکھیں مارے جیرت کے پھیل گئیں... اس تو نہ تھے... اور چھلانگ بھی لگائی تھی... لیکن اس کے باوجود گولی
رنگ اڑ گیا... شاید اس نے اپنا نشان پہلی بار چوکتے دیکھا تھا... اس اس کی پیشانی پر تھی تھی... اور انہوں نے خون بھی نکلتے دیکھا۔
لڑکی کی چینچی بہت لمبی اور ہوناک تھی... ان کے دل دل
وہ کھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

ایک دو تین

”یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“

”یہ جیسے بھی ہو سکتا ہے... اب آپ اپنی پیشانی کو چانے کو نہ
کو شش کریں... غلیل چلانے کی باری اب ہماری ہے۔“ انپکڑ جسید
ڈال تیر کی طرح اونچا اٹھا، پھر ان کی طرف یقین گرتا نظر
نے سرد آواز میں کہا۔
لڑکی ان کے لجھ پر ایک بار پھر چوکی... لیکن فوراً ہی اس سے نکلنے والی گولی لگی۔
نے خود کو سنبھال لی اور پہلے یہی شوخ لجھ میں بولی۔

”اوہ ہاں... کیوں نہیں... یہ لیں... غلیل اور گولیاں۔“ لگا... جلد ہی اس نے دم توڑ دیا۔

”ایک گولی کافی ہوگی...“ فاروق مکریا۔

”ایک ہی لے لیں...“ اس نے مت بنایا... اب اس کی شوثری ”یہ... یہ کیا... ڈبو مر گیا... ڈبو مر گیا... نہ نہیں... نہیں...“
رخصت ہوتی گھوس ہو رہی تھی... اور شوخی کی جگہ غصہ لیتا جا رہا ڈبو نہیں مر سکتا۔“ یہ کہتے ہوئے وہ پھوٹ پھوٹ
کر رہنے لگی۔

فاروق نے گولی غلیل میں رکھ لی... اور اس کی پیشانی کا نشان ایسے میں انہوں نے ایک بڑی آواز سنی:

"کیا ہوا میری جو گی... کیا ہو گیا کہ آج میں تمہارے روپ پر چھڑا۔ کی آواز من رہا ہوں... میں نے تو خیال کیا تھا... تم روپناہ مول پھی ہو، اور اب زندگی بھر کبھی نہیں روؤگی..."

انہوں نے سفید بالوں والے ایک بوڑھے کو درختوں کے درمیان سے نکل کر آتے دیکھا، وہ درمیانے قد کا ایک دبالتا ساری تھا... سر کے بال بالکل سفید ہو چکے تھے... لیکن سر بالوں سے تم ہوا تھا۔

لڑکی نے جو نہیں اس کی آواز سنی... وہ انھوں کو اس طرف کو دلیا۔

اور اس کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"ڈیلی ہی... میر اڑو ہا... میر اڑو۔"

"اوہ ہو... ہو کیا گیا ہے... ڈیو کو۔"

اب بوڑھے نے اوہ صراحت دیکھا اور ڈیو کی لاش کو دیکھ کر

کانپ سا گیا... پھر اس کی نظر میں ان پر پڑیں اور چک کر رہ گئیں۔

"یہ آپ لوگوں کا کام ہے۔"

"ہاں جتاب! لیکن اس میں قصور ہمارا نہیں۔"

"اس کا فیصلہ آپ شہیں... میری بیٹھی کرے گی۔" اس لوگوں کی موت کا فیصلہ سنایا ہے..."

لے منہ ملیا۔

"کیا مطلب جتاب... ہم سمجھے نہیں۔"

"آپ کو کیا سزا دی جائے گی... یہ فیصلہ شملی کرے گی۔"

"شعلی... آپ اس لڑکی کو کہہ رہے ہیں۔" انسپکٹر جہشید نے

"ہاں! میری بیٹھی شعلی... آج میں اس کی آنکھوں میں پھر آسودگی رہا ہوں... جب کہ میرا خیال تھا کہ میں نے اس سے رہنے کا طریقہ پھیلنے لیا ہے... جب اس کی ماں مری تھی... اس وقت یہ پھوٹ پھوٹ کر رہی تھی... اس روز میں نے فیصلہ کیا تھا... اب میری بیٹھی کبھی نہیں رہے گی... اسے ایسے مشکلوں میں الجھایا جائے کہ یہ روزہ بھول جائے... لیکن تم لوگوں نے اسے پھر سے روپا یاد ہوا تھا۔

"اس میں بھی ہمارا کوئی قصور نہیں۔"

"اس کا فیصلہ آپ شہیں... میری بیٹھی کرے گی۔"

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... پھر انسپکٹر

جمشید نے کہا۔

"تب پھر آپ ذرا جلدی سے پوچھ لیں۔"

"میری بھی... ان کے بارے میں کیا حکم ہے۔"

"شوت... شوت۔ ڈیلی شوت۔"

"میرت خوب! آپ لوگوں نے مٹا... میری بیٹھی نے آپ

تو عمل کریں... انسپکٹر جہشید نے کہا۔

"کرنا ہو گا... ورنہ یہ ناراض ہو جائے گی۔"

"تب اب آپ ذرا جلدی کریں۔"

”کیوں ضرور تھیں۔“

یہ کہہ کر بوزھے نے ان سب کی طرف اپنا پستول کربن
”ایک دو تین۔“ اس نے خبر وار کرنے کے انداز میں کہ
پھر اس کا پستول گولیاں لگانے لگا۔

اور پھر پستول خالی ہو گیا... وہ اوھر اوھر لاٹھتے رہے تھے
اور درختوں کی اوٹ لے چکے تھے... پستول خالی ہوئے پر بوزھے نے
چاروں طرف دیکھا:

”یہ کیا... یہ میرا پستول تھا یا سیلیٹی نوپی... وہ سب تو غائب
ہو گئے... یعنی اوھر وہ مرے، اوھر ان کے لائے غائب ہو گئے۔
ہلہلہا... تم نے دیکھایشی۔“

”نمیں۔“ لڑکی کی آواز انہری۔

”کیا کہا... نمیں۔“ بوزھا چاچو نکلا۔

”ہاں! میں نے کیسی کہا ہے... نمیں... دیکھا۔“

”لیکن کیوں نمیں دیکھا... میں نے اتنی گولیاں چلا کیں...
اور تم نے دیکھا تک نمیں۔“

”ہاں! نمیں دیکھا... یہ لوگ درختوں کے جیچے زندہ
سلامت ہیں... آپ اب بوزھے ہو گئے ہیں... دیکھا... اب میں یہ
کام اپنے بھائی سے لوں گی... جوزی... تم کہاں ہو... ہم یاد کرتے
ہیں۔“ اس نے گلگتا کر کہا۔

"جی نہیں... میں تو مسلسل ہے... وہ کام سے گیا... کام مطلب رنجائز ہونا نہیں... اور رنجائز ہونے کا مطلب بھی رنجائز ہونا نہیں... زندگی سے جانا ہے۔"

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" انپکٹر جمشید نے تیر انہوں کو کہا۔

"کیوں جمشید... ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔ پروفسر داؤڈ مکرائے۔

وہ ب مکرائے... ادھر انہوں نے دیکھا... ایک انتہائی طاقت ور، لمبا جوز اب جوان میدان میں آگیا تھا۔

"یہ لوڑھے... یہ رہا پستول...."

"تل... لیکن... وہ اب میرے سامنے نہیں ہیں۔" بڑھا کاٹ پ کر بڑا۔

"تم لوگ سامنے آجاو... اگر تم میں ذرا بھی غیرت ہے۔" انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"اب خان رحمان... اب کیا کریں... سامنے آتے ہیں تو لاڑھا راجاتا ہے۔"

"تم سامنے نہیں جائیں گے... وہ اس صورت میں بھی مارا جائے گا... چلو جمشید... اب کچھ نہیں ہو سکتا۔"

وہ درختوں کی اوٹ سے نکل کر ان کے سامنے آگئے۔ "واہ... یہ توبہت آسان ٹکار ہے۔" توجوان ہٹا۔

"میں آگیا ہے فی... بیلا سے اتنی مرتبہ کما... اب آپ بڑھے ہو گئے ہیں... لہذا ختم۔" انہوں نے ایک جوان کی پہنچ آئی۔

"عن نہیں... میں بڑھا نہیں ہوا... میں نے ان کی پہنچ تھا اندمازہ لگایا تھا... ایک موقع اور بے فی... ایک موقع اور۔" "یہ قیصلہ بھائی کرے گا... میں نہیں... کیوں جزوی... تم اس دڑھے کو ایک موقع اور دینا پرمند کرو گے..."

"اوہ ہاں! کیوں نہیں... میں اپنا پستول دے دیتا ہوں، اب یہ اس کی قسمت..." توجوان نے بجیب سے اندماز میں کہا۔ "کیا مطلب... کیا کس کی قسمت۔" خان رحمان پوچھ کے۔ انہوں نے اس لئے اپنے روگانے کھڑے ہوتے محسوس کیے۔

"آپ کو کیا ہوا انکل۔" "ہمیں یہاں سے انکل چنانا چاہیے... یہ... یہ بوروں بستی ہے... میں نے اس کے بارے میں منور علی خان سے شاحدہ کیا... کیا... بوروں کی بستی۔"

"ہاں! بوروں کی بستی... ان کا سردار یا سربراہ صرف اصراف وہ ہو سکتا ہے... جو سب سے زیادہ طاقت ور، سب سے زیاد نشانے باز ہو... اور جو سربراہ اکٹھر ہو... وہ گیا کام سے۔" انہوں نے بوکھلائے ہوئے اندماز میں کہا۔

"گیا کام سے... یعنی ہو گیا رنجائز۔"

"لیکن بوڑھے کے لیے نہیں۔"

"یہ اس کی قسمت۔"

"نہ نہیں۔" بوڑھا چلا آئھا۔

"اب نہیں یا ہاں کرنے سے کچھ نہیں ہو گا... شکار سامنے ہے... پستول ہاتھ میں... خوب نشانے لے کر فائز کرو... تم منع نہیں کر رہے... دل کی بھروسہ اس نکال لو... لیکن اگر تم اس نہیں فتح مز کر سکے... تو پھر ریٹائر... کیوں نہیں۔"

"بالکل۔" اس نے فوراً کہا۔

"اور پھر میں سردار۔"

"اس میں کیا شک ہے...؟" لڑکی فسی۔

"نہ نہیں۔" بوڑھا راز گیا۔

"اب فائز کرو... وقت نہ ضائع کرو... تم اپنی موت کو نہیں سکتے۔"

"تمہروں... کیا یہ پاگلوں کی بستی ہے۔" اسپکٹر جمشید نے ہاتھ انھا کر کہا۔

"نہ نہیں... یہ بوروں کی بستی ہے۔" بوڑھا چلا آئھا۔

"آہا... تب تو میں شحیک سمجھا تھا... اسپکٹر جمشید... ہم یہاں سے نکل چلتے ہیں... منور علی خان کی بھی ہدایت ہے۔"

"یہاں مطلب... منور علی خان... گک... کون منور علی خان... کہیں تم اس شکاری کی بات تو نہیں کر رہے۔" جوزی زور سے اچھا۔

"اے باپ دے... یہ... یہ تو اپنے منور علی خان کو جانتے ہیں... حیرت ہے... کمال ہے۔" پروفیسر داؤڈ حیرت زده رہ گئے۔

"اوہ... تو تم اس کے دوست ہے... اس شکاری کے۔" بوڑھے نے خوش ہو کر کہا۔

"اس میں آپ کے لیے خوشی کی کیبات ہے۔"

"میں نے اس کی مدد کی بھی... آج تم میری مدد کرو... مجھے ان سے چاہا۔"

"آپ تو ان کے سردار ہیں... ان کے بیان میں... پھر یہ کیوں آپ کو جان سے ماریں گے کھلا۔" فاروق نے متینا یا۔

"میں ان کا سردار تھا، اب نہیں ہوں... اگر میری گولیاں خطاں جاتیں تو اب بھی ان کا سردار ہوں گے..."

"آخر یہ کیسی بستی ہے... کیا یہاں ہمارے ملک کا قانون صلی چلتا۔"

"ہماری بستی... ہمارا قانون...؟" لڑکی نے پس کر کہا۔

"بوڑھے... جلدی کرو... تجھ پر کرو... آخری تجربہ۔"

"اوے... میں تجھ پر ضرور کروں گا۔"

یہ کہ کراس نے پستول سے خان رحمان کا نشان لیا۔ وہ تیار او گئے... اور پھر بوڑھے نے پہلے درپے فائزگ شروع کر دی... وہ سب دار چاتے چلے گئے... یہاں تک کہ پستول خالی ہو گیا۔

بوڑھے کی آنکھوں میں خوف پھیل گیا۔

"واہ مرا آگیا... میں سردار بن گیا... کب سے میں اتنا کر رہا تھا... اور خیال کر رہا تھا... کہ یہ بوڑھانے جانے کب مرے گا... لیکن شکر ہے... موت سے پسے اس کی موت آتی۔"

"موت سے پسلے موت۔" فاروق نے بول کھلا کر کہا۔

"کیوں! کیلیات ہے۔" نوجوان نے اسے گھوڑا۔

"میر امظا ہے... یہ تو کسی ہاول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"یہ کیبات ہوئی۔" جوزی نے جیر ان ہو کر کہا۔

"وقت ن شایع کرو جوزی... ابھی ان لوگوں کی بھی باری آئے گی... ویسے آج کادن مزے کادن رہا... بیباۓ نجات اور کی دوسرے شکار... ان کے ترپے کا منظر کس قدر دل فریب ہو گا۔"

"ہاں شملی... آج واپسی دل خوش کرن منظر ویکھنے کو ملے گا۔" یہ کہ کراس نے بوڑھے کا نشان لے لیا... اس کی انگلی زیر پر دباؤ ڈالنے لگی... یہاں تک کہ اس نے فائز کر دیا... لیکن اسی وقت ایک قاتر اور ہوا تھا... جوزی کے منڈ سے بچنے لگی۔

"ارے! یہ کیا ہوا... جوزی... بیباۓ نجات ہے اور تمہارے ہاتھ سے خون بیہد رہا ہے... یہ... یہ کیسے ہو گیا۔" شملی پوری قوت سے چلا گئی۔

"یہ میں نے کیا ہے۔" انپکٹ جمشید بول انجھے۔

"گک... کیا... نہیں... بھک جاؤ... سب بھک جاؤ... جوزی کو گولی مار دو۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ہر دل کی بستی کے سردار اب آپ ہیں۔"

"حمد ہوئی... اور یہ بھی بھاری کاڑی خراب ہوئی ہے... ہم یہاں صرف رات گزارنے کے لیے آئے تھے... اور آپ نہیں سردار نئے دے رہے ہیں۔"

"اب آپ اور آپ کے ساتھی یہاں سے نہیں جاسکتے... آپ کو نہیں رہنا ہو گا... ہمارے سردار بن کر... جب تک آپ زندہ رہیں گے... سردار ہیں... یا پھر آپ کا نشان خطا جائے... تو آپ سردار نہیں رہیں گے... لیکن اس صورت میں آپ کو اپنی جان سے باختہ ٹھوٹا پڑیں گے۔"

"ارے باپ رے... خان رحمان... یہ کیا۔"

"یہ تھیک کہہ رہا ہیں... منور علی خان نے یہی بتایا تھا... وہ بھی یہاں سردار بن گئے تھے۔"

"ارے اپچا۔" وہ بھک سے رہ گئے۔

اسی وقت ان گنت گوایاں نامعلومتوں سے آئیں اور جوزی کو پھینک کر گئیں... وہ ترپ بھی نہ سکا... یہ کیا ہوا۔"

"یہ... یہ کیا ہوا۔" انپکٹ جمشید کھوئے کھوئے انداز میں بے۔

"میں سے سردار کو سلامی نہیں دی سکی ہے... کیا وجہ ہے... لڑکی نے بچنے کر کہا۔"

ان گنت لوگ و ہم دھرم کر کے درختوں سے کوئی نہ لے۔
انہوں نے دیکھا... وہ کبی سوتھے، سب کے سب جدید اسلحوں سے لیس
تھے... پھر وہ سب ان کے آگے بچک گئے... رکونگ کے اندازش،
لیکن ان کے ہاتھ مکھٹے پر نہیں تھے، ہاتھ لٹک رہے تھے۔
”یہ کیا کر رہے ہیں، اورے باپ رے۔“ انپکٹر جمشید پا
اٹھے۔

”آپ ہمارے سردار ہیں... لہذا تم آپ کے آگے جو
گئے ہیں... آپ کو پہلی سلامی دے رہے ہیں... اب جب تک آپ کا
نشان خطا نہیں جاتا... آپ ہمارے سردار ہیں... جس دن نشان خطا
ہو گیا... ہم آپ کو موت کے گھنات اتنا رویں گے۔“
”منور علی خان کا کیا ہاتھا۔“

”وہ... حیرت انگیز آدمی تھے... نہ جانے کس طرح وہ تم
ب کی آنکھوں میں دھول جھوک کر لکل گئے۔“
”اچھا تم لوگ یہ دھو جاؤ... اور مجھے بتاؤ... میرے
سردار بننے کا مجھے کیا فائدہ۔“
”تم آپ کا ہر حکم مانیں گے... لیکن آپ کو یہاں سے
جانے نہیں دیں گے۔“

”اور میرے ساتھی... یہ تو یہاں سے جا سکتے ہیں۔“

”جنہیں جمشید... ہم بھی نہیں جائیں گے۔“ خان رحمان ہوئے
”اوہ ہو بھی... مجھے ان سے بات کرنے دو۔“ انہوں نے دا

سامنہ ملایا۔

”اچھا... وہ مکارے۔

”آپ یہاں عیش کریں... دنیا کی ہر چیز آپ کی خدمت
میں پیش کی جائے گی... جو آپ کہیں گے... ہم کریں گے... لیکن
آپ کو یہاں سے جانے نہیں دیں گے۔“

”اوہ... میرے سردار بننے کا آپ کو کیا فائدہ ہو گا۔“

”ہمیں... بھیں تو یہاں ایک سردار کی ضرورت ہوتی
ہے... وہ ہمارے آپس کے معاملات کا فیصلہ کرتا ہے... ہماری بھلائی
کے لیے ہر کام کرتے ہیں... ہمارے مسائل حل کرتے ہیں...“

”حد ہو گئی... بھلائیاں کون سے مسائل ہیں۔“

”آپ نے ابھی بوروں کی بستقی کا معافانہ نہیں کیا... پہلا
کام ہم بھی کریں گے... آپ سب لوگ ہمارے آگے آجے چلیں
گے... ہم پیچھے... اس طرح آپ کو پوری بستقی دکھائی جائے گی...
پھر بستقی کے لوگ ایک میدان میں جمع ہوں گے... وہاں آپ کو
تاج پہنایا جائے گا... گویا آپ کی سرداری کا باقاعدہ آغاز کیا جائے گا۔“

”آپ لوگ ہمیں اجازت دیں... ہم بہت صرفوف لوگ
ہیں۔“

”اب یہ نہیں ہو سکتا... آپ یہاں سے مر کر جائیں گے۔“

”حیرت ہے... ان حالات میں کون پے وقوف یہاں کا
سردار جتنا پسند کرتا ہو گا۔“

"کوئی معمولی نشانے باز تو یہاں گا سردار بن نہیں سکتا...؟
میں جاتا ہے... وہ اور زیادہ نشانے بازی کی مشق شروع کر دیتا ہے...
اور یہ خیال کرتا ہے کہ آئندہ باقی زندگی میں اس کا نشانہ خطاب نہیں
جائے گا۔"

"لیکن اس کا اندازہ کیسے ہوتا ہے۔"

"ہر سال یہاں نشانہ بازی کا مقابلہ ہوتا ہے سردار کو سب
لوگوں کو ہر انا ہوتا ہے۔"

"یہ مقابلہ کیسے ہوتا ہے۔"

"یہ مقابلہ کل ہوتے والا ہے... کل بیبا کو اپنی نشانے بازی
ٹھاٹ کرنا تھی... لیکن ان کی جگہ آپ نے لے لی... اب آپ کو کل
ٹھاٹ کرنا ہوا کہ آپ سے برا نشانے باز یہاں کوئی نہیں۔"
"اور بیبا۔"

"بیبا کی زندگی اور موت اب صرف آپ کی مرضی کے
مطابق ہو گی... آپ چاہیں گے... اسے گولی مار دیں گے... آپ
چاہیں گے... زندہ چھوڑ دیں گے۔"

انہوں نے بیبا پر ایک نظر ڈالی... اچاک اٹھیں ایک عجیب
سا احساس ہوا...
وہ تیزی سے بڑھے کی طرف چھپئے۔

حرکت

مزدیک پنج کر انہوں نے اس کے سر کے بالوں کو مخفی
میں پکڑ لیا... اس کے منہ سے جیخ نکل گئی۔

"یہ... یہ کیا کر رہے ہیں...؟" بوڑھا چینا۔
"حاموش۔" وہ گر جے۔

"یہ مطلب... خود ہی تو اس کی چانچائی اور خود ہی اب
اس پر یہ بھی... یہ بات کبھی میں نہیں آئی۔"

"یہ آپ کے والد ہیں۔" انہوں نے پوچھا۔
"شمیں... یہ کس نے کہ دیا آپ سے۔"

"یہ بھاں کس کے باپ ہیں بھالا۔"
"اس کی اولاد مر چکی ہے..."

"لیکن یہ سردار کس طرح بتا تھا۔"

"یہاں سردار نے کیا یہ ایک ای شرط ہے... اپنے نشانے
کے ذریعے دوسروں کو ہرا دینا... اس نے مقابلے میں سب کو ہرا دیا
تھا۔"

"اوہ... اوہ... خان رحمان... اس لاڑھے کو رسیوں سے

باندھ لو۔"

"سک... کیا مطلب... اس کی کیا ضرورت ہے... یہ بھاں
بھاں سے بھاگ کر کہاں جائے گا اور بھاں سے بھاگ کر جانا آہن
کام تو ہے بھی نہیں۔"

"تم بھول رہے ہو خان رحمان۔" انہوں نے گیب ت
انداز میں کہا۔

"اور میں کیا بھول رہا ہوں... " خان رحمان کے لئے میں
حرمت تھی۔

"متوہلی خان بھاں سے نکل گئے تھے۔"

"وہ ایک شکاری ہیں... انہوں نے اپنی شکاری قم کی
ترکیبوں پر عمل کیا ہو گا... اللہ تعالیٰ ان پر مریاں ہوں گے... اللہ! " ساتھوں کے ہاتھ پر باندھنے کا عمل شروع ہو گیا... دیکھتے ہی
نکل گئے۔"

"یہ بھی نکل سکتا ہے... تم بھس اسے باندھ دو۔" یہ کہ کر بڑی طرف چلا رہی تھی۔
لوگ کی طرف مڑے۔

"آخر میرا جرم کیا ہے... قصور کیا ہے... پہلے یہ بتایا
جائے۔" "اس کا گھر کون سا ہے... میں وہاں جاؤں گا... اب وہاں جائے۔"

کون رہتا ہے۔" "یہی اس بستقی کا سردار بغیر جرم کے کسی کو مدد حوا سکتا ہے یا
نہیں۔" انہوں نے پوچھا۔

"اس کی اوڑاد کی اوڑاد... یعنی پوتے پوچیاں وغیرہ۔"

"ہم نہیک ہے... مجھے بھاں لے جایا جائے۔"

"آخر اس کی کیا ضرورت ہے۔" شکلی نے حیران ہوا

پوچھا۔

"نہیں۔" لڑکی نے ست انداز میں کہا۔

"میں اس بستقی کا سردار بغیر جرم کے کسی کو مدد حوا سکتا ہے۔

"اوہ بھاں۔" لڑکی بخوبی۔

"ویسے مجھے یقین نہیں آرہا۔" وہ مسکرا کے۔

"کس بات پر۔"

"اگر بتاتا ہوں... یہ کہہ کر انہوں نے تالی جائی... پھر
پھاڑ کر رہا۔"

"شکلی کو پکڑ لیا جائے... اور باندھ کر ایک درخت سے انہا
لٹکا دیا جائے۔"

"اے اے... یہ کیا۔" شکلی چلا۔

میں اس وقت شکلی کو چاروں طرف سے لگیر لایا گیا... پھر
ترکیبوں پر عمل کیا ہو گا... اللہ تعالیٰ ان پر مریاں ہوں گے... اللہ! ساتھوں کے ہاتھ پر باندھنے کا عمل شروع ہو گیا... دیکھتے ہی
وہیکھتے... وہ ایک درخت سے اتنی لٹکی نظر آئی... اس حالت میں وہ
نکل گئے۔"

"یہ بھی نکل سکتا ہے... تم بھس اسے باندھ دو۔" یہ کہ کر بڑی طرف چلا رہی تھی۔

"آخر میرا جرم کیا ہے... قصور کیا ہے... پہلے یہ بتایا
جائے۔"

"یہی اس بستقی کا سردار بغیر جرم کے کسی کو مدد حوا سکتا ہے یا
نہیں۔" انہوں نے پوچھا۔

"ہم نہیک ہے... مجھے بھاں لے جایا جائے۔"

"آخر اس کی کیا ضرورت ہے۔" شکلی نے حیران ہوا

"جب پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہیں آپ۔" "پہلے سب لوگوں کو آکے بڑھ جانے دو۔" فرزان نے

وہ یک دم ساکت ہی ہو گئی... جیسے اسے کوئی بات نہ ہو۔ مر گئی۔

اب تینوں ایک طرف چل پڑا... اور وہ وہیں کھڑے رہ گئے رہی ہو...۔

"مجھے بوڑھے کے گھر لے جایا جائے... بوڑھا ساتھ پڑھے... یہاں تک کہ ان کے آس پاس کوئی بھی نہیں رہ گیا...۔

"لیا اب یہاں درختوں پر کوئی نہیں رہ گیا۔" فرزان نے

"بھی واد... آپ تو پورے پورے سرد ارٹگ رہے ہیں۔ ولی ہوئی آواز میں کہا۔

"تمیں... درختوں پر سے وہ لوگ پہلے ہی کو دیکھے تھے..." قاروچ نہ۔

"چپ... خاموش... دور ہو جاؤ... میری نظر دوں سے۔" "لیکن ان لوگوں نے ہمیں یہاں تھا کیوں چھوڑ دیا۔"

وہ بلند آواز میں گر بے۔ "اب ہم سردار کے پیچے ہیں... انسیں سردار کے فرار

تینوں بڑی طرح سُم گئے... پروفیسر واود اور خان رنگار ہونے کاٹوں تو ہو سکتا ہے... ہمارا شہیں... یعنی ہم اکیلے بھلاکیوں

تھے... پروفیسر صاحب سے تور بانہ گیا۔

"جج... جم شید... یاد تم تھیک تو ہو۔" "لیکن لا جان نے یہ کیوں کہا تھا... دور ہو جاؤ میری

"آپ وہ نوں میرے ساتھ رہیں... انسیں یہی رہ جائے۔ نظر دوں سے۔" محمود نے الجھن کے عالم میں کہا۔

دیس... آئیں بھی... ہم پہلے بیباکا گھر و بکھیں گے۔" "یہ ان کی بڑی سے اشارة تھا... آج بدلی کرو۔" فرزان

ایسے میں انہوں نے بوڑھے کو ایک حرکت کرتے دیکھا۔ نے کہا در سڑک کی طرف دوزنگاوی۔

وہ اس کی طرف لے گئے... وہ تینوں یہاں سے فراہوڑ پڑے۔ "کیا مطلب؟" محمود نے ہمکھا کے کہا۔

"جدیدی کرو۔" "وہ تیز اور سرد آواز میں ہو لی۔" "یہ لا جان نے کیا کہا... دور ہو جاؤ... میری نظر دوں سے۔

ایسے انداز میں تو انہوں نے آج تک بات نہیں کی... یہ یہاں آپ کا... کوئی ان کے راستے میں آیا... لندار کے بغیر ان کا سفر جاری

انہیں یکاکی کیا ہو گیا۔" "پچ پتا نہیں۔" محمود نے پرشانی کے عالم میں کہا۔

وہاں تک کہ وہ اپنی کار کے پیاس پکانی گئے...۔

کوں امکان نہیں تھا... لیکن افسوس... تم یہاں بھی پہنچ گئے۔
”لیکن نہیں بالکل کچھ معلوم نہیں تھا... کہ ہم کہاں آگئے
ہیں۔“

”نہیں... ناممکن۔“ اس نے سر کو زور دار جھکھا دیا۔
”میں کہاں... نہیں... ناممکن۔“
”ہاں ایسی کہائے... نہیں، ممکن...“ وہ ہنسا۔
”یہ کیبات ہوئی۔“

”انپر جیسے بہت چالاک ہیں... دنیا میں ان جیسے دو چار
اور چالاک پیدا ہو جائیں تو پوری دنیا کو انکیوں پر نیچا ڈالیں... اس
بات کو لکھ لو... وہ یہاں پر گرام ملا کر آئے ہیں... بغیر پر گرام کے
نہیں آئے...“ اس نے سخت لمحے میں کہا۔

”اُرے نہیں... یہ بات درست نہیں... سیر کا پر گرام ہم
نے بنایا تھا...“

”لیکن سیر کا مقام کس نے تجویز کیا تھا؟“ اس نے طریقہ
انداز میں کہا۔

”اوہ بال ام قائم انہوں نے تجویز کیا تھا۔“

”اس لیے کہ وہ جانتے تھے... راستے میں بوروں کی بستی
چلتی ہے... اور اسی جگہ انہیں نے آئے تھے۔“

”نہیں... اس جگہ تو ہمارا اماڑ پچھر ہوا تھا۔“
”ماڑ انہوں نے خود پچھر کیا تھا۔“

”در اصل اس وقت یہ معلوم نہیں تھا کہ ہم بھیں بالے
گے... اور ہمارے موبائل کار میں رہ گئے تھے۔ اسی لیے باجاتا ہے
جگہ کہا تھا...“

”لیکن کیوں... وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔“
”یہ کہ ہم اپنا کام کریں... انہیں ان کا کام کرنے دیں۔
اور پھر وہ تینوں اپنے کام میں مصروف ہو گئے... اپنے
انہوں نے ایک آواز سنی۔

”بہت خوب! بہت چالاک ہو تم۔“
وہ بڑی طرح اچھے... انہوں نے دیکھا... ان کے سامنے¹
ایک سیاہ پوش کھڑا تھا... اس نے سر سے چیڑ تک سیاہ لباس پہنا
تھا... آنکھوں کی جگہ نہیں دو سوراخ تھے... اس کے دو نوں، تم
میں پستول تھے...“

”اگر... کیا مطلب... آپ کون صاحب ہیں اور نہ
تعریف کس سلطے میں کر رہے ہیں...“

”بھی... تمہاری تعریف نہ کروں تو یہ زیادتی ہو گی۔“
”آپ کی سر خی... پھر... کریں تعریف...“ قادتی
بر اسما منہ بخایا۔

”اس میں شک نہیں... تم لوگ بہت چالاک ہو...
تیز ہو... وہاں بھی پہنچ جاتے ہو... جہاں تمہارے پہنچنے کا کوئی
لٹک نہیں ہوتا... اور تم لوگوں کے یہاں پہنچ جانے کا تو ایک نہ
ہے۔“

"مدد ہو گئی... ہے کوئی تک اس بات کی۔"

"اس کا مطلب ہے ... تم بھلی اپنی پوری طرح نہ
جانتے۔"

"یہ بات تو خیر نہیں ہو گی ... لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ
تھم اپنی پیشوں اس کے ہاتھوں میں تھے اور ہاتھ ان کی طرف
تھے تھے ... جب وہ بہت دور تک پہنچے ہٹ گیا تو وہ اپنی گاڑی کی
طرف نہ تھے ... اس کا دروازہ بکھوا اور موبائل والے خانے میں سے
جو گل اخناہ پہنچا ... ایسے میں وہ سوچ رہے تھے ... کہ یہ شخص صحتی کتنا
لوگوں سے بھی پہنچا جاتے ہیں۔"

"شاید ... یہ درست ہے ... لیکن یہاں وہ پر کے پرگراں
کے تحت ہرگز نہیں آئے ... انہوں نے نائز خود پہنچ کر کیا ...
نہیں تھے ... اسی لئے سیاہ پوچھ کا قبضہ ان کے کانوں سے کٹرایا۔
وقت بند ہوتا چاکیا گیا ... وہ کسی طرح ختم ہونے میں نہیں
انہوں نے ہی تم لوگوں کو ادھر نہیں بھیجا تھا۔" اس نے نہیں کیا اس وقت
اور پھر اچانک قفقہ رک گیا ... ساتھ ہی اس نے ایک
انداز میں کہا۔

"اوہ ہاں ای ٹو ہے۔" وہ چونکے۔

"میں تو پھر ... میری باقی باتیں بھی سو فیصد درست نہ
ہوں گی ... تم لوگ دیکھ لینا۔"

"اوے کے سر ... ہم دیکھ لیں گے ... اس وقت آپ کہاں
پر گرام ہے۔"

"پہلے تم ہتاو ... جیس یہاں کس لیے بھجا گیا ہے۔"

"سوری ای ٹو ہم نہیں بتائیں گے۔"

"خیر ! میں ایک طرف ہٹ جاتا ہوں ... تم پہلے اپنا کام

بھوک

انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا... ہاتھ منہ کی طرف چارہ
تھا... بوزھے نے مٹھی دبایا... "کھولوا سے۔"

"کھولوا سے۔" انپکڑ جمیلے نے سر و آواز میں گھاد
"میں کھولوں گا۔" وہ غریباً۔
"کیسے نہیں کھولو گے... میں کھولوں گا تمہاری مٹھی۔"
"تو پھر لگا کر دیکھ لوزور۔"

"یہ لو... لگا دیا زور۔" یہ کہ کر انہوں نے اس کی کالی
زور صرف کیا... اس کی انٹلیاں فوراً مکمل گئیں۔
سب نے دیکھا... اس کی مٹھی میں ایک سیاہ رنگ کی ہلن
گولی تھی:

"یہ... یہ کیا... کیا یہ خود کشی کر رہا تھا۔" لڑکی چلا کی۔
"کیوں بیبا... تم خود کشی کر رہے تھے۔" انپکڑ جمیلے
"ہاں! اور میں کیا کروں... اب میں جی کر کیا کروں گا...
اس بستی کا سردار سالہ سال سے چلا آ رہا تھا... اب کوئی دو کوڑی
بھی نہیں سمجھے گا... کیا اس سے یہ بھر نہیں کہ میں اپنی جان خود۔"

"تم اپنی جان خود لے لینا... لیکن ابھی نہیں۔" انپکڑ جمیلے
مگر اے۔

"ابھی نہیں... کیا مطلب... جمیلے۔" خان رحمان نے
خیر ان ہو گرمائے۔

"مم... میں... جمیلے... میں۔" ایسے میں پروفیسر داؤن نے
پکھہ کھانا پاہا۔

"ابھی آپ چپ رہیں۔" وہ لے۔
"تل... قیکن... انہوں نے پھر کھانا پاہا۔

"نہیں... آپ چپ رہیں۔" ان کا لمحہ سرد ہو گیا، پروفیسر
داؤن اور خان رحمان لرز کے... ایسے موڑ میں وہ بھی بھی آتے تھے اور
ان کا یہ موڑ حدود بے خوفناک ہوتا تھا... آس پاس والے کانپ
جاتے تھے۔

"ہاں! میں نے کہا ہے... ابھی تم خود کشی بھی نہیں کر
سکتے... اس کے ہاتھ کمر پر باندھ دو، خان رحمان... اپنی خاص دُوری
سے۔"

"نگک... کیوں جمیلے... کیا یہ کھول لے گا عامری کو۔"
"ہاں! اس کا امکان ہے۔"

یہ کہ کر انہوں نے وہ گولی چکلی میں پکڑ کر اپنی جیب میں
رکھ لی۔ خان رحمان نے جیب سے دُوری نکالی اور اس کے ہاتھ کمر پر

باندھ دیے، ایسے میں بھی وہ کھتارہا۔

"مجھے مر جانے دو... مر جانے دو۔ اب میں کیا کروں گا تو کر۔"

"اچھا یہ بات ہے... تھیں مر جانے دیں۔" اپکلہ جمیش
عجیب سے انداز میں بولے۔

"ہاں! مر چانے دیں۔"

"میں پاہتا تھا... تمیں مر جانے کا موقع تمارے گھر جا کر
دوں... لیکن اگر تم اپنے گھر جانے سے پہلے ہی مر جانا پسند کرتے ہو تو
یہ لو... خبیر... اور اتنا دو اس کو اپنے پیٹ میں... خبیر زہر آؤ دے...
ذرا سا پہنچتی تھی تماری موت واقع ہو جائے گی۔"

یہ کہہ کر انسوں نے اپنی جیب سے ایک پھونی سی ڈیناں کالی... اس
کی طرف بڑھا دیا۔

"نہ نہیں... نہیں... میں زہر کی گولی کھا کر اپنا کام تمام کرنا لو... اور تم گوئی منہ میں رکھو گے... اور تم اکام تمام ہو جائے
پسند کروں گا۔"

"میں نے بتایا تو ہے... اس خبیر پر زہر لگا ہوا ہے۔"

"نہ نہیں... مجھے... خبیر سے ڈر لگتا ہے۔"

"واہ... بستی والوں نے بھی کھنڈا لیئر سرہ ارچنا تھا... جسے بہت بیب تھی۔"

خبیر سے ڈر لگتا ہے... اچھا تو تم زہر کی گولی کھا کر مرنا چاہتے ہو۔"

"ہاں! با انکل... میری گولی مجھے دے دو۔"

"پر و فیر صاحب۔" اب وہ ان کی طرف مزے۔

"ہاں جمیش۔" وہ کھونے کھوئے انداز میں بولے... کیونکہ
انہیں اپکلہ جمیش اس وقت دنیا کے عجیب ترین انسان نظر آ رہے
تھے... ایک مدت سے ان کا آپس کا ساتھ چلا آ رہا تھا... لیکن آج
انہیں محسوس ہو رہا تھا... کہ اپکلہ جمیش کو جیسے زندگی میں پہلی بار
دیکھ رہے ہوں۔"

"زہر کی ایک گولی اس ٹھنڈی کی ہتھیار پر دکھ دیں... ایسے زہر
کی... کہ اوہر یہ اس کو زبان پر رکھے... اور اس کی موت واقع ہو جائے۔"
اوکے۔ "وہ بولے۔

پھر انسوں نے اپنی جیب سے ایک پھونی سی ڈیناں کالی... اس
میں سے ایک گولی نکال کر اس کی طرف بڑھا دی۔

"لو میوال... موت کی خواہش کرنے والے... یہ گولی کھا
کی طرف بڑھا دیا۔

"نہ نہیں... نہیں... میں زہر کی گولی کھا کر اپنا کام تمام کرنا لو... اور تم گوئی منہ میں رکھو گے... اور تم اکام تمام ہو جائے
پسند کروں گا۔"

"نہ نہیں... نہیں۔" وہ کانپ گیا۔

"اب کیا ہوا۔" اپکلہ جمیش ہنئے... لیکن ان کی یہ بھی
لکھنے سے کتنی تکلیف ہو گی... میں تو اپنے الی گولی کھاؤں گا۔"

"اس کے الفاظ خشم ہوتے ہی اپکلہ جمیش نے ایک ہاتھ
لکھنے سے کتنی تکلیف ہو گی... میں تو اپنے الی گولی کھاؤں گا۔"

"ایک نہات سے، ہم نے جب سے ہوش سنبھالا... یہی دیکھتے چلے آئے ہیں۔" "شمی نے کہا۔

"کوئی وڑخا میری بات کا جواب دے سامنے آکر۔" انہوں نے بندہ آواز میں کہا... ایک وڑخا ان کے درمیان سے نکل کر سامنے آگیا، پھر اس نے کہا۔

"میں نے یہی جب سے ہوش سنبھالا... یہی دیکھتا چلا آیا ہوں۔"

"اچھا خیر... یہ وڑخلبیا آپ کے سامنے سردار ہے تھا۔" "تی... جی بیان با اکل۔"

"کیا اس کا نشانہ ہمیشہ سے اتنا پختہ چلا آ رہا ہے۔" "نمیں... اس بات پر ہم سب حیران ہوئے تھے..."

"کس بات پر۔"

"یہ کہ نشانے بیازی کے مقابلے میں اس نے کبھی کوئی نمایاں کارنامہ تو دکھایا نہیں... آج اپنائک یہ مقابلہ کس طرح جیت گیا۔"

"یہت خوب! چلو آگے۔"

وہ سب وڑخے کے گھر تک پہنچ گئے... یہاں چاروں طرف گھر نظر آ رہے تھے... گویاستی اصل میں بھی تھی۔

"یہاں تھا رے ساتھ کون کون رہتا ہے۔" "میرے بھائی... میرے بیٹے... ان کی بیویاں۔"

"اس لادھتے کے بھائی اور بیٹے باہر آ جائیں۔"

دار تھپڑاں کے گال پر دے مارا... وہالت کر گرا۔

"یہ... یہ کیا کیا جمیشید۔" خان رحمان نے وہ کھلا کر کہا۔

"خاموش۔" وہ گر جے۔

خان رحمان کی شی گم ہو گئی۔

"اے الہی و... اور اس کے گھر تک لو چلو... اب باقی بات وہاں ہو گی۔"

"پپ پتا نہیں... کیا ہو رہا ہے۔" "شمی کی آواز سنائی دی۔"

"ایک تو بھے تھا ری سمجھ نہیں آتی... تم کون ہو۔" اپنے

جمیشید اس سے بولے۔

"م... میں میں شمی ہوں... جو زمی کی بھن... جو مار آیا۔"

"پسلے ہم نے خیال کیا تھا کہ تم اس وڑخے کی بیٹھی ہو۔"

"نمیں... وہ تو ہم اسے سردار ہونے کے ناطے بیباکے رہے ہیں۔"

"تو کیا اب تم مجھے بیباکو گی۔" وہ مسکراتے۔

"نمیں... آپ ابھی اتنے بڑھے نہیں ہیں... آپ سردار کوں گی۔"

"یہ ریت یہاں کب سے چل رہی ہے۔"

"کون اسی ریت۔"

"یہی... کہ اس بستی کا سردار وہی نے نہیں... جو نشانے باز

میں سب سے بڑھ کر ہو گا۔"

"مطلوب یہ کہ مرد عورتی نہیں... کیا سب کے سب آئیں

⁴⁸ "ہم پلے ہی باہر ہیں جناب۔" مجھ سے ایک نوجوان تھے۔

"ہاں 11س روز کوئی شخص گھر میں نہیں رہ سکتا۔"

"یہ سخوب امراض ہے گا پھر تو۔"

"ارے... وو... آپ کے کچے کھان پلتے گے۔" شملی کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! کل مقابلہ ہے... لیکن یہ آج سردار عن کے ہیں۔" "بھائی پادری تھی نامیں نے اٹھیں... نارانہ ہو کر کیس چیچے

دھے ہوں گے... اب ہمارے رات گزارنے کا انعام کیا جائے... اور محترم شملی صاحب... آپ ہمارے ساتھ رہیں گی... تاکہ ہمیں

"یہ تفصیل بعد میں آپ لوگوں کو کوئی تادے گا... آپ کچھ پوچھتا ہو... کوئی اور کام ہو تو ہم آپ سے وہ کام تو لے سکیں۔"

"اچھی بات ہے۔" اس نے کہا۔

"تھی ہاں بالکل۔" اس نے جیر ان ہو کر کہا... جیسے کہ رہا۔ "اور بوڑھا سردار خان رحمان اور پروفیسر داؤد... آپ

رونوں کی گمراہی میں رہے گا... خیال رہے... یہ فرار ہوتے کی

وشمل ضرور کرے گا۔"

"تم غفرانہ کرو... جمشید ہم اسے فرار نہیں ہونے دیں

"لیکن یہی... یہ فرار ہو جائے گا۔"

"ہم سو میل کے ہی نہیں۔"

"پی بات۔" ان پکڑ جمشید مسکانتے۔

"بالکل جمشید... تم غفرانہ کرو... ارے... یہ کیا۔" خان

"جناب شیں سردار۔" لڑکی نے گویا تعارف کرایا۔

"سردار... کیا مطلب... نشان بازی کا مقابلہ تو کل ہے۔"

نوجوان نے جیر ان ہو کر کہا۔

"ہاں! کل مقابلہ ہے... لیکن یہ آج سردار عن کے ہیں۔"

کل کے مقابلے میں بھی یہ حصہ نہیں گے۔"

"آن کیسے من گئے۔"

"یہ تفصیل بعد میں آپ لوگوں کو کوئی تادے گا... آپ کچھ پوچھتا ہو... کوئی اور کام ہو تو ہم آپ سے وہ کام تو لے سکیں۔"

صرف اتنا تماں میں... یہ آپ کے والد ہیں۔"

"تھی ہاں بالکل۔" اس نے جیر ان ہو کر کہا... جیسے کہ رہا۔

"آپ کے والد نے سرداری کا مقابلہ کب جیتا؟"

"کئی سال پلے۔"

"مقابلہ جیتنے سے پہلے ان کی نشان بازی کیسی تھی۔"

"لیس عام ہی تھی... ان کے مقابلہ جیتنے پر ہم لوگ بھی جیر ان

ہوئے تھے۔"

"خوب! کل مقابلہ دیکھنے کے لیے کیا سب لوگ آئیں

گے۔" وہ شملی کی طرف مزء۔

"ہاں! بالکل۔"

رحمان چوئے۔

"کیا بات ہے۔"

"تم... اب... دیے خوفاں نظر نہیں آئے تھے۔" نہیں آئے۔ وہ کہاں ہیں... اور جمیشید... تم ان کے بارے میں فکر مند "وقت وقت کی بات ہے... دیے تم جب کوئی میں ایسا کیا نہیں ہوا۔"

"صرف فکر مند ہونے سے کیا ہوتا ہے... اگر وہ صحیح نکلنے خوفاں نظر آسکتا ہوں۔" "ارے باپ رے... ہمیں ڈر لگنے لگتا ہے جمیشید۔" پروفیسر دے توہم ان کی تلاش میں نکلیں گے۔" "ارے باپ رے... اس طرح تو بہت دیر ہو جائے گی۔" داؤ دو بکھلانے۔

اور وہ مسکرا دیے... پھر بستی کے لوگوں کی طرف۔ "پروانہ کرو... وہ سید حمی کیھر نہیں ہیں۔" وہ مسکراۓ انہیں لکھا نا دیا گیا... انسوں نے پہلے لکھا نے کو چیک کیا... پھر ازاں لکھا یا... لکھا نے کے دوران انسوں نے آپ ﷺ کی سنتوں کا پورا سے کل آیا۔ "پروفیسر بولے۔"

"میں اور ناکل آیا۔" انسوں نے بنس کر کہا۔ طرح خیال رکھا... اور وہاں موجود لوگوں کو بھی بتاتے رہے... "میں اس لیے کہ انہیں اسلام کے بارے میں کر جمیشید انہیں بھروسہ دیا ہوا۔" پروفیسر داؤ دو گھبرا گئے۔ بہت موٹی موٹی باتیں بھی معلوم نہیں تھیں۔

سوئے سے پہلے انسوں نے خان رحمان اور پروفیسر داؤ دو کے سامنے کھڑا کر کر کھلے۔

"کیا آپ دونوں پوری طرح ہو شیار ہیں۔" "ہاں جمیشید... فکر نہ کرو۔" "فکر تو نہیں میں کروں گا۔" انسوں نے کہا۔

"اوکے سردار...،" شعلی نے کہا اور ان کے پاس سے چانے لگی۔

"میں... مطلب اب میں نہیں ہتا سکتا۔" انسوں نے

اسوں نے یک دم شمشل کی کاری پکڑی... اچانک ان کے جم
کو کرٹ لگا...
وہ اچھل کر گئے۔

سیاہ پوش

سیاہ پوش نے قتے۔ ثتم ہونے پر اپنا پستول ہوا میں اچھال
دیا... اور اچھا لا بھی ان کی طرف... وہ ان کے پیروں کے پاس گرا...
فوراً انکی ایک دھماکہ ہوا... پستول دھماگے سے پشا تھا... وہ اوپنے اچھلے
اور گرے... گرتے ہی بے ہوش ہو گئے... ہوش آیا تو بردی طرح
رسیوں سے جکڑے ہوئے تھے اور سیاہ پوش فٹکن سے انداز میں ان
کے پاس آگزوں پیدھا تھا۔

"میں تو اس طرح بیٹھا بیٹھا تحک بھی گیا۔"

"کماں نے تھا، اس طرح بیٹھنے کے لیے۔" فاروق نے
جلے کے انداز میں کہا۔

"تم لوگوں کے ہوش میں آنے کا انتقال تو کر رہی تھا۔"

"وو پستول کیسا تھا۔" مجھوں نے پوچھا۔

"اپھا تھا... خوب صورت تھا... اس کے تباہ ہونے کا
افسوں رہے گا۔"

"وہ تم کی طرح کیوں پہٹ گیا۔"

"پاگل تھا... بے قوف تھا... اسے تو بس کسی پناہ کی

طرح پھٹنا چاہیے تھا۔

"آپ کی باتیں ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔"

"پروان کرو... آئے لکیں گی سمجھ میں آہت آہت۔" اس

لے شوخ انداز میں کہا۔

"اوکے... اب ہم کچھ نہیں کہیں گے۔"

"گویا اب صرف مجھے کہتا ہو گا... جو کچھ بھی کہتا ہے... ویسے یہ تم لوگوں کے ساتھ ہوئی بدی۔"

"کس طرف اشارہ ہے۔" محمود نے جبلے کے انداز میں کہا۔

"آئے تھے، موبائل پر پیغام نشر کرنے... اتنا ہو گئے خوا

قیدی... اب پیغام کوں نشر کرے گا تم کہو تو حصار سے حصے کا یہ کام بھی میں کر دوں۔"

"ہمیں باندھ کر شوٹی دکھار ہے ہیں... ہاتھ کھول دیں

ذرا... پھر بات کریں گے آپ سے۔"

"اوہ ہو اچھا... یہ بات ہے... کھول دوں پھر ہاتھو۔" اس میں

لے گھر سے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تجزیہ کر لیں۔"

"اوکے... تم بھی کیا یاد کرو گے۔"

ان الغاظ کے ساتھ ہی انہوں نے چاقو کھلنے کی آواز سنی... زیادہ ذہر بیلا قہقہہ ہے۔

آواز بہت خوفناک تھی... انہوں نے اپنے جسموں میں سُننی کی لہر

"او... او... او... پھر کو شش کرو... میں تمہیں پھر موقع دے

محسوں کیں... پھر ان کی دسیاں کاٹ دیں گے... وہ انہوں کر باتھوں رہا ہوں۔"

بیرون کو تھیک کے دینے لگے... تاکہ خون کا دوران پوری طرح شروع ہو جائے۔

"آو... جو کر سکتے ہو کر گزو۔"

"شکر یہ! آپ واقعی دلیرہ شمن ہیں۔" فرزاد نے اس کی تحریف کی۔

"ابھی آپ نے میری دشمنی دیکھی کب ہے... ابھی تک تو صرف دوستی دیکھ رہے ہیں آپ۔"

"چلو خیر... اب دشمنی بھی دکھاتی دیں... معلوم تو ہو... کون لکھتے پانی میں ہے۔"

ان الغاظ کے ساتھ ہی وہ تن سوت میں جا گزرے ہوئے.. تاکہ اس پر تم ان اطراف سے حملہ کیا جائے

"لہلہا۔" اس نے قہقہہ لگایا۔

"معلوم ہوتا ہے... آپ قہقہے لگانے کے بہت شوقیں

ساتھ ہی تینوں نے اس پر یک دم حملہ کیا اور آپس میں بری طرح گرا گے... گمرا کرانے اور زمین پر آرہے۔

وہ پھر قہقہے لگا رہا تھا... طویل... انسیں یوں لگا جیسے وہ بہت

ان الغاظ کے ساتھ ہی انہوں نے چاقو کھلنے کی آواز سنی... زیادہ ذہر بیلا قہقہہ ہے۔

آواز بہت خوفناک تھی... انہوں نے اپنے جسموں میں سُننی کی لہر

"او... او... او... پھر کو شش کرو... میں تمہیں پھر موقع دے

محسوں کیں... پھر ان کی دسیاں کاٹ دیں گے... وہ انہوں کر باتھوں رہا ہوں۔"

"اوہ ہوا چھا۔" فاروق نے متھا۔

"تجھ پر کراوو... یہ لو... میں آرہا ہوں... تمہارے سامنے... آوار کرو..."

"وو واقعی اس کے بالکل سامنے آکھڑا ہوا... اوہر فاروق سوچ رہا تھا کہ کیا کرے... کس رخ سے اس پر وار کرے... محمود اور فاروق کا ابھی سم وہ پسلے ہی دیکھ کر کھا تھا... وہ توں بالکل ساکت پڑے تھے... پتا نہیں... واقعی بے ہوش تھے یا جان لڑ جھوکر انہوں نے آنکھیں بند کر لی تھیں... تاہم اس قدر آسانی سے ان وہ توں کو چھٹ دے دینا آسان کام نہیں تھا اور جو ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا، اس میں ضرور کوئی بات تھی۔

"کس سوچ میں ہو... مج تو تم بھی نہیں سکو گے۔"

"آخر تم چاہتے کیا ہو... اور چکر کیا ہے۔"

"میں الحال تو میں صرف یہ چاہتا ہوں... کہ تم ان وہ توں کی طرح بے ہوش ہو جاؤ... تاکہ میں اپنا کام کر سکوں... اوہر تم چاہتے ہو... مجھے نکلت دے کہ وہ کام کر گزرو... جس کا حجم نہیں تھا میرے والد سے ملا ہے... یہ کہ موبائل کے ذریعہ خیر فورس کے یہاں بلالو... لیکن میں تمہیں ایسا ہرگز نہیں کرنے دوں گا... یہ جنگ تھیں خود ہی لڑا پڑے گی... جب آگئے ہو تو مقابلہ کرو... مردانہ وار... یہ کیا کہ بلانے چلے خیر فورس کو... کیا پسلے تم لوگ پورے کے پورے لشکر سے نہیں کلرا جاتے... میرا مطلب ہے... کسی

اب وہ پھر ان کے درمیان آکھڑا ہوا... پسلے کی طرح، چال و پیوند، پوری طرح ہو شیار... اس بار صرف محمود نے سامنے۔ اس پر وار کیا... فرزان اور فاروق کو رک کر اندازہ کرنا تھا... کہ اس پر اس کے فوراً بعد کس رخ سے وار کرتا ہے... محمود جو نبی اس سے تکریا... دور جا کر گرا... ساتھی ہی فرزان اچھلی اور اس کی گروں سے چٹ کیتی... لیکن وہ فوراً بلا کی جیزی سے چکر کھا گیا... اور ایک جمیک سے رکا... فرزان کے ہاتھ آکھڑ گئے اور ایک درخت سے جا بکرال ایسے میں وہ پنسا اور بولا۔

"رہ گئے تم۔"

"ہاں ارو گیا میں۔" فاروق نے کھوئے گھوئے انداز میں

کھانا

"پریشان ہو۔"

"تھیں... تکر مند ہوں۔"

وہ اور زور سے پشا۔

"اس میں ہٹنے کی کیا بات ہے۔"

"اتھے ہڈے آدمی کے پتوں کو آج میں نے لفٹی کا ناج ڈالا... ہنوں ن تو کیا کروں۔"

"اچھا بھائی نہیں لو... جب نہ چکو... تو بتا دینا... میں مقابلے کے لیے آکھڑا ہوں گا۔"

"لیکن میں تو ہٹنے پہنچتے بھی مقابلہ کر سکتا ہوں۔"

فورس وورس کی مدد کے بغیر۔"

"یہ اتنی معلومات آپ نے ہمارے بارے میں کہاں سے حاصل کر لیں... یہاں رہتے ہوئے۔"

"ہاہاہا... یہاں رہتے ہوئے کیوں... میں بختے میں تین دن دار حکومت میں گزرتا ہوں..."

"یہاں کیا کر رہے ہیں آپ۔"

"اس بستی کو کنٹرول کر رہا ہوں۔"

"اس بستی میں ایسی کیلیات ہے۔"

"ابھی چے ہو... اس بستی کی اہمیت نہیں سمجھ سکو گے۔"

اچانک فاروق کے جسم کو ایک بھکارا گا... اس کے چہرے پر خوف پھیل گیا۔

"کیوں... کیا ہوا..."

"مم... میں بستی کی اہمیت سمجھ گیا۔"

"کوئی پرواہ نہیں... اب تم کون سا یہاں سے واپس جا سکو گے۔"

"کہاں... شریا بستی۔"

"دونوں جگہ... میں اب تم نہیں دفن کرو یہے جاؤ گے۔"

اچانک فاروق نے دوڑ لگادی...

"ارے ارے... کہاں بھاگے جائے ہو... بڑوں کمیں کے... میں نے بھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ اسکلڈ جمیش کے

چے اس قدر بڑا دل بھی ہو سکتے ہیں۔"

"تو اب سوچ لو۔" فاروق نے دوڑتے ہوئے کہا۔ وہ سے آواز تو وہ زکال نہیں سکتا تھا... اس لیے کہ اس طرح سیاہ پوش کو معلوم ہو جاتا... کہ وہ کہاں ہے... دوڑتے دوڑتے اس نے اچانک ایک تن آور درخت کے جنپیں اوٹ لے لی تھی... اور رکا انتحار کرنے۔

"کہاں ہو بھی... اس طرح تم نہیں بچ سکتے..." سیاہ پوش کی آواز سنائی دی۔

وہ اب بھی کچھ نہ لالا... اس نے جو کا تھا... کہاں ہو بھی... تو اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کے بارے میں معلوم نہیں تھا... پھر اچانک اس کے ذہن میں کیا آئی... وہ اس درخت پر چڑھتا چلا گیا... درخت بہت لگنا تھا اور اس کے پتوں میں وہ خود کو پوری طرح چھپا سکتا تھا... کچھ ای بلندی پر پہنچ کر اس سیاہ پوش نظر آنے لگا... وہ اوہر اور حزدیگی رہا تھا... پھر اس نے اسے تالی جاتے دیکھا... فوری طور پر جنگل سے پتھروں کے قریب لمبے پوڑے سے آدمی اوہر اور حزدیگی سے لکھ کر اس کے پاس آکھڑے ہوئے۔

"لیں سر۔" ایک نے ادب سے پوچھا۔

"لیں سر کے چے... وہ تیر کہاں گیا۔"

"کسی درخت کے نیچے... لیکن وہ جا کہاں سکتا ہے... گاڑی ان کی میکار کھڑی ہے... اسی نے کہا۔"

"تم اُنھیں ہو۔" سیاہ پوش چلا انہا۔

”اوے سر... آپ فکر نہ کریں... ہم اسے جانے نہیں دیں گے۔“

قاروq سکتے میں آگیا... گویا اس کا یہاں سے لفڑاحد درجے ضروری تھا اور پیدل وہ جا صیل سکتا تھا... کیونکہ وہ دار الحکومت سے ذریعہ سو کلو میٹر دور آپنے تھے... اور اتنے ہی فاصلے پر آگے وہ مقام تھا... جہاں انہیں یہ کے لیے چینچنا تھا... گویا وہ درمیان میں تھا... اب یا تو اسے کوئی موبائل مل جاتا... یا پھر کسی گاڑی میں نفت مل جاتی... اس اسی صورت میں وہ دار الحکومت سے رابطہ قائم کر سکتا تھا... درخت کی بلندی پر پہنچ کر اس نے چاروں طرف کا جائزہ لیا... یہ دیکھ کر اسے قدرے اطمینان ہوا کہ سڑک یہاں سے زیادہ دور نہیں تھی... لیکن یہ پندرہ آدمی بھی تو یہ سڑک تک پہنچ سکتے تھے... آخر اس نے فیصلہ کیا... پہلے انہیں تھک جانے دے... اس درخت میں دیکھا رہے... جب وہ تھک کر بیٹھ جائیں... اس وقت وہ پیچے اتر کر سڑک کا رخ کرے... اس نے یہ بھی دیکھا کہ سیاہ پوش محمود اور فرزاد کو ری سے بالند رہا تھا... اور وہ مکمل طور پر پہ بوش تھے... اگر وہ بوش میں ہوتے... تو وہ سڑک کا رخ کرنے سے پہلے انہیں رسیوں سے آزاد کرانے کی کوشش کرتا... سیاہ پوش جلد ہی ان دونوں کو بالند کر فارغ ہو گیا... پھر وہ ان کے پاس آئی پاٹی مار کر بیٹھ گیا... سادھوؤں کی مرح... ایسے میں قاروq نے نوں نوں کی بلکی ہی آواز سنی... اس آواز نے سیاہ پوش

”اس میں کیا ٹھک ہے سر۔“

”وہ اپنے جمیلہ کا بیٹا ہے۔“

”نن... نہیں۔“ وہ ایک ساتھ ہے۔

”وکھا... میں نے کیا کہا تھا... اپنے جمیلہ ایک دن ادھر ضرور آئے گا... اور اسی دن سے میں ذرا تباہ... یہ لوگ آگے ہیں... اور اپنے جمیلہ تو آتے ہی بستی کا سردار بنا دیتا ہے۔“

”یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“

”انہیں ہے ہو... نظر نہیں آتا... میں کو تو تمہاری آنکھوں سے یہاں دیکھے چکے ہو... باقی رہے گے اپنے جمیلہ، خان رہمان اور پروفسر داؤڈ... وہ بستی میں موجود ہیں... اور بستی کے لوگ اپنے جمیلہ کو اپنا سردار مان چکے ہیں۔“

”اس قدر جلد یہ کیسے ہو گیا... جو جی کو کیا ہوا۔“

”جو جی نشانہ بازی میں ان سے مات کیا گیا... اور بستی کے لوگ تو اس نشانے کو مانتے ہیں۔“ اس نے جسے کئے انداز میں کہا۔

”تب تو ہماری محنت پر پانی پھر جائے گا۔“

”نہیں پھرے گا... میں نے ان کے پر کاٹ دیے ہیں... اب یہ اپنی خیریہ فورس کو نہیں بلا سکیں گے اور تباہی تو مقابله میں پچھے نہیں کر سکیں گے... وہ کوئی ڈیہر کر چکا... اب تم اس تیرے کو پکڑ کر لے آو... اسے میں میں انہیں بالند رکھتے ہوں... کیونکہ یہ بہت خطرناک ہیں۔“

کو بھی چونکا دیا... اس نے فوراً اپنی جیب سے ٹرانسپلر نما کولی آر
نکالا... اس کا ہن دباتے ہوئے بولا۔

"لیں سر۔"

ووسری طرف سے کچھ کہا گیا... جواب میں اس نے پھر
کہا۔

"لیں سر... آج کی جیرت انگلیز خبر... انپکٹر جمشید اپنے
پانچوں ساتھیوں سمیت یہاں پہنچ گئے ہیں... کیا کہا سر... لیکن اس
میں میر اکی قصور... میں نے تو پہلے دن ہی کہ دیا تھا... ان لوگوں کو
نہ جانے کیسے بھک پڑ جاتی ہے... تمیں ہر طرح اطمینان رکھنا ہو گا...
اور ہم نے اطمینان رکھا... لیکن اس کے باوجود یہ لوگ آئے... تو اس
میں میر اکی قصور... " یہ کہہ کر وہ رکا... ووسری طرف کی بات سنتا
رہا... پھر بولا۔

"لیں سر... ان میں سے وہ میرے قابو میں ہیں... آپ فکر
نہ کریں۔"

"بہت بھر... میں ایسا کروں گا۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے آدھہ کر کے جیب میں رکھ
لیا... پھر منہ پر دو نوں ہاتھ رکھ کر بلند آواز میں بولا۔

"انپکٹر جمشید کے چے... سن لو... اگر تم سامنے نہ آگئے تو
میں ان دونوں کو گولی مار دوں گا۔"

وہ دھک سے رہ گیا... گویا ٹرانسپلر پربات کرنے والے

یہ ترکیب اسے بتائی تھی اور واقعی... یہ ترکیب بہت خوفناک تھی...
وہ چکر اکر رہ گیا... اسے اپنے ہوش اڑتے محسوس ہوتے... یہ سوال
اس کے سامنے آگھڑا ہوا... اب وہ کیا کرے... خود کو ظاہر کرے یا
نہ کرے... ظاہر نہ کرتا تو محمود اور فرزانہ مارے جاتے...
اس نے سیاہ پوش کو پستول جیب سے نکالتے دیکھا...

☆...☆...☆

راستا

"یہ... یہ کیا ہوا سردار... آپ گر گئے۔" شعلی کے لمحے میں
حیرت تھی۔

باقی لوگ بھی حیرت زدہ سے انہیں دیکھ رہے تھے:
"ہاں! شایدی میں غلط قدم اٹھا بھا تھا۔"

"سردار نے را سنبھل کر... دیکھ بھال کر... آپ نے نے
سردار میں... بھال کی اوچ نیچ کا آپ کو بالکل پا جمیں۔" شعلی نے
ٹھڑی انداز میں کہا۔

"اس میں شک نہیں... خیر میں خیال رکھوں گا..."
"تو کیا میں جاؤں... سکھر، والاوں۔"

"نہیں آپ جمیں... سکھر کوئی اور ہوا لائے گا۔"

"تن بھیشید... بھاڑ میں الی ایسی سکھر... جس کی وجہ سے
میرے دوست کو چوت کھانا پڑی۔"

"اوہ کوئی بات نہیں پرو فیسر صاحب... خیر ہے... مس شعلی۔
آپ اپنی جگہ کھڑی رہیں... حرکت کرنے کی کوشش کریں گے تو
پھر آپ کو سزا دی جائے گی... سردار کا حکم نہ مانے والوں کو سزا دی

با سکتی ہے نا... "انہوں نے بلند آواز میں کہا۔

"بالکل سردار... بالکل۔" ایک نوجوان نے فوراً کہا۔

"اب اگر س شعلی حرکت کریں تو... انہیں باندھ دیا جائے۔"

بیسے یہ شعلی صاحب کیا یہیں پیدا ہوئی تھیں۔"

"نہیں سردار... یہ یہڑھے سردار کی مندوہی بیش میں..."

سردار شکار پر گئے تھے تو یہ انہیں جنگل میں بے ہوش پڑی تھیں...
ان کی کہانی یہ ہے کہ انہیں کچھ معلوم نہیں... یہ کون ہیں اور اس
جنگل میں کیسے پہنچ گئی تھیں... بس بیا انہیں اپنے ساتھ لے آئے۔"

"اوہ اچھا... ہاں تو میں نے کیا کہا ہے بھلا۔"

"اگر اب یہ کوئی حرکت کرنے کی کوشش کریں تو انہیں
باندھ دیا جائے۔"

"ہاں بالکل... بلکہ انہیں باندھ ہی دیا جائے... کیونکہ ایسا
معلوم ہوتا ہے... یہ کوئی حرکت ضرور کریں گی۔"

"یہت اچھا سردار۔"

یہ کہہ کر وہ نوجوان اور اس کے ساتھ دو اور ساتھی شعلی کی
طرف بڑا ہے۔

"خبردار! کوئی میری طرف نہ بڑھے۔"

"گک... کیا مطلب... یہ کیا بات ہوئی۔" نوجوان بوکھلا
اٹھا۔

"کیوں... کیا بات ہے۔" اپنکے جمیش مکارے۔

"ایسا بھی نہیں ہوا... سردار نے کوئی حکم دیا ہو اور کسی نے حکم مانتے سے انکار کیا ہو...؟"

"اُرے تو پلا لو اس بانی لڑکی کو۔" انہوں نے منہ بھایا۔

دوسرے پکڑنے کے لیے دوزے... وہ ان سے کتنی کترائک نکل گئی اور ایک سمت میں بھاگ لگی... ساتھ ہتھی وہ چلا آئی۔

"آپ خود کیوں نہیں پکڑ لیتے۔"

"شاید بھی کرنا پڑے گا۔"

یہ کہتے ہی انہوں نے اس کے پیچھے چھلانگ لگادی... اتنی دیر میں وہ بہت دور جا بھکی ہتھی اور بستی کے لوگ اس سے بہت فاصلے پر ہو چکے تھے اور لمحہ بہ لمحہ یہ فاصلہ بڑھ رہا تھا... انہوں نے بھی لمبی چھلانگ میں لگائیں اور بستی کے لوگوں سے آگے نکل گئے... "آؤ... میرے پیچھے... تم کیسے لوگ ہو... ایک لڑکی کو نہیں پکڑ سکتے۔"

"ہم... ہم شرمند ہیں سردار... لیکن یہ بات ہمیں زندگی میں آج پہلی بار معلوم ہوتی ہے۔"

"کون ہی بات؟"

"یہ کہ شملی اس قدر تیز بھی دوز کرتی ہے۔"

"آؤ... انسپکٹر جسھید... آؤ۔"

اس کے منہ سے اپنا ہم سن کر انہیں ایک جھکاگا... ساتھ ہی ان کے پھرے پر مکراہٹ پھیل گئی۔

"بہت جلد کھل کر سامنے آگئی ہو۔"

"آپ کیا کریں گے چھپا کر...؟"

"کیا کریں گے.. کیا مطلب.. کیا کوئی اور بھی ساتھی ہے۔"

"ہاں؟ کیوں نہیں... میرے ساتھ اور میں... آپ نے کہو، فاروق اور فرزانہ کو شاید خود یہاں سے نکل جانے کا اشارہ کیا تھا... شاید وار انکو مت کوئی پیغام دینے کے لیے... لیکن، ہاں میرا ساتھی ان کا استقبال کرنے کے لیے بالکل تیار ہو گا اور میرا ساتھی جس سے کہیں زیادہ بیوی پیچھے ہے... کہیں بوجہ کر طاقت ور ہے... اگر میں آپ کو تکنی کا ناج تھی سکتی ہوں تو وہ انہیں پوچھنی کا ناج چاہا گے۔"

"اس کا اور آپ کا ہام کیا ہے۔"

"چھوڑیں انسپکٹر جسھید... نام میں کیا رکھا ہے۔"

"لیکن میں تسلکتا ہوں۔"

"آپ تسلکتے ہیں...؟" اس کے لمحے میں حیرت آتی۔

"ہاں؟ کیوں نہیں... میں تسلکتا ہوں۔"

"جلنے پھر بتا میں۔"

اب وہ دوڑ بھی رہے تھے اور باتیں بھی کر رہے تھے... انسپکٹر جسھید اپنی تک در میانی فاصلہ کم نہیں کر پائے تھے... ان کے ساتھ تو اپ بہت دور رہ گئے تھے... پھر اپاک وہ ایک سیدھے میں دوڑ پڑی... انہوں نے محوس کر لیا کہ وہ سڑک کی طرف جا رہی ہے... کویاں کا پروگرام اب اپنے ساتھی کی طرف جانے کا تھا۔

"آپ نے میرا اور میرے ساتھی کا نام نہیں بتایا اسکل جمیشید۔"

"تمہارا نام روشنی ہے... اور تمہارے ساتھی کا بابدرا۔"

"واہ... اسکل جمیشید... تمہاری معلومات کی تعریف کے بغیر نہیں رہا جاتا... ہم سوچ لیکن نہیں سکتے تھے کہ تمہیں ہمارے بارے میں معلوم ہو گا۔"

"پہلے معلوم نہیں تھا... ابھی معلوم ہوئی ہے یہ بات۔"

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے... یعنی کہ۔" "وہ کلامی اور پھر اچانک نظر وہ سے غائب ہو گئی۔

"ہم اس بستی میں کسی پروگرام کے تحت ہرگز نہیں آئے ہوئے... اگر یہ بات ہوتی تو اس وقت خفیہ فورس ہمارے ساتھ بیانے کی ضرورت محسوس کر لیتی تھی۔"

"مجھے تو خیر اس پر بھی حیرت ہوئی تھی۔"

"لگ کر کے پر۔" اس کی آواز اب درخت کے پیچھے سے سنائی دی۔

وہ مسکرا دیے اور اس طرف دوڑے... ساتھ میں ہے۔

"اس پر کہ... مم... مگر نہیں... آپ دوڑ کر آ رہے ہیں... یا تو آپ وہیں رک جائیں... درست پھر میں چھپ کر جواب دوں گی۔"

"نہیں جواب سے زیادہ تمہاری ضرورت ہے۔" انہوں

نے دوڑنا چاری رکھا۔

یہاں تک کہ اس درخت تک پہنچ گئے... لیکن وہ اس کے پیچے نہیں تھی... اب کہیں اور پہلی گئی تھی...۔

"چلواب تو جواب دو۔"

"تم لوگوں کو یہاں دیکھ کر مجھے حد درجے جرت ہوئی تھی... میں نے فوراً اپنا کو خبردار کر دیا تھا... لیکن وہ مار کھا گئے... ارے ہاں آپ نے بنا کا نام نہیں بتایا۔" "وہ ٹھی۔"

"یہ کیا مشکل ہے... ڈو گئی۔"

"واہ... واہ... مان گئے۔" اس نے تالی چاودی...۔

وہ اس درخت کی طرف دوڑے... جس کے پیچے سے تالی جانے کی آواز سنائی دی تھی... لیکن وہ اس کے پیچے بھی نہیں تھی۔

"اب ہتاو... پروگرام کیا ہے۔"

"ہم آپ کو پہاڑ نہیں پکڑا نہیں گے... آپ کو یہی ختم کر دیں گے... آپ کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں کہ اوہ ہیں... سب کو اس تفریحی شر کے بارے میں معلوم ہو گا... لذاذ جب آپ اپنے شر نہیں پہنچیں گے... تو آپ کو وہیں تلاش کیا جائے گا... اور وہاں آپ کا نام و نشان تک نہیں ملے گا۔"

"اور تم لوگ یہاں اپنا کام جاری رکھو گے... کیوں... یہی بات ہے تا۔"

"وہ توصاف ظاہر ہے۔" "لڑ کی بھی۔"

"تب پھر میں تمہارے چیخھے کیوں بھاگوں... تم خود میری طرف آؤ گی۔"

"وہ کیسے؟"

"میں فتح کرنے کا پروگرام اگر ہے... تو آنا ہو گا۔"

"میں... میں بایڈا کے پاس جا رہی ہوں... میں اور بایڈا ال کر مقابلہ کریں گے... وہ لگی تو کیا کام سے..."

ان الفاظ کے ساتھ ہی خاموشی چھاگئی... شاید وہ درختوں کی اوت لے کر سڑک کی طرف بڑھ رہی تھی۔

انہوں نے بھی اپنے اندازے کے مطابق سڑک کارزا کیا... اور رفتار بھی کافی تیز رہی... ایسے میں اپنی محمود، فاروق اور فرزان کا خیال آیا... خان رحمان اور پروفیسر داؤد کا خیال آیا... خان رحمان اور پروفیسر داؤد تو تیز و وزیں ان سے چیخھے رہ گئے تھے... البتہ بستی والوں سے بہت آگے تھے۔

انہوں نے من سے الوکی آواز نکالی... خان رحمان نے فور جواب دیا۔ انہوں نے پھر الوکی آواز نکالی... وہ پھر لے لے... اس طرح جلد ہی دونوں ان عکس پہنچ گئے...

"اس کا مطلب ہے... وہ نکل گئی۔" "خان رحمان نے بہار من بنایا۔

"وہ کوئی عام لاکی نہیں ہے۔"

"آخر یہ کون لوگ ہیں اور یہ سال کیا کر رہے ہیں۔"

"یہ اس بستی کے ذریعے چپ چپاتے اپنا کام کر رہے ہیں اور حکومت کو کافی کام پیاسک نہیں۔" انہوں نے من بنایا۔
"لیکن کیا کام۔"

"یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے... یہ لوگ ہمیں گیر کر مارنے کے چکر میں ہیں... یہ بھی انتہائی طاقت ورد... اور تیز طرز... لہذا اپنے ہم ان سے نیت لیں... محمود، فاروق اور فرزانہ کی طرف سے کوئی جواب نہیں مل رہا... اس کا مطلب ہے... وہ اس کے ساتھی کے قابو میں ہیں... ویسے اس میں ان کا بھی کوئی قصور نہیں... ہمیں خطرے کا احساس ہے... بعد میں ہوا ہے... میں نے تزویں کو بہت دیر سے پہچانتا۔" ان کے لمحے میں افسوس تھا۔

"رومنی... کون رومنی۔" خان رحمان پوچک اٹھے۔

"اڑے بھی... وہ نہیں کی رومنی کو بھول کرے... اور بایڈا کو... اور ڈوگنی کو۔"

"اوہ... اوہ... اب یاد آیا... وہ نہیں کی حکومت نے ہمارے پڑوستی ملک خانستان پر زبردستی قبضہ کر لیا تھا... اور وہاں اپنی مرضی کے لوگوں کی حکومت قائم کر لی تھی... مرضی کے لوگوں میں یہ تین بھی شامل تھے... لیکن پھر خانستان کے کچھ جیلوں نے نظرہ تکمیر بلند کیا... اور ان کے خلاف جماد شروع کیا... ایک مدت تک یہ جماد جاری رہا... آخر مسلمان و نہیں کے لوگوں کو اپنے ملک سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے... فرار ہونے والوں میں یہ تینوں بھی شامل

تھے... تم ان کی تصاویر اخبارات میں اکٹھ دیکھتے رہے ہیں... میں
یہاں اس لارکی کے میک اپ زدہ پھرے کو دیکھ کر پسلے چونکہ ضرور
گیا تھا... لیکن یہ بعد میں سمجھا کہ وہ روشنی ہے۔

"اف مالک... ان کا یہاں کیا کام... یہ تو ونائس کے
خطرناک ترین لوگ ہیں... اور انہی تینوں کے ذریعے تو ونائس نے
اپنی حکومت قائم کیے رکھی تھی۔" پرو فیر گھبر اکر بڑے۔

"ہاں! آپ تھیک کہہ رہے ہیں... یہ حدود رجے خطرناک
لوگ ہیں... دراصل خانستان کا ایک حصہ اب تک غداروں کے قبضے
میں ہے... اس حصے کی مدد یہ لوگ مارکر رہے ہیں... کیونکہ ان
کے ذریعہ وہ ایک بار پھر خانستان پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں... لہذا آئے
ذلک ان غداروں کو اسلئے پہنچانا ان کی ذمے داری ہے... لہذا اس
بستی کو درمیانی راستا مایا گیا ہے... اب یہ اسی وقت ممکن ہے...
جب اس بستی پر ان کا قبضہ ہو جاتا... چنانچہ یہاں کے اصولوں کے
مطابق... بوڑھے کو سردار بنایا گیا... نشانہ بازی کا ماہر تو وہ تھا... لہذا
اس کے لیے مقابلہ جیتنا کیا مشکل تھا۔"

"مل... لیکن جمیل... اس بستی کے لوگوں نے غیر ملکی کو..."

"اوہو... میک اپ میں آئے تھے... ہمارے قومی لباس
میں... جیسے میں مل گیا سردار۔" وہ نہ۔

"ہاں! اب بات سمجھ میں آئی۔" خان رحمان نے سرد آؤ
مہری۔

"اور بستی کے لوگوں کو پہاڑک نہیں چلا... کہ یہ لوگ کیا
کر رہے ہیں۔"

"تمیں... یہ کام رات کی تاریکی میں ہوتا ہو گا... سردار
صاحب رات کو ہی اپنے سامنے کے ساتھ بستی کے لوگوں کے دکھ
ورو معلوم کرنے کے بھانے گفت کرتے ہوں گے... اور اسکے
جنیساں لانے والوں کو راستا دیتے ہوں گے..."

"اف مالک... ہمارے دوست ملک کے خلاف سازش
ہمارے ملک کے ایک حصے کے ذریعے ہو رہی ہے... اب اگر یہ بات
خانستان کی مسلمان حکومت کو ہو جائے تو وہ یہ خیال کریں گے کہ ہم
ان کے خلاف اس سازش میں شریک ہیں۔"

"ہاں! بالکل یہی بات ہے... لہذا ان تینوں کی گرفتاری بہت
ضروری ہے... ورنہ یہاں کام ہونے کی احمد یہ لوگ یہی پڑھ پہنچنے
کریں گے... کہ پاک لینڈا صین اسلوچن پہنچتا رہا ہے۔"

"اف مالک! یہ الزام بہت خوفناک ہے۔"

ایسے میں چند فاٹر ہوئے... گولیاں ان کے سروں پر سے
گزد گئیں... پھر رونی کی چمکتی آواز سنائی دی۔

"تم چاروں طرف سے گھر پکے ہو انپکڑ جمیل... اب فرار
کا کوئی راستا نہیں رہ گیا... لہذا ہاتھ اوپر اٹھا دو... اسی میں بہتری
ہے... ورنہ تم فائز گک کر دیں گے۔"

☆...☆...☆

کیا!!!

فاروق نے گھبرا کر اوہڑ دیکھا... جیسے سوچ رہا
ہو... اب کیا کرے... ایسے میں گھوڑے بننے آوازیں کہا۔
”ہماری ٹکرنا کرو فاروق... وہ کام بہت ضروری ہے... جو
لیجان نے ہمارے ذمے لگایا ہے۔“
”ہاں بالکل فاروق شبابش۔“ فرزانہ ہولی۔
”تب پھر... یہ دونوں رخصت ہوئے اس دنیا سے... میں
اسیں گولی مار رہا ہوں۔“
”تن نہیں... میں... میں سامنے آ رہا ہوں۔“
”خیردار فاروق... بڑوں کیسیں کے... سامنے آ کر تم کی تیر
مارو گے... ہمارے ساتھ تم بھی جان سے جاؤ گے... ہم تو مارے
جا سیں گے... تم بھی بے قائدہ موت کے منہ میں آ جاؤ گے... کیا اس
سے یہ بہتر نہیں کہ تم ہماری ٹکرنا کرو... اور وہ کام کرو، جس کا حکم ملا
ہے... اس طرح صرف ہم دونوں اپنی جانوں سے جائیں گے... لیکن
کام تو نہیں رکے گا...“

” بت... تم نجیک کہتے ہو... واقعی...“ فاروق کی آواز سنائی

”شباش! اب تم نے نجیک بات کی...“

”خیردار... میں انہیں گولی مار رہا ہوں۔“ سیاہ پوش گرجا۔
فاروق کی طرف اب کوئی جواب نہ ملا... یہ دیکھ کر محمود

ہند

”اب وہ تمہاری باتوں میں نہیں آئے گا... بلکہ گیدڑ بھکبی
میں نہیں آئے گا۔“

”اپھا... تو یہ گیدڑ بھکبی ہے۔“ وہ غراما۔

”ہاں اپا کل... یہ گیدڑ بھکبی ہے...“

”خیر... تم دونوں تو پہنچتی ہی بندھے ہوئے ہو... تم کہاں
بھاگے جا رہے ہو... اب پہلے تم اسے پکڑیں گے... دوزنگا دو بھی...
مرک کی طرف اور دور دور تک پھیل جاؤ... جہاں سے بھی وہ مرک
پر آئے... لہس پکڑ کر لے آؤ۔“

”اوکے سر...، آپ ٹکرنا کریں۔“ کئی آوازیں اکھریں۔

پھر دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی... جلد ہی خاموشی چھا
گئی... سیاہ پوش ان کے پاس آگز ایوا... دونوں کے چہروں پر طریقہ
سکراہیں تھیں... جیسے کہ دبے ہوں... لہس بھینج دیا ہمیں دوسرا
دنیا میں۔“

”گھبراو نہیں... تینوں کو ساتھ ہی بھیجنیں گے... بلکہ جھن
کے جھنے کو۔“

"شکریہ... بہت بہت۔"

اچانک دوڑتے قدموں کی آواز پھر سنائی دی... لیکن اس بار آواز نہ زد یک آری تھی... دوہرا

"ارے! یہ کیا... اس قدر جلد لے آئے یہ تو۔" سیاہ پوش
پہنچا۔

"تن... نہیں... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" محمود یہ کھلا کر بولا۔
"تم ہمارے ساتھیوں سے واقع نہیں... اور پھر اس بستی
پر تو اس وقت آخر میرے ساتھیوں کا قبضہ ہے..."
لیکن اب نہیں رہے گا... اس لیے کہ اب سردار کوئی اور
ہے۔"

"اس کی سرداری آج ہی ختم ہو جائے گی... فکر کرو۔"
ایسے میں دوڑنے والے نہ زد یک آگے گئے...
"سک... سر۔" دوہری سیاہ پوش کو دیکھ کر رک گئے اور کچھ کہنا
چاہا۔

"کیا بات ہے... تم بستی کو پھوڑ کر اونہ کیوں آئے ہو۔"
سیاہ پوش غریباً۔
"کیا... کیا ان پکڑ جمیلہ اور ان کے ساتھی اوہر نہیں پہنچے
اب تک۔"

"تن نہیں... کیا مطلب؟" سیاہ پوش چوتھا۔
"وہمارا! فرزانہ چلائی۔"

"خبردار... خاموش رہو... تلاش کرو... وہ اوہر ہی کیسی
تیس۔" سیاہ پوش نے یہ کھلا کر کہا۔

"ہزاگیا۔" محمود نے چمک کر کہا۔

"میں نے کہا ہے... خاموش رہو۔" وہ سردار آواز میں بولا۔

"اچھی بات ہے... اب ہم نہیں ہو لیں گے، لیکن آپ نہیں
کب تک نہیں ہو لے دیں گے۔"

"گزر ہوئی نظر آتی ہے۔"

یہ کہ کہ اس نے جیب سے ٹرانسپلر نکالا اور جلدی جلدی
کسی سے خفیہ الفاظ میں بات کرنے لگا... ایسے میں محمود اور فرزانہ کو
اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا... ساتھ ہی محمود نے
محسوس کیا کہ جوتے کی ایڑی سے چاقو نکالا گیا ہے... وہ بے سعد
پڑے رہے... پھر ان کی رسیاں لکھنا شروع ہو گئیں... اوہر سیاہ پوش
اپنی بات چیت میں الجھا ہوا تھا... آخر کسی نے انسیں ہالیا... یہ اس
بات کا اشارہ تھا کہ رسیاں مکمل طور پر کٹ چکی ہیں... اب انہوں نے
گھوم کر دیکھا... وہ فاروق تھا... تینوں مسکراوے یہے...

اوہر سیاہ پوش نے ٹرانسپلر بند کیا اور ان کی طرف مرتے
ہوئے بولا:

"اب میں دیکھوں گا... اپکڑ جمیلہ کیا کرتے ہیں میرے
 مقابلے میں... ارے... یہ کیا... یہ... یہ دونوں کماں چلتے گئے...
اس بآپ رے... یہ رسیاں کس طرح کٹ گئیں..."

وہ بڑی طرح چکر آگیا اور جلدی اوہر اور ڈوز نے
بھاگنے لگا... لیکن وہ دونوں اسے نظر ن آئے... ایسے میں ایک بھاری
پتھر اس کے سر پر لگا... وہ دھمپ سے گرا... انہر باتھا کہ وہ سر اچھر
دائیں کندھے پر لگا... اور اسی وقت تیر اپنے براہیں گلشنے پر لگا... اس
کے منہ سے جیچِ اکل گئی... سر سے خون پکنے لگا... پتھر تو اس پر گویا
پتھروں کی بارش شروع ہو گئی... یہاں تک کہ اس کی جھینیں دم توڑ
کیں۔

"کیا خیال ہے... لس کر دیں۔"

"تمیں... یہ اوگ بہت خطرناک ہیں... جب تک اس کے
جان سے جانے لیقین نہ ہو جائے... پتھروں کی بارش جاری رہے
گی۔" فرزان کی آواز نائلی وی۔

"کہیں بابا جان نہ ارض سے ہو جائیں۔" محمود نے کہا۔

"تمیں ہوں گے... جاری رکھو۔" فرزان نے کہا اور اس
کے سر کا نٹک لے کر ایک پتھر اور پچھنکا... انہوں نے بھی پتھروں
جاری رکھا... یہاں تک کہ وہ انہیں مردہ محسوس ہونے لگا۔

"مُحَمَّد... قدر الالوکی آواز منہ سے نکالنا۔"

"اوہ بابا... پسلے جب بابا جان نے من سے الوکی آواز نکالی
تھی تو ہم جان بوجو کر خاموش رہے تھے... ورنہ اس طرح سیاہ پوش
چوکٹ احتفظ... اور ان پر چھپ کروار کرنے کی کوشش کرتا..."

"ہاں! لیکن اب ایسا کوئی غلطہ نہیں ہے۔"

مُحَمَّد نے من سے الوکی آواز نکالی... جلدی انہوں نے خان
رجمان اور پروفیسر داؤد کو اس طرف آتے دیکھا۔

"اوہ... یہ... یہ کون ہے۔"

"ان سب کا کرتا وہ ہر تھا۔"

"اوہ... لیکن ابھی وہ باقی ہے... وہ لڑکی... یعنی رومنی۔"
خان رجمان بولے۔

"رومنی... یہ کیا نام ہوا۔"

"ان کے نام رومنی، بابرہ اور ڈو ٹھرے ہے... یہ وہ ناس کے
اوی ہیں... وہ ناس سے اسلحہ خانستان کے خداووں کو پہنچاتے ہیں...
تاکہ خانستان میں اسلامی حکومت مضبوط نہ ہو سکے۔"
"اوہ... اوہ۔" وہ دھک سے رہ گئے۔

"لیکن جمیشید کہاں ہے۔"

"وو... وہ تو ابھی تک اوہر نہیں آئے۔"

"وہ رومنی کے تعاقب میں تھے... اور لگتا ہے... رومنی ان
کے ہاتھ آتے والی نہیں ہے۔"

"لاڑھا کہاں گیا۔"

"لاڑھا سنتی کے اوگوں کے قبیلے میں ہے... اس کی فکر
کرو... اصل پر یہاںی رومنی کی ہے... اگر وہ ان کے ہاتھ لگ جاتی ہے تو
بہت خستگی۔"

"من نہیں... نہیں۔" محمود نے خوف زدہ ہو کر کہا۔

"کیا نہیں..."

"بات غتم نہیں ہو گی اس طرح۔"

"کیا مطلب۔"

"یہ ٹرانسپلر پر کسی کو صورت حال بتا چکا ہے... اور کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے..."

"تب پھر اب ہم موبائل پر خفیہ فورس سے رابط کر سکتے ہیں۔"

انہوں نے ذرا آگے بڑھ کر سیاہ پوش کی تلاشی لی... اور جلد ہی اپنے موبائل تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے... لہس پھر کیا تھا... فوری طور پر خفیہ فورس سے رابطہ ہو گیا... محمود نے جلدی جلدی صورت حال بتائی اور فون بند کر دیا۔

"اب ہم اطمینان کا سائز لے سکتے ہیں۔"

"ہر غز نہیں۔" انہوں نے روٹی کی آواز سنی۔

وہہ بی طرح اچھے... روٹی ایک درخت کی اوٹ سے انکل کر پسکون مکراہٹ تھی... سیاہ پوش کی لاٹ دیکھ کر یہ مکراہٹ گری ان کے سامنے اچاک آئی تھی پھر اس کی نظر میں سیاہ پوش پر پڑیں... وہ بہت زور سے اچھلی۔

"یہ... یہ کیا... یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"کیوں... کیا بات ہے... کیا نہیں ہو سکتا۔"

"یہ... یہ کیسے ہو گیا... یہ تو سو آدمیوں پر بھاری ہیں۔"

"اوہوا چھا... یہ تو آئیں معلوم نہیں تھا۔" فاروق نے بھلا کر کہا۔

"چلو اب تو معلوم ہو گیا... اب میں تم لوگوں کو مرا بھاؤں گی... تیار ہو جاؤ۔"

"ابھی ابھی تو ہم ان سے فارغ ہوئے ہیں... کچھ دیر قدم یتے دیں ہمیں۔" فاروق نے منہ بیٹایا۔

"اب تم مشکل ہی دم لے سکو گے..."

"تنیں میں سے دو کو ہم بیکار کر چکے ہیں... اب آپ رہ گئیں... آپ کتنی دیر تھر سکیں گی ہمارے مقابلے پر... آجائیں... ہو جائیں دو دو بات تھیں۔"

"نہیں محمود۔" ایسے میں انہوں نے انسپکٹر جمشید کی آواز سنی "واہ... خوب مز آئے گا۔"

اسی وقت انسپکٹر جمشید سامنے آگئے... ان کے چہرے پر

پسکون مکراہٹ تھی... سیاہ پوش کی لاٹ دیکھ کر یہ مکراہٹ گری ان کے سامنے اچاک آئی تھی پھر اس کی نظر میں سیاہ پوش پر پڑیں... ہو گئی...

"تم لوگوں کا یہ کارناص خوب رہا۔ شباش کے حق دار ہو۔"

"تو دے دیں تا... دیر کس بات کی۔"

"ابھی نہیں... اس سے دو دو بات تھی کراں ذرا۔"

"مطلب یہ کہ آپ کریں گے دو دو بات تھی... تیاری تو ہم نے کی تھی..."

"ٹھیں... تم پڑھ کھا جاؤ گے... یہ محترمہ بچھے زیادہ ہی نہیں
ہیں۔"

"یہ سیاہ پوشاں کچھ کم تو ٹھیں تھے۔"

"ہاں اس پر حیرت ہے... لیکن رونی سے مقابلہ میں کروں
گا۔"

"باید اڑا نسخہ پر موجودہ صورت حال کی اطلاع دے پکا
لگھے مقابلہ کرو... تم لوگوں کے لیے تو میں ہی کافی ہوں۔"

یہ الفاظ اس نے چھلانگ لگاتے ہوئے کہے تھے... اور پھر وہ
اس بڑی طرح اپنے جمیں سے گرفتاری تھی کہ وہ اچھل کر دور جا کر
کرتے نظر آئے... ساتھ ہی وہ ساکت ہو گئے...
"جی... ہاں لیکن ایسا ابھی چند منٹ پہلے ہی ہوا ہے۔"

"اوہ ٹھیں..."

ان کے لمحے میں خوف تھا...

"لگ... کیا ہو البا جان۔"

"میں نے تو تمہیں بہت پہلے بھیج دیا تھا۔"

"سیاہ پوشاں نے ہمارا راستا روک لیا تھا۔"

"اوہ ٹھیں... یہ لوگ تو یہاں سے چند منٹ کے قابے
ہیں... ان کی فوج تو پھر آتی ہی ہو گی۔"

"کیا!!!"

وہ چلا اٹھے... ساتھ ہی ذہنی نے ان پر چھلانگ لگادی۔

☆☆... ☆☆... ☆☆

منگل

"فوج توجب آئے گی... آئے گی اپنے جمیں... پہلے تم
لگھے مقابلہ کرو... تم لوگوں کے لیے تو میں ہی کافی ہوں۔"

اس بڑی طرح اپنے جمیں سے گرفتاری تھی کہ وہ اچھل کر دور جا کر
کرتے نظر آئے... ساتھ ہی وہ ساکت ہو گئے...

انہوں نے بکھلا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا... لیکن
ان کے پاس اس کا بھی وقت کہاں تھا... رونی تو دوسری چھلانگ لگا بھی
تھی... اور اس بار محمود سے گرفتاری تھی... محمود کی سیدھہ میں فاروق
خرا تھا... اللہ اولہ بھی پیٹ میں آگیا... وہ دھرم سے گرے اور پھر ان
الخ سکے...

"ارے باپ رے... انکل جلدی سے کچھ کریں۔" فزان
چلا۔

"اچھی بات ہے۔" یہ کہ کر پروفیسر داؤڈ نے جیب سے
کچھ لکھا چاہا... لیکن اسی وقت ان کے سر پر اس کا پاؤں لگا۔
کمال کی اچھل کو دکر رہی تھی... لہس یوں لگتا تھا جیسے تخلی

کوندرہی ہو۔ ایک پل میں ادھر تو دوسرے پل میں ادھر... ابھی رکھا۔
پروفیسر گرے تھے کہ وہ فرزانہ کے جسم سے لکڑائی... فرزانہ اونچ پیچ
اپنچلی... اس نے فرزانہ کو دو توں ہاتھوں پر روکا اور اونچا چھال دیا... تھوڑے بہت ہوش میں تھے... ان کے ہوش اس قتنے نے بالکل
فرزانہ بالکل سیدھی اور پیچی... پھر جو نہیں پر گئی... اس نے لادیے... وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ بایباں ابھی زندہ ہے... وہ
ایک ٹھوکر اس کے پبلو میں رسید کر دی... فرزانہ کے من میں سے پہ سرف زندہ ہے بلکہ وہ توز فیہی ہوا ہی نہیں تھا... ذرا ماکر تارہ تھا۔
نکل گئی...

"اگر تم نہ آجائیں تو میں اس ڈرائے کو ابھی اور طول دیتا...
اب میدان میں صرف خان رحمان رہ گئے... وہ ان سے پہنچنے... ان کے لیے اتنا ہی کافی ہے، چلتے... مجھر بایدا کو فتح
کرنے... ستم کیا جائیں... یہ لوگ مجھر بایدا... کیپن رومنی اور کرغل
وہ گرے کو بھی بھی شکست نہیں دے سکتے... کرغل وہ گرے ابھی
لک نہیں پہنچے۔" یہ کہ کراس نے ادھر ادھر دیکھا... اٹھ کر وہ پہلے
لک اہوچ کا تھا۔
"میں ایک فوجی ہوں..." اتمبوں نے سپاٹ لجے میں کہا۔
"میں آپکے ہوں..." "تو پھر یہ لیں۔"

یہ کہ کراس نے سیدھا ہاتھ ان کے سینے پر مارا... وہ فون کے ان کی حالت خراب ہو گئی...
چک گئے... ہاتھ سینے کے جائے... ان کے کندھے پر لگا... انہیں یوں گھوس ہوا جیسے کندھے میں کوئی تیز دھار والا آلہ داخل ہوئے... ان سب کو باندھ دیا جائے... فون کے آنے سے پہلے ہی
میں اپنا کام پورا کر لیتا چاہیے... اس کے بعد فون کو اس طرح متقرر
رہا ہے کہ ان کی خفیہ فورس کے پانچ از جائیں... اور انہیں ہوش
ان کے من میں ایک چین نکل گئی... اور پھر وہ گرتے ہیں جسیں لایا جائے... تاکہ ہم انہیں حیرت کے سمندر میں غرق
گئے۔
"اٹھ جائیں مجھر... اپ اور ذرا ماکر کریں۔" "رہنی نے" "اوکے سر۔"

نہ جانے کس کس سمت سے مسلح افراد نکل کر ان کے آس پاس جمع ہو گئے اور لگے انہیں بڑی طرح باندھنے... ایسے میں لاڑھنے کما:

"بھی بہت احتیاط سے باندھنا... یہ لوگ رسیاں کاٹ دا لے یا کھول لینے کے بھی بہت ماہر ہیں۔"

"آپ ان لوگوں کو گھیر دا لے اکر اس طرف کیسے لے آئے۔" ایک باندھنے والے نے کہا۔

"یہ بات نہیں... میں اپنی خفیہ فورس کے لیے پریشان اس کے لیے بہت پسلے منصوبہ بندی کر لی گئی تھی۔" باہم... ان لوگوں کو گویا خود ہم نے موت کے منہ میں میں بلا یا ہے۔" انسوں نے کانپنی آواز میں کہا۔

پس پڑا۔ انسیں مکمل طور پر باندھ دیا گیا... پھر ہوش میں لایا گیا... کچھ تو ہوش میں تھے ہیں... اب ب مکمل طور پر ہوش میں آگئے۔ اتفاقی کا۔"

اس وقت وڑھے سردار نے کہا۔ "ان کی فورس کے آنے میں کتنا وقت باقی ہے۔"

"قریباد و گھنٹے لگیں گے۔" باید ادا۔" اور ہماری فوج آچکی ہے... اول تو بستی کے لوگ بھائی سے ہمارے نبی کریم حضرت محمد ﷺ نے منع فرمایا ہے۔"

"یہ کیا ذکر لے پیشے تم۔" باید اچلا اخفا۔ کیا کم ہیں۔"

"کیا مطلب... بستی لوگ۔" خان رحمن بھلا اٹھے۔ "ہاں! اے بے وقوف لوگوں... اس بستی کے لوگ۔"

بوروں کی بستی اب مسلمانوں کی بستی نہیں رہ گئی.... ہم بستی کے تمام مسلمانوں کو پسلے ہی ختم کر چکے ہیں اور اب دیوارا

بازن طین کے لوگ باروں کی بستی کے رہائشی ہیں... کیونکہ یہ لوگ ادھر کا اسلو اپنے ساتھیوں تک پہنچا سکتے ہیں... جو خارشان کے مسلمانوں سے لڑ رہے ہیں۔"

"تن... نہیں... نہیں... نہیں۔" انکے جمیش مارے خوف کے لئے۔

"اب تم موت سے ڈر رہے ہو... رونی ہیں۔"

"یہ بات نہیں... میں اپنی خفیہ فورس کے لیے پریشان اس کے لیے بہت پسلے منصوبہ بندی کر لی گئی تھی۔" باہم... ان لوگوں کو گویا خود ہم نے موت کے منہ میں میں بلا یا ہے۔"

پس پڑا۔ انسیں مکمل طور پر باندھ دیا گیا... پھر ہوش میں لایا گیا... کچھ تو ہوش میں تھے ہیں... اب ب مکمل طور پر ہوش میں آگئے۔ اتفاقی کا۔"

"ہم لوگ ماتم نہیں کرتے... ماتم حرام ہے... کسی کے اسے پر بھی ہم توہنی صبر کرتے ہیں... آنکھوں سے آنسو بھی خاموشی

سے بھاتے ہیں... آواز سے روٹے... میں کرنے... بال تو پنے چینے

اور ہماری فوج آچکی ہے... اول تو بستی کے لوگ بھائی سے ہمارے نبی کریم حضرت محمد ﷺ نے منع فرمایا ہے۔"

"شاید تمہیں برا لگا... اس کا مطلب ہے... تمہاری نہیں

"یہ... یہ کسے اندازہ لگایا تم نے۔" وہ زور سے اچھلا۔

"ایسے ذکر پر... میں باوقال پر چنان بازان طینیوں کا کام ہے۔"

کے لیے۔ ورنہ... جب تم گاڑی سے اتر کر جگل کی طرف آئے... تو کیا ان درختوں پر بیٹھے ان گفت لوگوں کی گولیوں سے تم بچ سکتے ہے... اس لیے کہ ہمارے پاس ہوا اسلحہ بھی ہماری مقدار میں موجود ہے... ہم چند راکٹ لاٹھر چلاتے اور آپ لوگوں کے چیخنے والے جاتے... لیکن ہم نے سوچا... ذرا مزہ رہے گا... ایسا کھیل اسپلکس جمیش دوسروں سے کھلتے ہیں... آج کیوں نہ ہم ان سے کھیلیں... چنانچہ ہم نے تم لوگوں کے ساتھ کھیل کھیلا... اب دیکھ لو... چاروں طرف ہو روں کی بستی کے لوگ ہمارے سروں پر لکھرے ہیں... یہ ہمارے ایک اشارے کے خفیہ ہیں... تم لوگوں کی بیٹائی توقیع لیں گے... لیکن ابھی نہیں... اسپلکس جمیش... ہم چاہتے ہیں... مرنے سے پہلے تم اپنی خیریہ فورس کا انجمام بھی سن لو۔

"لیکن... اسپلکس جمیش کی آواز گونج آئی۔
"لیکن کیا؟" بایڈا اولا۔

"لیکن... تمہیں یہ سب کرنے کی ضرورت کیا تھی۔"
"تم لوگ و ناس کی نظروں میں بہت بچتے ہو... اور اس سے زیادہ بازن طین حکومت کی نظروں میں اور اس سے بڑھ کر انتشار جو، میکال اور شارجستان کی نظروں میں... یہ سب طاقتیں... صرف اور صرف ہماری موت چاہتی ہیں۔"

"تو کیا یہ بات حیرت کی نہیں۔" اسپلکس جمیش مسکرائے۔
"کون کی بات؟" بایڈا نے مدعاہدہ بنایا۔

"ختم کرو... ہم ہماری ایسی باتیں نہیں سن سکتے... ان کے من پر نیپ چکا دو... سب کے من پر... تاکہ یہ من سے آواز بھی نہ کمال سکیں... بایڈا نے بلند آواز میں کہا۔

"اوے سر۔"

پھر ان سب کے من پر نیپ چکا دی گئی۔

"اب تم صرف سنو گے... آج کا دن ہمارے لیے صرف سنتے کا دن ہے... سنا نے کا نہیں... اور پھر سنتے کے بعد چپ چاپ مر جانے کا... کیوں... یہ کیسی کامیابی ہے... ہم تم لوگوں کو ادا م گھیر کر لائے ہیں... دارالحکومت میں کچھ اخبارات اور رسائل شائع ہو رہے ہیں... یہ ہمارے اپنے ہیں... وہ خیجہ طور پر ہمارے لیے کام کر رہے ہیں... ان میں ہم نے ایسی خبریں شائع کرائیں کہ اسپلکس جمیش کے کابن لکھرے ہو گئے... وہ محروس کرنے لگی... ہو روں کی بستی میں ضرور کوئی گزیب ہے... لہذا اس کا جائزہ لینا چاہیے... چنانچہ اپنی عادت کے مطابق اسپلکس جمیش تم نے یہاں کا پروگرام خیجہ طور پر بنایا، اپنے ساتھیوں کو بالکل بے خبر رکھا۔ بلکہ یہ کا پروگرام بھی خان کی طرف سے ترتیب دیا گیا۔ جگہ کا نام ضرور تم نے تجویز کیا... لہذا گازی خود تم چلا رہے تھے... لہذا اس جگہ سرزک پر تم نے جان بوجہ کر گاڑی میں کوئی خراہی پیدا کر دی... اور اڑ آئے... ہمیں تو پہلی شہر سے روپرٹ مل چکی تھی کہ شکار آرہے ہیں... لہذا ہم نے پہلی طرح ذرا مسکرا کرنے کا پروگرام ترتیب دے دیا... لہس ذرا لطف بے

"یہ اتنی طاقتیں صرف اور صرف ہماری موت چاہتی ہیں اور ہم پھر بھی اللہ کی مربانی سے زندہ سلامت ہیں۔"

"اسی لئے تو یہ پروگرام ترتیب دیا گیا ہے۔"

"اللہ کی مربانی سے ہم زندہ ہیں۔" خان رحمان بولے۔

"ہمارے پروگرام کی وجہ سے۔" روشنی نے طنزیہ کہا۔

"خیر خیر... دیکھا جائے گا۔"

"اب تم کیا دیکھو گے... دیکھتا ہے تو ہماری فوج کا یہاں سے گزرنادیکھو... پوری فوج کو ان کے سامنے سے گزار کر سڑک کی طرف لے جایا جائے... اور سڑک کے دونوں طرف درختوں کی اوٹ میں اس طرح پوزیشن لی جائے کہ اپنا ایک آدمی بھی ضائع نہ ہو اور خفیہ فورس کا ایک آدمی بھی شرچ پائے۔"

"ایسا ہی ہو گا سر۔" ایک لا۔

ایسے میں چند ہوائی فائرلوں کی آوازیں سنائی دیں۔

"فونی آگے سر۔"

"ٹھیک ہے... تم لوگ جاؤ... اور انہیں ہدایات دو... اچھی طرح سمجھا دو۔"

"اور آپ... ان کے پاس رہیں گے۔" ایک نے جیر ان بوکر کہا۔

"ہاں کیوں... کیا یہ اس حالت میں بھی خطرناک ہیں۔"

"ہاں سر... یہ ہر حالت میں خطرناک ہیں... اس مردہ

حالت میں یہ خطرناک نہیں ہیں۔"

"تم غلنے کرو... ہم آج ان کی ساری خطرناکی نکال دیں

گے... اس سے زیادہ بڑے یہ کب پختے ہوں گے۔"

"اوکے... سر۔"

اور پھر انہوں نے فوج کے گزرنے کا منتظر اپنی آنکھوں سے دیکھا... وہ اس قدر جدید اسلوچ سے لیس تھے کہ ان لوگوں نے اس جیسا اسلو اپنی تکب نہیں دیکھا تھا۔

بجھیش... فوج رس کا کیا تھا گا۔" خان رحمان نے ڈوبنی آواز میں ٹھہر لیا۔

"اللہ مالک ہے۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"ہاں واقعی... اللہ مالک ہے۔"

"اگر ان کا وقت آگیا ہے اور ہمارا وقت آگیا ہے... تو ہم کرہی کیا سکتے ہیں... اس موقع پر ایک واقعہ یا و آگیا... نی کریم علیہ السلام کے زمانے کا واقعہ... وہ سن لو... دلوں کا ڈھارس ہو گی۔"

"ضرور سنائیں... یوں بھی اس وقت ہمیں کوئی کام نہیں

ہے... بلکہ ہم اس وقت کوئی کام کرنے کے قابل ہی نہیں ہیں۔"

محمود نے کہا۔

"ہاں ضرور... کیوں نہیں... سنو... حضور تھی کریم علیہ السلام

کی خدمت میں چند لوگ حاضر ہوئے اور عرض کی، اے اللہ کے

رسول علیہ السلام... ہماری بستی اپنی اپنی اسلام الٰی ہے... ہمیں دین

کی تعلیم کی بہت ضرورت ہے... ہم سب کو بالکل کچھ معلوم نہیں...
اللہ آپ ہمارے ساتھ اپنے کچھ لوگوں کو بھیج دیں... جو نہیں دین
سکتا ہیں... آپ ﷺ نے ان کی درخواست قبول کی اور ان کے
ساتھ ستر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیج دیا... جب کہ یہ
لوگ ابھی کافر تھے اور دھوکا دینے کی نیت سے آئے تھے... اپنے
علاقے میں پہنچ کر انہوں نے ان ستر صحابہ کرام کو گھیر لیا اور قتل کر
ڈالا... ان ستر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کا آپ ﷺ کو حد
درجے رکھ ہوا... آپ ﷺ نے ان کے قاتلوں کے لیے مسلسل بد
دعا فرمائی... یہ واقعہ یہ مون کے قریب پیش آیا... یعنی مسلمان
حضرات کو مونہ ناہی کنوں کے پاس شہید کیا گیا... اللہ ایسرت کی
کتابوں میں اسے یہ مونہ کا واقعہ لکھا جاتا ہے... تو یہ کھو... ایسا بھی ہوا
ہے... اگر آج دھوکے سے ہماری فورس کو شہید کر دیا تو ہم یہ مونہ
کے شدائد کو یاد کر کے صبر کریں گے۔

”ارے بھائی.. تم صبر کرنے کے لیے کب زندگی رہو گے۔“
بڑھا سردار پہنچا۔

وہ فوج کو گزرتے دیکھتے رہے... تعداد میں بھی وہ فورس سے
کئی گناہتے اور پھر درختوں کی اوٹ میں پوزیشن لیے ہوئے کی صورت
میں فورس کے پیچے جانے کا امکان ایک قیصہ بھی نہیں رہ گیا تھا...
انہیں اپنے دل بیٹھنے محسوس ہوئے۔

”ابھی تک ایک بات سمجھ میں نہیں آئی... آخر مسٹر بایڈا ہمارے

پھر دل سے زخمی کیوں نہیں ہوئے... اور وہ بخون ہے تارہ تھا... وہ
کیا تھا۔“

”وہ سب ڈراما تھا... خوشی حاصل کرنے کا ڈراما... میرے
میں اپروف لباس کے ساتھ جانوروں کے خون کی تحلیلیاں بھی موجود
تھیں... پھر لگنے سے وہ تحلیلیاں پھٹی تھیں۔“

”اوہ اوہ... اتنا کچھ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔“

”تم لوگوں سے ہم نفرت ہی اس حد تک کرتے ہیں... کہ
بچتے بڑے بڑے ڈرائے کر رہاں... کریں۔“

”حد ہو گئی...“ فاروق بدل گیا۔

”وہ تو ابھی ہو گی۔“

”کوئی پرواں نہیں... لیکن ایک بات تم لوگ بھی لکھ لو۔“
ان پکڑ جشید سکرائے۔

”لکھ پچے ہیں... بس تیاری بھی کر پچے ہیں۔“ بایڈا پہنچا۔
”یہ مطلب... میں نے بات تالی نہیں... تم نے لکھ کیے
لی۔“ وہ اور جیر ان ہو کر بولے۔

”بس... دیکھ لو... اگر دیکھنا چاہتے ہو۔“

”بس... میں کچھ نہیں دیکھنا چاہتا۔“

”تساری مرضی۔“

اور پھر فوج تمام کی تمام گزر گئی... اس وقت بیڑا نے کہا۔
”کیا خیال ہے... ان پکڑ جشید... کیا تساری بے خبر خیلے

فورس اس فوج کا مقابلہ کر سکے گی... جب کہ یہ ہوں گے بھی
ورختوں کی اوت میں... اور اس سڑک پر درخت بے تحاشہ ہیں۔"
”هم کچھ نہیں کر سکتے... مستقبل کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔“
”لیکن ہم تھیں بتاتے ہیں...“

”کیا بتاتے ہیں۔“ انہوں نے پریشان ہو کر کہا
”ٹھیک ایک گھنٹے میں فورس یہاں پہنچے گی... اور سب کی
سب ایک ہی وقت میں ہمارے فوجیوں کا نشانہ من جائے گی... وہ اس
طرح کہ فوجی سڑک پر دور بہت دور تک پھیلتے جا رہے ہیں... فورس
کی آخری گاڑی جب آخری فوجی تک پہنچے گی... تب وہ اس طرف کے
پلے فوجی کو اشارہ دے گا... بلکہ یہ اشارہ سب کے لیے ہو گا... اس
وقت... ایک ہی وقت میں پوری فورس کو نشانہ، ناٹالا جائے گا۔“
”نہ... نہیں۔“

انپکڑ جمیلہ کی حیثیت میں بلا کا خوف سست آیا۔

”اور انپکڑ جمیلہ... یہ بھی سن لو... اس پروگرام کی دیرہ سل
پلے ہی کر لی گئی ہے... یہ سب ہمارے پروگرام کے عین مطابق ہو
گا۔“

”نہ... نہیں۔“ وہ پھر چلا گئے...

”ہاں بالکل... اب تک ہر کام ہمارے پروگرام کے عین
مطابق ہوا ہے... لو... دیکھ لو... ہم نے تمہارے لیے جنگل میں منگل
کا پروگرام ترتیب دیا ہے... جنگل میں ایک ولیم یو فلم دیکھنا شروع

کرو... تاکہ یہ ایک گھنٹا گزارنا تمہارے لیے مشکل نہ ہو... یہ فلم
تھیں تھے گی... کہ ہم نے کیا پروگرام ترتیب دیا تھا... اس
پروگرام کی ایک ایک تفصیل اس فلم میں نظر آئے گی... یہاں تک کہ
آخری سین فورس کی جاہی کی تفصیل بھی تم دیکھ سکو گے۔“

”فف... فورس کی جاہی۔“ فاروق چلا گھا۔

”کیوں... ہے نا یہ کسی ہاول کا ہام۔“ اس نے طنزیہ انداز
میں کہا۔

”نہ... نہیں... نہیں... نہیں...“

”وہ سب چلا اٹھے... ایسے میں بایڈا کی جیب میں رکھ
ڑاںکھڑ پر ٹوں ٹوں کی آواز گونج اٹھی... وہ زور سے چونکا۔



نکل کے قیدی

احمد حسین احمد

دو ما تمیں

السالم علیکم ابھی بھی ایسا بھی ہوتا ہے... جب تم کمان سے نکل جاتا ہے... پھر اس تجھ کو وہاں کمان میں لا ادا انسان کے لئے میں نہیں رہ جاتا، کہ جاتا ہے... زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اور کمان سے لٹکے ہوئے تم وہاں نہیں آتے... فورس کی بیانی کمان سے لٹکا ہو ایک تھرپے... میں اس تجھ کو کمان میں نہیں رکھ سکتا اور تمہارے چلا نہ ہوا۔

اب جب یہ تجھ پہلی گیا تو معاملہ میرے ہاتھ سے نکل گیا... میں اس ہاول کو اگر فورس کی بیانی میں ہی عمل کرتا تو یہ اس پر، اس کی کمانی پر اور اپنے آپ پر بھی ٹلم کرتا... اتنے ہوتے سے ٹلم بھج سے سرزد ہو جاتے تو آپ مجھے کہیں کاٹ رہتے دیتے... سزا پر سزا نتائے اور طمع پر طمع دیتے... یہ آپ نے کیا کیا... کمانی کو ایک دم ختم کر دیا... یہ کمانی تو انہی بہت پھیلا دچاہتی تھی... سو میں نے خود کو سزا سے چانے کے لیے.. آپ کے طعنوں سے بچنے کے لیے بھی راستا تلاش کیا ہے۔

اب آپ کو یہ راستا پسند آتا ہے بیانیں... میں اس بارے میں کیا کر سکتا ہوں... یہ تو آپ کے مخطوطہ نہائیں گے... کتوں کو بھجو پر فصر آیا... کتوں کو بیمار آیا... اور کتنے بھجے کپاچ جانے کی فگر میں ہیں... لہذا میں ذارے انداز میں... سے سے انداز میں... یہ ہاول آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی جگہ اس کو رہا ہوں... آگے اللہ مالک ہے...
اشتیاق احمد

خطرہ ۵

خفیہ فورس کے انچارج کی پیشانی پر بلیز گئے... اس نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا۔

” یہ پیغام میری سمجھو میں نہیں آیا بھی۔ ”

” لکھ... کیا کہہ رہے ہیں مر... ایسا تو آج تک نہیں ہوا کہ ایک صاحب کا کوئی پیغام آپ کی سمجھو میں نہ آئے۔ ” ہاتھ کے لیے میں ہیرت شہی۔

” پیغام ایک صاحب کا نہیں... محمود کا تھا۔ ”

” پھر... اس سے کیا ہوتا ہے... بات تو ایک ہی ہے۔ ”

” میری اطلاعات کے مطابق وہ صرف تقریبی دوڑے پر نکلے ہیں اور انہیں شام مگر جانا تھا... ”

” بالکل تھیک... اور وہ یہاں سے شام مگر کے لیے ہی روانہ ہوتے تھے۔ ”

” لیکن... محمود کا پیغام ہے... ہم سب لوگ فوری طور پر وروں کی بستی پہنچ جائیں... ”

” ب... بودوں کی بستی... اورے بآپ رے... اس

"ہوں... نجیک ہے۔"
انچارج نے محمود کے موبائل نمبر ڈائل کیے... لیکن فون

بستی کے بارے میں تو عجیب عجیب باتیں اخبارات میں شائع ہو رہی
ہیں۔"

"ہاں! میں جانتا ہوں... لذت اس کا مطلب ہے... وہ راستہ ہے ملا۔

میں بوروں کی بستی میں داخل ہو گئے... اور وہاں الجھ گئے... اب " خلرے میں ہیں... لیکن۔"

"لیکن کیا سر۔"

"حکم کی قتل... اس کے سوا کوئی چارہ نہیں... کہیں وہ بہت

زیادہ پھنسنے ہوئے تھوں... اور ہماری اٹیں بہت زیادہ ضرورت د

"لیکن... وہ جب بھی خلرے میں ہوتے... انہوں نے کبھی ہو۔"

"چلیں پھر... جلدی کریں۔"

نہ س کو نہیں بنا لیا... پیغام ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ فلاں تمیر کار کن فلاں

"لیکن روشن ہونے سے پہلے میں مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔"

جلد پہنچ جائیں... اس بار پیغام یہ ہے کہ سب کے سب فوری

"جی... کیا مطلب... مشورہ کس سے کریں گے آپ۔"

طور پر پہنچ جائیں..."

"انپکڑ کامران مرزا سے... یہی سر کا حکم ہے... جب میں

"آواز تو محمود کی ہی تھی ہسر۔"

"ہاں! اس میں بھی نہیں... فوری طور پر پہنچنے کا مطلب الجھ محسوس کروں تو قدم اٹھانے سے پہلے انپکڑ کامران مرزا سے

جگد پہنچ جائیں... اس بار پیغام یہ ہے کہ سب کے سب فوری مشورہ کرلوں۔"

ہے... ایک گھنٹہ تک ہم وہاں پہنچ سکتے ہیں... ایک گھنٹہ کا وقت فوری مشورہ کرلوں۔"

طور پر کے لیے استعمال نہیں ہوتا۔ لذت احمد کو یہ کہنا چاہیے تھا، جس

"لیں... لیکن... نائب بکالا گیا۔

"لیے... لیکن... کہو..."

"اس طرح تو ہم لیت ہو جائیں گے اور لیت ہو جاتا کہیں

"محدود روانی میں یہ جملہ کہ گیا ہو گا۔"

"نجیک ہے... میں جانتا ہوں... لیکن نہ جانے کیلیات خلرنا ک تھامت نہ ہو جائے لذت اکیوں نہ ہم پسلے روشن ہو جائیں... اور

راتے میں ان سے بات کر لیں۔"

ہے... میں الجھ محسوس کر رہا ہوں۔"

"تب... اس کا سیدھا اور آسان طریقہ ہے... یہ کہ آپ

"باکل نجیک..."

"باکل رنگ کر کے دیکھ لیں۔" نائب نے مسکرا کر کہا۔

انچارج نے کماوریوں پوری فورس کو واپسیس کے ذریعے

انہیں رنگ کر کے دیکھ لیں۔" نائب نے مسکرا کر کہا۔

اکیک ہی بار اشارہ دیا... پھر دو توں ہاں سے روانہ ہو گئے... ساتھ ہی انہوں نے انپکٹ کامران مرزا کے نمبر ڈائل کیے... اوہ شہزاد وحیم کی آواز سنائی دی۔

"بھائی صاحب یہ میں ہوں نمبر ایک۔"

"ہ نمبر ایک کا مطلب بھجتی تھیں لہذا پونک کرو ہو لیں۔"

"خیر تو ہے۔"

"کچھ کہاں میں جا سکتا... آپ ذرا انپکٹ صاحب سے بات کروادیں۔"

"وہ اتفاق سے اوہ رہی ہیں... آپ اس نمبر پر فون کر لیں۔"

انہوں نے نمبر بتائے۔

"اوہ... اوہ... یہ اور اچھی بات ہے۔ بہت بہت شکر یہ۔"

نمبر ایک خوش ہو گیا... اب انہوں نے نمبر ملائے... دوسری طرف سے فوراً آن کی آواز سنائی دی۔

"سر... معافی چاہتا ہوں... نمبر ایک بات کر رہا ہوں۔"

"آہا... لگتا ہے... خیر نہیں... آقتاب، آصف... چلو فورا جیپ میں سوار ہو جاؤ..." ان الفاظ کے ساتھ ہی خود ان کے دوڑنے کی آواز سنائی دی۔ پھر دو ہو گئے۔

"ہاں! نمبر ایک... اب کو ہم جیپ پر سوار ہو رہے ہیں۔"

نمبر ایک نے صورت حال کر سنائی۔ من کرو ہو گے۔

"بہت اچھا کیا... میں آرہا ہوں... آگے ہم چلیں گے..."

آپ ہم سے پانچ منٹ کے فاصلے پر بیچھے رہیں گے... جب تک میری طرف سے اشارہ نہ ملے... آپ ہرگز آگے نہیں بڑھیں گے۔"

"لیں سر۔" نمبر ایک نے کہا۔

"کیا آپ نے میری ہدایت فوٹ کر لی... جب تک میری طرف سے پیغام نہیں ملے گا۔ آپ اس سڑک پر آگے نہیں آئیں گے۔"

"نہیں آئیں گے سر... لیکن انپکٹ صاحب کی پوچھنچے سے آپ چائیں گے ہمیں۔"

"ضرور... کیوں نہیں... میں بات کر لوں گا... آپ میری ہدایت کے خلاف ایک قدم بھی نہیں اٹھائیں گے... آپ نے سن لیا۔"

"میں نے سن لیا۔"

"ایک بار پھر سن لیں۔"

"سر... آپ بار بار کیوں... اس نے کہا چاہا، لیکن انپکٹ کامران نے ان کی بات کاٹ دی۔

"اس لیے کہ میں محسوس کر رہا ہوں... آپ میری ہدایت بھول جائیں گے... اور۔"

"نہیں بھولیں گے سر... آپ بے فکر ہیں۔"

"بہت خوب!..." انہوں نے ہنس کر کہا۔

"میری جیپ سیدھی ہو روں کی بستی جائے گی... تم لوگ

لاروں کی بستی سے دو گلو میز دور ٹھہر گے... جب میری طرف سے آگے بڑھنے کا اشارہ نہ ملے تو وہیں سے واپس لوٹ جاؤ گے۔

"یہ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں..." انچارج نے جیران ہو کر کہا۔

"وہی جو تمہیں کہا ہے، سن لیا۔"

"لیں سر۔"

"ذمے دار میں ہوں گا... تم مکرنا کرو۔"

"اوکے سر۔"

اب ان کا سفر بوروں کی بستی کی طرف شروع ہوا...
یہاں تک کہ ان کی جیپ بوروں کی بستی کی حدود میں داخل ہو گئی..
اس وقت انپکڑ کامران مرزا نے سر گوشی کی۔

"داہیں بائیں... بہت غور سے بحکمت رہتا ہیں... بستی کی حدود سے گزر کر میں تم سے یوچھوں گا۔"

"لیکن کیا پوچھیں گے انکل۔" آصف نے جیران ہو کر پوچھا۔

"یہ کہ تم نے کیا دیکھا۔"

"خیک ہے... ہمیں جو نظر آئے گا... بتا دیں گے۔"
آفتاب مکرایا۔

"لیکن میرا خیال ہے انکل... یہ دونوں کچھ نہیں بتا پائیں گے... یہ کام بھی مجھے کرنا ہو گا۔" فرحت نے مکرا کر کہا۔

"حد ہو گئی... تم یہ بات پہلے ہی کس طرح کہ سکتی ہو۔"
آصف جل گیا۔

"میں اور ہمی کئی باتیں پہنچے ہی کہ سکتی ہوں۔" فرحت فسی۔
"نجومی کہیں کی۔" آفتاب نے بھاکر کہا۔

انپکڑ کامران مرزا مکرانے لگے... ایسے میں اپاٹک
انہیں ایک خیال آیا... وہ بول اٹھے۔

"تمیں بھی... مجھ سے بھی ایک غلطی ہو رہی ہے... وہی
غلطی جو انپکڑ جمید کر چکے ہیں۔"

"بھی... کیا مطلب... ہمیں تو یہاں دور دور تک کوئی غلطی
نظر نہیں آ رہی۔"

"ان سے غلطی یہ ہوتی تھی کہ اس مم پر روانہ ہونے سے
پہلے مجھ سے ذکر نہیں کیا..."

"اور آپ سے کیا غلطی ہو رہی ہے۔"

"روانہ ہونے سے پہلے شوکی برادر زے نہیں کہا۔"
"اوے باپ رے... کیا آپ اس کی ضرورت محسوس کر
رہے ہیں۔"

"ہاں ابا انکل... ملاو، ان کا نمبر۔" ان کی آواز سے ابھن
جھاک رہی تھی۔

"چج... جی اچھا۔" آصف نے ہکلا کر کہا اور پھر شوکی برادر زے
کے نمبر ڈائل کیے۔ سلسلہ ملتے ہی دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ شوکی بروار زکا دفتر ہے... اگر آپ کوئی کیس حل کرانا
چاہتے ہیں تو صرف قمایہ و انس دینا ہو گی۔"

"تم پر تو ہر وقت کیسوں کا بھوت سوار رہتا ہے۔" "آصف
نے جمل کر کہا۔

"اوہ ارے ہائیں... یہ تو اپنے بھائی آصف ہیں... مارا کیا
پھر تو کیس کا امکان۔" شوکی نے شاید بر امنہ بن کر کہا۔
"کیا کہا... کیس کا امکان مارا گیا۔"

"ہاں! اور کیا... آپ کون سا ہم سے کوئی کیس حل کرائیں
گے۔" شوکی جمل کریوالا۔

"بدایت سنو بدایت... فوراً دارالحکومت پہنچ جاؤ... انکل
جشید بوروں کی بستی جا پکے، اب ہم جاہے ہیں... سمجھ گئے۔"

"لگک... کیا کہا... گوروں کی بستی۔"
"اوہو... بوروں کی بستی۔"

"ارے باب رے... بوروں کی بستی۔"

"کیوں... کیلیات ہے... ذر گئے۔"

"نہیں... ذر گئے ہیں ہمارے جو تے... ہم آرہے ہیں...
فکرنے کریں۔"

"اوے کے... نہیں کرتے فکر۔"

یہ کہ کراس نے فون بند کر دیا... اب ان کی نظر میں سرک
پر دائیں باائیں... جم کر رہ گئیں... وہ بوروں کی بستی کی حدود سے

گزر دے تھے... سرک پر بستی کے شروع میں اس کے نام کا بورڈ
لگا ہوا تھا اور ختم ہونے پر پھر بورڈ لگا ہوا تھا... وہ سرے بورڈ کے
پاس سے بھی جب گزر گئے تو ان پکڑ کامران مرزا نے کہا۔
"ہاں! اب متاؤ..."

"خطرہ... زبردست خطرہ۔"

تینوں ایک ساتھ دنی دنی آوازیں ہائے۔

☆...☆...☆

فیصلہ

ٹوں ٹوں کی آواز سنتے ہی بایڈا نے آجیب سے نکال لیا...
اور اس کا ٹلن دباتے ہوئے ہو للا۔
”بایڈا بیات کر رہا ہوں سر۔“
”کیا رپورٹ ہے۔“ دوسری طرف سے آواز اہم بری۔
”حالات ہمارے میں مطابق ہیں... فورس بچنے والی ہے...
ہماری فوج سڑک کے دونوں طرف دور تک درختوں کی اوٹ لے
چکی ہے۔“

”یہت خوب اس سے پلے کہ ان پر حملہ شروع کرو... ان
اوگوں کو میرے پاس بھینچ دو۔“

”بی سر... آپ کے پاس بھینچ دوں۔“

”ہاں ایکی کہاے میں نے۔“

”لیکن سر... پر ٹگرام تو طے ہوا تھا... تھیس فورس پر جعلے
کے ساتھ ہی اسیں بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔“

”ہم ان سے ایک اور بیدافائدہ اٹھا سکتے ہیں... اپنا ایک
خاص مطابق منو اسکتے ہیں... لذ اسیں میرے پاس بھینچ دو۔“

”اوکے سر... آپ کی مرضی... ویسے میں اس کی رائے
نہیں دوں گا۔“

”اور تم سے رائے مانگ کون رہا ہے۔“ دوسری طرف سے
سرد آواز میں کہا گیا۔

”سوری سر... سوری۔“ بایڈا اکاپ گیا۔

”آئندہ خیال رہے... میں حصہ نہیں سن سکتا۔“
”ٹھیک ہے سر۔“

”اُن لوگوں کو فرار وان کر دیں۔“
”اُنہی کرتا ہوں سر۔“

دوسری طرف سے آج دک کرنے کی آواز سنائی دی... اور
اس نے آج دک کر کے جیب میں رکھ لیا اور یو لا۔

”اُن لوگوں کو جد گاڑی میں سر تک پا چکا دیا جائے۔“
”جو حکم سر۔“

فوراً ہی ایک بعد گاڑی وہاں آگر رکی... اسیں بہت بے
دردی سے انداختا کر گاڑی کے پچھلے حصے میں پھینکا گیا... پھر گاڑی
وہاں سے رو انہوں کی... اس کے ٹھیک ایک گھنے بعد بایڈا... ڈالی اور
ڈو گھرے چوک کر سیدھے ہو گئے۔

”ہوشیار... جعلے کا وقت ہو گیا ہے۔“ یہ کہہ کر بایڈا نے
واریس سیٹ نکال لیا۔ سیٹ آن کرنے کے بعد اس نے کہا۔

”ایک گھنٹا گزر گیا... کیا فورس کی آخری گاڑی تم تک پہنچ

چکی ہے۔"

"نوسر۔"

"کیا کہا... نوسر... گویا معاملہ ایک آدھ مٹ لیٹ ہے..."

خیر کوئی بات نہیں..."

"یہ بات نہیں ہے سر۔" فوجی کے لب سے پریشانی چک رہی تھی۔

"تب پھر کیا بات ہے۔"

"فورس کی کوئی گاڑی ابھی تک نہیں گزری..."

"سی کہا... تمہارا مطلب ہے... ابھی گازیاں گزرنے شروع نہیں ہوئیں۔"

"جی نہیں..."

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"شاید یہ لوگ ہمارے اندازے سے بہت لیٹ روائے ہوئے ہیں۔"

"بھگویا ہمیں ابھی انتظار کرتا ہو گا۔"

"ہاں بیا لکھ۔"

"اچھی بات ہے... پوری طرح چوکس رہو اور مجھے باخبر رکھو۔"

"آپ فکر نہ کریں سر... جو نہیں پہلی گاڑی گزرسے گی... میں آپ کو اطلاع دوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔" اس نے پریشانی کے عالم میں کھاڑ سیٹ ہند کر کے وہ ان کی طرف مڑا۔

"گزبرہ گلتی ہے... فورس کو اس وقت تک چھپنے جانا پا یے تھا۔"

"یکن ہمارے پروگرام میں دور دور تک گزبرہ کا کامی امکان نہیں... پروگرام آئینے کی طرح صاف ہے اور ایک گھنٹا پہلے تک ہماری امید کے عین مطالعہ جاری رہا ہے... یہاں تک کہ موبائل کے ذریعے پیغام بھی تمہارے سامنے ان لوگوں نے دیا تھا۔"

"اس میں شک نہیں... خیر... ہم انتظار کر لیتے ہیں... شاید فورس وقت پر روائے نہیں ہو سکی..." اس نے پریشانی کے عالم میں کھاڑا۔

"میرا خیال ہے... ہمیں اس گزبرہ کے بارے میں سر کو بتا دینا چاہیے۔"

"اوہ ہاں ایسے ٹھیک رہے گا... ورنہ پھر سارا انزالہ، ہم پر گرے گا۔"

یہ کہہ کر بیٹھا نے سیٹ آن کیا... فوراً وہ سری طرف سے کھاڑا۔

"ہاں بیا بیڈا... کیا فورس تباہ ہو گتی۔"

"نن... نو... سر۔"

"کیا کہا... نوسر... تم جانتے ہو بیڈا... اس موقعے پر میں تو

برادرز۔"

"سر! ان کی تو آپ بات د کریں... وہ کس شمار قطار میں

مرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوں۔"

"لیں سر... ہم جانتے چیں... لیں سر... ہماری طرف سے

کوئی غلطی نہیں ہوئی... پروگرام پروگرام کے میں مطابق چلا ہے... اس فرق فورس کی آمد میں پڑا ہے... فورس کی آخری گاڑی اس وقت سے کام لیتے ہیں اور دماغوں سے کام لیتے والے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں آخری فوجی کے سامنے ہونا چاہیے تھی... لیں اس کا کہنا ہے پہلی بیٹی ہی نہیں گزری۔"

"یہ نہ کوئی... یہ لوگ اپنے جسموں سے زیادہ اپنے دماغوں

سے کام لیتے ہیں اور دماغوں سے کام لیتے والے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں... اب میں ذرا منصوبے کی فائل پر نظر ڈال لوں... سیٹ ہند

گاڑی ہی نہیں گزری۔"

"کیا کہا... پہلی گاڑی ہی نہیں گزری... اور تم نے

کہتا باید... تھارے منصوبہ ساز دماغ نے پڑتے ہی پیش ہندی کر رکھی

ہے۔"

"جی... کیا فرمایا... پیش ہندی۔" اس کے لمحے میں حیرت

ان لوگوں کو میری طرف روشنہ رو دیا۔"

"ہاں سر... بالکل کر دیا۔"

"بہت خوب! میں ان سے انکلوالوں گا... بچھ فورس کو بلدا تھی۔"

"ہاں! اس جگہ فائل میں لکھا ہو گا کہ اگر فورس وقت پر نہ

لوں گا... تم لوگ میں بوروں کی بستی میں اسی طبقے میں موجود آکی... تو کیا معاملہ در پیش آئے گا۔"

"اوہ اوہ... یہ تو میں بھی فوری طور پر جانتا چاہوں گا۔"

"اسی لیے میں نے کہا ہے... سیٹ ہندش کرنا... ایک منٹ

میں ذرا ان کے استقبال کی تیاری کر لوں... آج ہم ملکروں،"

زبردست انداز میں ان لوگوں کا استقبال کیا جائے گا۔"

چھرخا موشی چھاگئی... آخر اس کی آواز اہم بری:

"یہ اور اچھا ہے۔"

"فورس کے نہ آنے کا مطلب ہے... فورس نے خطرہ

فورس کو تباہ نہ کیا جاسکا تو ہم سب خطرے میں ہوں گے... اپنے بھانپ لیا ہے... غالباً ان لوگوں کی طرف سے انہیں پیغام ایسے الفاظ

جو شیئر ایک شخص کا نام نہیں ہے... ایک طاقت کا نام ہے... ایک میں سایا گیا ہو گا... کہ وہ چونک جائیں... اس صورت میں منصوبہ

طاقت کا دوسرا حصہ اسپکٹر کا مران مرز اپارٹمنٹ ہے... اور تیسرا شوہر ہائی مارنے فائل میں لکھا ہے... باید اور اس کے ساتھیوں کے آس پاس

”تب پھر سر... اب آگے قائل میں کیا لکھا ہے۔“

”اب تمہیں یہاں سے خود کام کرنا ہے... قائل تمہیں

تمہارے حال پر چھوڑ رہی ہے... اگر تم ان لوگوں پر قابو پاتے میں

”تب پھر آج اس کا اندازہ غلط ثابت ہو جائے گا... یہاں کامیاب ہو جاتے ہو... تب تو ان لوگوں کو میرے پاس لے آتا...“

فورس کے زخمیوں اور لاشوں کو لانے کی ضرورت نہیں... زخمیوں

دوسرے تک اپنے کام و نشان تک نہیں ہے۔“

”کوئی تمہر کے باقی آدمیوں کو میرے پاس لے آتا... اور اگر تم ان پر

”ہو سکتا ہے... ایسا ہو، لیکن پھر منصوبہ ساز ایک دوسرے

قابل نہ پاسکے تھوڑے تمہیں اس قابل تمہیں چھوڑیں گے کہ تم میرے پاس

بات لکھتا ہے۔“

آسکو۔“

”تم لوگ فورس کے گھیرے میں آنے والے ہو... فورز

کے پاس لے کر آؤں گا۔“

”اس سے اچھی بات کوئی نہیں ہو سکتی، میں اب سیٹھ کر

ہے... بلکہ وہاں سے کافی پسلے ہی وہ درختوں کے درمیان سے ہو کر

رہا ہوں... اب قائل کا کہنا یہ ہے کہ مجھے تم سے کوئی رابطہ نہیں رکھنا

چاہیے... ورنہ یہ لوگ تمہارے ذریعے مجھ تک بھی پہنچیں گے۔“

”میرا خیال ہے... ایسا ہو چکا ہے... اور اب سنبھلنے کا موڑ

نہیں رہا... تم اپنے چاروں طرف غور سے دیکھ کر مجھے بتاؤ۔“

باہر اکی پیشانی پر پیسہ آکیا... اس نے چاروں طرف نہ معلوم ہے۔“

”ہاں! تم تینوں میرے لیے خطرہ ثابت ہو سکتے ہو۔“ اس

سے دیکھا اور پھر کانپ کروالا:

”اس میں تک نہیں... ہمیں گھیرے میں لایا جا چکا ہے۔“

”افسوس... وہی ہوا... جس کا ڈر تھا... منصوبہ ساز نہیں۔“

کہیں اپنے کام مرزا موجود ہیں۔“

”تن نہیں... نہیں۔“

”منصوبہ ساز نے یہی لکھا ہے...“

”تب پھر آج اس کا اندازہ غلط ثابت ہو جائے گا... یہاں

کامیاب ہو جاتے ہو... تب تو ان لوگوں کو میرے پاس لے آتا...“

”وورور تک اپنے کام مرزا کا نام و نشان تک نہیں ہے۔“

”کوئی تمہر کے باقی آدمیوں کو میرے پاس لے آتا... اور اگر تم ان پر

”تو وہ تمہیں اس قابل تمہیں چھوڑیں گے کہ تم میرے پاس

بات لکھتا ہے۔“

”اوہ... اور وہ کیا سر۔“

”تم لوگ فورس کے گھیرے میں آنے والے ہو... فورز

نے اس جگہ سے سڑک پار نہیں کی... جہاں ہماری فوج موجود

ہے... بلکہ وہاں سے کافی پسلے ہی وہ درختوں کے درمیان سے ہو کر

آپ لوگوں تک پہنچنے کی فریضیں ہوں گے...“

”تن... نہیں۔“

”آپ فلکرنے کریں سر... باہر!“ نہیں آپ کا نام پاٹا نہیں بتائے

گا اور آپ کے بارے میں صرف اور صرف مجھے ہو ڈگرے اور ٹھیکی کو

نہیں رہا...“

”بادشاہ کی پیشانی پر پیسہ آکیا...“

”اس نے چاروں طرف نہ معلوم ہے۔“

”باکل درست لکھا ہے...“

فورس تم پر حملہ کرنے والی ہے۔ لہذا خود سوچو... ہم کیا کر سکتے ہیں۔"

"اور ہمارے خو جیوں کا کیا ہے گا۔"

"انہیں برا اور است اشارہ مل چکا ہے... وہ واپسی کار اسٹا اخیر کر چکے ہیں... دردنا اسپکٹر کامران مرزا ان کے ذریعے خفیہ راستے تک پہنچ جائیں گے۔"

"یہاں کوئی اسپکٹر کامران مرزا نہیں ہے... آپ کو ہم ہوا

"فائل میں لکھا ہے... ان لوگوں کو مجھ تک نہیں پہنچا ہے سر... آپ نہیں شاہزادیں... ہم آپ کے چکے کی ریڑھ کی ہڈی چاہیے... اس لیے کہ... اسپکٹر جشید پارٹی میرے قبضے میں ہے... یہاں... اور یہ کر جب تک وہ میرے قبضے میں ہیں... یہ لوگ میرا کچھ نہیں رہے ہو... لیکن آج سے نہیں... یہ عمدہ تم سے واپس لیا جا رہا ہے پہنچ سکتے۔"

"آپ... آپ کتنا کیا جا بھتے ہیں۔"

"صرف اور صرف یہ کہ اب تم تینوں کو زندہ نہیں پہنچوڑا۔"

"تب پھر آپ ہماری ایک درخواست ضرور مان لیں۔"

کتا... منصوبہ ساز نے ہسپتال میں چینگ کے دوران تم تینوں کے بلڈسے نے مایوس ہو کر کما جسروں پر خفیہ جگہ ایک ایک آرفت کروادیا تھا... ان تینوں آلوں "ہاں گو... قبول کرنے کے قابل ہوئی تو ضرور ایسا کروں تعلق ریکوٹ سے ہے... اس کے ہن پر اس وقت میری اٹکی ہے... گا۔"

جو نہیں میں ہن دباوں گا... تم لوگوں کے چیخڑے اڑ جائیں گے..

ہمارا ان سے مقابلہ نہیں ہو جاتا... ہم ان کے قابو میں نہیں آ جاتے... لہذا اپنے چیخڑے اڑوانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

"یہ... یہ آپ کیا کہ رہے ہیں... یہ کیسا فیصلہ ہے۔"

"سو فیصد درست... فورس پر حملہ تمہیں کرنا تھا... اب تب ہن دباویں۔"

"اعتماد ہے... لیکن ان لوگوں کے طریقے بجیب ہیں... فائل میں لکھا ہے... یہ لوگ تم تینوں سے میرے بارے میں س پچھے معلوم کر لیں گے... اللہ ابلاسے... ڈونگرے اور شملی... مجھے افسوس ہے۔"

"لگ... کیا کہا سر... افسوس ہے۔"

"ہاں! افسوس ہے۔"

"لیکن کس بات پر سر۔"

"فائل میں لکھا ہے... ان لوگوں کو مجھ تک نہیں پہنچا ہے سر... آپ نہیں شاہزادیں... ہم آپ کے چکے کی ریڑھ کی ہڈی

چاہیے... اس لیے کہ... اسپکٹر جشید پارٹی میرے قبضے میں ہے... یہاں..."

"اس میں تک نہیں... کہ تم میرے چکے کی ریڑھ کی ہڈی

اچھا ہے۔"

"آپ... آپ کتنا کیا جا بھتے ہیں۔"

ہوں... اور ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دیں... میں عیش ہد نہیں کر رہا... آپ ان سے بات چیت یا مقابلے کی آوازیں سننے رہیں... ”

”اوکے... بیانات منظور ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر خاموشی چھا گئی... ”

باید اتنے چاروں طرف نظریں دوڑائیں اور اپنے تجربے کی ناپر اس نے خطرے کو بہت فزدیک محسوس کر لیا۔ ”

”یا آپ آس پاس موجود ہیں انسپکٹر کامران مرزا۔“

”ہاں! تم جس سے باتیں کر رہے تھے، اس کا اندازہ غلط نہیں۔“ ”

”تب پھر سامنے آکر مقابلہ کر لیں... کیا ہمارے توں کی طرح چھپے ہوئے ہیں۔“ ”

”میں بے وقوف نہیں۔“ ”

”کیا مطلب۔“ ”

”تم چاروں طرف سے ہماری زد پر ہو... سامنے آکر ہم اس قائدے کو خالع کر دیتے گے... کیا سمجھے۔“ ”

”لوپا آپ سامنے نہیں آئیں گے۔“ ”

”ہرگز نہیں... انسپکٹر جمشید اگر تمدارے ہاتھوں لگ گئے ہیں... تو تم میں کوئی بات تو ضرور ہو گی... لہذا میں اس بات کی زد میں کیوں آؤں... تم ہاتھ اوپر اٹھا دو تو اور بات ہے... اس صورت میں ہم تمہیں صرف گرفتار کریں گے۔“ ”

”واہ... کیا بات ہے فاکل کی۔“ بایس نے خوش ہو کر کہا۔ ”

”جی... کیا کہا... آپ نے... کیا بات ہے فاکل کی... جو یہ میں پیش کر رہا ہوں اور تم یہ آپ فاکل کی کردے ہیں...“ ”

”منصوبہ ساز نے یہاں یہی لکھا ہے کہ تم یہ تجویز پیش کرے۔“ ”

”لک... کیا واقعی۔“ ”

”ہاں واقعی... اس لفاظ سے یہ فاکل جیرت انگیز ترین

ہے... اس میں پھر اگئے قدم کے بارے میں تحریر ہے۔“ ”

”تب پھر اس میں میرے تجویز پیش کرنے کے بعد کیا کہا

ہے۔“ ”میرے لیے لکھا ہے کہ میں تمہاری تجویز مان لوں...“ ”

تمہیں موقع ضرور دوں... لیکن...“ ”

”لیکن کیا؟“ باید اچھا لکھا۔ ”

”لیکن فاکل میں آگے لکھا ہے... انسپکٹر کامران مرزا تم

قاوپالیں کے... لہذا اس وقت میں لازمی دیانا ہو گا۔“ ”

”وہ ہم پر قابو نہیں پائیں گے...“ ”

”اس صورت میں میں میں دباوں گا اور تمہیں اپنے پا

آئے کی اجازت دوں گا اور تمہیں ترقی بھی ملے گی اور انعامات بھی۔

لیکن فاکل کرتی ہے... ایسا نہیں ہو گا۔“ ”

”اب آپ مجھے فاکل کی کمائی نہ سنائیں... میں تک آتا

”ٹھیک ہے... ہم نے ہاتھ اٹھا دیے۔“ یہ کہہ کر بڑا نے
ہاتھ بلند کر دیے اور ان دونوں کو بھی ہاتھ اٹھانے کا اشارہ کیا۔

”یہ... یہ آپ کیا کر رہے ہیں...“

”شش... کسی کو ہمارے نزدیک تو آنا پڑے گا اس طرح...
ہمیں باندھنے کے لیے... ہم اس پر قابو پالیں گے... اور پھر اپنے
کام ان مرزا سے اپنی مناویں گے۔“ اس نے آہتہ آواز میں کہا۔

”تمہارے دونوں ساتھیوں نے ہاتھ نہیں اٹھائے... شاید
انہیں تم سے اتفاق نہیں... اس صورت میں میر تم آگے آ جاؤ... یہ
اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں۔“ اپنے کام ان کی آواز ابھری۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی ان دونوں نے بھی ہاتھ اٹھا دیے...“

”بہت خوب! یہ ہوئی نوبات... لاڑھے آدمی... تم اپنے
دونوں ساتھیوں کو رسیوں سے باندھ دو۔“

”سک... کیا!!“

ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

ہللا... ہللا... ☆

”میں سمجھ گیا۔“ اپنے کام ان مرزا نے۔

”میں سمجھ گئے آپ۔“

”یہ کہ... آپ بہت ڈھیلے ہاتھوں سے انہیں باندھیں
گے... لیکن آپ بے ٹکر رہیں... رسیاں خود خود کس جائیں گی... یہ
آرہی چیز رسیاں... ان سے انہیں باندھیں گے... آپ کے پاس جو

ٹکڑے

”کیوں... کیا ہوا؟“ اپنے کام ان مرزا کی آواز ابھری۔
”آپ کا کوئی آدمی آکر ہمیں باندھے۔“ بوڑھے نے منہ
بیٹایا۔

”یہ نہیں ہو گا... تم میں کوئی بات تو ہے... کہ اپنے جمیں
اور ان کے ساتھی تمہارے قابو میں آگئے... لذائیں جیسیں ایسے
موقع نہیں دوں گا... بوڑھا تم دونوں کو باندھنے گا اور پھر میں بوڑھے
سے دو دو ہاتھ کروں گا... مطلب یہ کہ اگر اس نے شرافت سے خود
کو نہ بندھو لیا۔“

”اوکے... میں ان دونوں کو باندھ دیتا ہوں۔“ بوڑھے نے
فوراً کہا۔

”میں سمجھ گیا۔“ اپنے کام ان مرزا نے۔

”میں سمجھ گئے آپ۔“

”یہ کہ... آپ بہت ڈھیلے ہاتھوں سے انہیں باندھیں
گے... لیکن آپ بے ٹکر رہیں... رسیاں خود خود کس جائیں گی... یہ
آرہی چیز رسیاں... ان سے انہیں باندھیں گے... آپ کے پاس جو

رسیاں ہیں... ان سے نہیں۔“
ان الفاظ کے ساتھ ہی رسیوں کے تین گولے ان کے پاس
اگرے... بوڑھے نے ان کی طرف جواب طلب نظر دل سے دیکھا۔
بچے کہ رہا ہو۔

”اب میں کیا کروں اس نے اپنے اچارچ سے پوچھا۔“
”کرنا کیا ہے... باندھ دیں انہیں۔“
”لیکن اس ریس سے جان چھڑانا مشکل ہے... میں اس ریس
کے بارے میں جانتا ہوں۔“

”تب پھر... ہم کیا کر سکتے ہیں...“
”انکار...“ بوڑھا ہوا۔
”انکار... کیا مطلب...؟“ بایڈا اپنونکا۔

”انکار کر دیتے ہیں... ہم نہیں باندھتے ایک دوسرے کو
انہیں باندھنے کا شوق ہے تو آگے آجائیں۔“

”بہت خوب! کر دیں اعلان۔“ بایڈا نے کہا۔

”انپکڑ کامران مرزا! ہم ایک دوسرے کو نہیں باندھیں
گے... من لیا آپ نے... نہیں باندھنے کا شوق ہے تو آگے
آجائیں۔“

”کوئی ضرورت نہیں... ہم راکٹ لائٹ سے تم تینوں کو
نشانہ بدار ہے ہیں۔“

”نہ نہیں... نہیں۔“

”جیوں... کیا ذرگے... راکٹ لائٹ کے ہام سے۔“
”ہاں! ذرگے... آپ تو پورے اسلخ کے ساتھ آئے ہیں۔“
”آپ اپنی بات کریں۔“
”ہم ایک دوسرے کو نہیں باندھیں گے۔“
”اس صورت میں راکٹ لائٹ۔“
”پر وہ نہیں...“
”شاید تم سوچ رہے ہو... ہم ایسا نہیں کریں گے۔“
”جو کرنا ہے کر گزریں... ہم ایک دوسرے کو نہیں
باندھیں گے۔“
”بات کیا ہے... اس قدر دلیر نظر آنے لگے تم اچانک۔“
”اُدھر بھی موت اُدھر بھی موت۔“
”میں سمجھا نہیں د۔“
”بات سمجھانے کی نہیں... سمجھنے کی بے اور ہم اس کو پہلے ہی
مجھ پکے ہیں... لہذا آپ راکٹ چلا گیں۔“
”اُز اُدھر بھی انہیں۔“
”یہ... یہ کیا کر رہے ہیں انہل... ہمیں انہل کے بارے میں
صرف انہی سے معلوم ہو سکتا ہے... فوج پہلے ہی جا پہنچی ہے۔“
”فوج کو ہم نے خود جانے دیا ہے... اس کا راستا نہ روک
کر... لیکن ان لوگوں کو کیوں چھوڑا جائے۔“
”انہل کے بارے میں اگر یہ کچھ بتانے پر آمادہ ہیں تو ان کے

ساتھ رعایت کی جا سکتی ہے..."

"ان کے بارے میں یہ کچھ نہیں بتائیں گے۔"

"جیرت ہے، کہ یہ لوگ ابھی تو مارے خوف کے نہیں
شیں کر رہے تھے اور اب راکٹ لائٹ کے نام سے بھی خوف محسوس
نہیں کر رہے... اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ موت دونوں
طرف ان کا مقدمہ بن چکی ہے... اور ان پکڑ جمیلہ وغیرہ کے بارے میں
بتانے کے قابل یہ ہیں... لیکن وہ گرو انسیں بتانے نہیں دے رہا...
گویا وہ بھی انسیں ختم کرنے کی پوزیشن میں ہے... کیوں... کی بات
ہے ؟۔"

"ہاں ! یہی بات ہے... ہمارے جسموں میں نہیں نہیں م
ف ہیں... باس اوہر سے ریبوت کا بن دیا گا... اوہر ہمارے
جسم چھٹ جائیں گے... آپ ہمارے کسی کام نہیں آسکتے۔ اگر آپ
چانے کی پوزیشن میں ہوتے تو ضرور ہم آپ سے کوئی سوال
کر تے... لیکن سوال کرنے کا کیا فائدہ۔"

"ایک فائدہ آپ اب بھی اخھا سکتے ہیں۔" ان پکڑ کا مردان
مرزا سکرائے۔

"خطاط... بالکل خطاط... ہم اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ اب
کوئی فائدہ اخھا سکیں... رامسیم آن ہے... باس یہ تمام گھنگوں رہا
ہے۔"

"سیٹ بند کر دو... آتی بول اخھا۔"

"اوہر ہم سیٹ بند کریں گے... اوہر ہمارے پرچے اڑ
جا سکیں گے۔"

"اوہہاں... واقعی۔"

"اور آپ کیا کہہ رہے تھے کہ ہم فائدہ اخھانے کی پوزیشن
میں ہیں۔"

"وہ ایسے کہ مرنے سے پہلے تم اسلام قبول کرو... اللہ
تعالیٰ کے ایک ہونے کا اقرار کرو... اس طرح دوسری دنیا میں تم
تجات حاصل کرلو گے۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے... ہم اوہر اسلام قبول کریں گے... یا
قبول کرنے کے لیے زبان بلا کیں گے... اوہر وہ بن دیا رہے گا۔"

"دیا رہے... اگر تم نے نیت کر لی... زبان بلا نے کی تیاری
کر لی اور اوہر سے ریبوت کا بن دب گیا... تب بھی آپ لوگ آئندہ
زندگی میں تجات پالیں گے..."

"بغیر کسی عمل کے۔" بلڈا کے لیے میں جیرت تھی۔

"ہاں ! اس کی مثال موجود ہے... ہمارے نبی کریم حضرت
محمد ﷺ اپنی فوج کے ساتھ دشمن کی فوج کے سامنے موجود تھے...
دونوں طرف جنگ لڑنے کی تیاری ہو رہی تھی... ایسے میں ایک
دیہاں آدمی آیا... اور اس نے آپ ﷺ سے پوچھا، یہ کیا ہو رہا ہے،
آپ ﷺ نے اسے بتایا کہ حق اور باطل کی جنگ ہونے والی ہے...
اس نے پوچھا... اگر میں مسلمان ہو جاؤں... اور آپ کی طرف سے

واليہ بھی سامنے آگئے۔

"ہم نے ان کی باتیں سنی ہیں... نوجوان آدمی نے زانگھر پر جو بات چیت کی... اس کا بھی اس طرف والا حصہ ہم سے چکے ہیں... ہمارے ساتھی ان تینوں کے باس کے قبضے میں ہیں... اور اسیں اس تک پہنچتا ہے... لیکن سنابے اس پورے منصوبے کی کوئی فاکل پہلے ہی ترتیب دے دی گئی ہے؟... اور ہر قدم اس فاکل کو دیکھ کر انہلایا جا رہا ہے... فاکل میں یہاں تک تھا کہ ہم کس طرح یہاں آ جائیں گے۔"

”اوہ اوہ...تب تو اس کا مطلب ہے ہمارے آئندہ قدموں
کے ہمارے میں بھی فائل میں لکھا ہو گا... کیا یہ منصوبہ ترتیب دینے
 والا شخص کوئی نجومی فتح کا انسان ہے...“

”پتا نہیں... وہ کیا ہے... کس قسم کا ہے... ہمیں اس سے
لیا... ان کی فائل میں پچھے بھی لکھا ہو... ہمیں تو اپنا کام کرنا ہے اور اپنا
امیکی ہے... اپنے ساتھیوں کو چھڑانا۔“

"جیسے پھر قدم اٹھائے۔"

"خود کیوں نہیں۔" مسکا گاہوہ ل

”ہمیں یہاں اس دائریں سیٹ اور ٹرائیکسیلر کو تلاش کرنا چاہیے... وہاں انسانی گلاؤں کے درمیان کہیں پڑے ہوں گے۔“

وہ شروع ہو گئے ... جلد ہی دونوں سینٹ مل گئے ... لیکن وہ ن بتاہ ہوتے تھے اور بالکل بے کار ہو چکے تھے ... وہ ان سے کوئی

اس لڑائی میں بھی حصہ لوں... تو کیا مجھے جنت ملے گی، آپ سُکھنے
فرمایا کہ ہاں اجنت ملے گی، اس پر وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور اسی
وقت وہ تکوار لے کر کفار پر ٹوٹ پڑا اور شہید ہو گئے... اب دیکھو...
انہوں نے ایک نماز ختمیں پڑھی... ایک روزہ ختمیں رکھا... زکوٰۃ
ختمیں دی... حج ختمیں کیا... صرف کلمہ پڑھا اور جناود کیا... اور آپ
سُکھنے نے اسے جنت کی بھارت دی... تو آپ ختمیں کو کیوں جنت
ختمیں ملے گی... ادھر آپ کلمہ پڑھیں گے... ادھر ریبوت ٹل
چائے گا... آپ دیرہ کریں۔“

تمکہ سے... تک

جیت ہے... اس سے
ان کے من سے ایک ساتھ نکلا... کلر کا لفظ نکلنے کی دیر تھی
کہ ان جسموں کے پر تھے اڑ گئے... فضا میں بلند ہوئے اور پھر یعنی
گرے... انہوں نے اس مختار کو صاف دیکھا... ان کی آنکھوں میں
آنسو آگئے۔

ایک لمحہ پہلے وہ ان کے دشمن تھے... شدید دشمن... اسکے
بھی پارٹی انہی کی وجہ سے گرفتار ہوئی تھی... لیکن ایک لمحہ بعد...
جب انہوں نے کلمہ پڑھنا چاہا اور کلکڑوں میں تبدیل ہو گئے تو وہ ان
کے لیے رنج محسوس کر رہے تھے اور یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان
کے ائے تین ساتھی شہید ہوئے ہوں...

"افسوں! ہم اٹھیں گے جا سکے۔"

وہ درختوں کی اوت سے نکل کر آگئے... خیر فورس

فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے... تاہم ان سے اتنا ضرور معلوم ہو گیا... کہ
وہ نشانس کے نئے ہوئے تھے... گویا یہ لوگ و نشانس کے تھے۔

غاتان میں اسلامی حکومت ابھی قائم ہی ہوتی تھی... اسی وقت ان
"اب ذہن دوزاؤ ہمیں کیا کر رہا ہے۔"

"ان کی فوج اپنے جو توں کے نشانات چھوڑ گئی ہے... کیا لوگوں نے یہ پروگرام بحالیا تھا کہ اب اس حکومت کو مضبوط نہیں
ہونے دیں گے... ان کے خلاف ایک سلسلہ جنگ کی ملکوں کی مدد
اس راستے پر نہیں چل سکتے۔"

"ضرور چل سکتے ہیں... لیکن... منصوبے کی قائل پہلے سے جاری رکھیں گے... چنانچہ اب اسلام دھرم کی ممالک و نشان کا
ترستیب دی جا پچھی ہے، جن لوگوں کو یہ سمجھ معلوم ہے کہ اب تم ساتھ دے رہے ہیں... ان میں تمایاں کرد اربازن طین اور شار جستان
کریں گے... وہ لوگ بھلا ہمیں کام موقع دیں گے... لیکن اس کا او اکر رہے ہیں... شاگرد، انشار، جہد اور ہیگال بھی کسی سے پچھے نہیں
مطلوب نہیں کہ ہم بے کار بیٹھ جائیں... کام جاری رہے گا...! یہ... مردانہن ابھی اس معاملے میں ان کا ساتھ دے رہے ہیں... گویا
ٹھیک ہے... جو توں کے نشانات کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھو... تمام بڑے بڑے غیر مسلم ملک... ان کے خلاف ہو چکے ہیں... اور یہ
انسپکٹر کامران مرزا نے جلدی جلدی کہا۔

اب وہ آگے بڑھے... زمین پر نشانات بالکل واضح تھے... مسلمان کی شان یکی سے... وہ کفر کے خلاف تمام محاذوں پر
انہیں آگے بڑھنے میں کوئی وقت نہیں ہو رہی تھی... یہاں تک کہ لڑتا ہے... صرف ایک مخاڑ پر نہیں اور کسی کو خاطر میں نہیں لاتا...
یورپ کی بستی میں پہنچ گئے... وہاں اب کوئی نہیں تھا... گویا نہ سرف اور صرف ایک اللہ سے ذرتا ہے..."

کے لوگ بھی فوج کے ساتھ چلے گئے تھے... شاید یہ بھی ان۔ "اوہ! یہ... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔" ایسے میں انہوں
پروگرام کا حصہ تھا۔

"اس بستی کے اصل لوگوں کے ساتھ انہوں نے کہا۔ "خدا کا شکر ہے... تم نے جو توں کے نشانات کے علاوہ کچھ
اور بھی دیکھا... اور میں تو محسوس کر رہا تھا کہ آج کے دن شاید صرف
ہو گا۔"

"سوائے اس کے انہوں نے کیا کیا ہو گا کہ انہیں موت اور صرف جو توں کے نشانات دیکھتے رہیں گے۔" آفتاب جلدی
گھاث اپار دیا ہو گا... اور خود ان کے لباس پہن لیے ہوں گے جلدی ہو لا۔

"وکیلہ تو خیر میں بھی جو توں کے نشانات ہی رہی ہوں۔" تا تو... ان نشانات میں کیا بات ہے... تم ان کو دیکھ کر کیوں جیر ان ہو فرحت نے منہ مٹایا۔
جانی تھیں اور وہ نشانات ہیں کس کے۔"

"تباہ پھر تمیں کیا تھی بات نظر آگئی۔" آصف نے تیز بے "ہمارے ایک سالہ وزیر کے۔"
"کیا مطلب...؟" انپکٹر کامران مرزا چھپل پڑے۔
ان کی آنکھوں میں جیرت دوزگی۔
"جو توں کے نشانات کے درمیان ایک اہم نشان۔" فرحت مسکرائی۔

☆...☆...☆

"تم نے کیسے جان لیا کہ وہ نشان اہم ہے۔"

"میں اس نشان کو دیکھتی رہی ہوں۔"

"کیا... کیا مطلب۔" انپکٹر کامران مرزا اچلا اٹھے... ان یک لخت جوش طاری ہو گیا۔...

"ہاں! یہ بات واقعی عجیب ہے... اپنے شر میں ان نشانات کو دیکھتی رہی ہوں... کتنی دعویوں پر جو توں کے یہ نشانات نظر آتے ہیں اور ان کو دیکھ کر میں عجیب الجھن میں جاتا ہو جاتی تھی...؟"
"کیا مطلب... جو توں کے نشانات کو دیکھ کر تم جیر ان جاتی تھیں۔" آصف نے جیر ان ہو کر کہا۔

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"لیکن تم نے ایسی کوئی بات نہیں کبھی نہیں بتائی۔"

"ہر وہ بات جو مجھے عجیب معلوم ہو... میں سب کو نہیں بتاتی..." فرحت مسکرائی۔

"فرحت! اب زیادہ پر اسرار منہ کی کوشش نہ کرو... اور

”اگر میں ایسے ہی کہ دوں کہ میں نے اپنے خیالات تبدیل کر لیے ہیں... اور کروں نہ تو آپ کو کیسے معلوم ہو گا کہ میں نے تبدیل نہیں کیے۔“

”پھر میں منصوبہ ساز کیسا۔“ وہ مسکرا یا... اس کی مسکراہٹ
مجب تین تھیں...“

”خیر... انہی اندازہ ہو جاتا ہے... میں اعلان کرتا ہوں... آپ کے بارے میں میں نے اپنے خیالات تبدیل کر لیے ہیں اور اب میں آپ کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بارے میں بھی سوچوں گا بھی نہیں... اب بتائیے... میں نے اپنے دل میں کیا فیصلہ کیا ہے۔“

”یہ کہ جو نئی موقع طاں... مجھ پر وار ضرور کریں گے۔“
اندر موجود شخص کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزر گیا... پھر

الٹے کمل

”بالکل تھیک... اب تو آپ اندر آ جائیں۔“

”نسیں... اب میں نہیں سے بات کروں گا... میرے لیے تفصیلات معلوم کر سکتا ہے... سو ایسا نہیں ہو سکتا... آپ اس بات کو ایک کری دروازے پر رکھوادی جائے۔“

”کیا میں دروازے پر آپ پر وار نہیں کر سکتا۔“

”نسیں... دروازے پر وار کریں گے تو مجھ سے پسلے آپ

کمل۔“

”نسیں... پسلے آپ اپنے خیالات تبدیل کرنے کا اعلان کے گھر سے چڑھے... جب مجھ آپ کا پیغام ملا تو اس پیغام سے ہی نئے خطرے کی ہو آئی تھی اور میں آپ کی نیت بھاپ گیا تھا... لذما کریں گے... پھر میں اندر واصل ہوں گا۔“

منصوبہ

کمرے کا دروازہ کھلا:

”کیا میں اندر آ سکتا ہوں سر۔“

”آبا... منصوبہ ساز صاحب آگئے... آئیے جناب آئیے۔“

”میں آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا۔“

”اندر واصل ہونے سے پسلے میں آپ پر یہ واضح کر دیے جاہتا ہوں... آپ اپنے خیالات تبدیل کر لیں۔“ دروازے

کھڑے شخص نے عجیب بات کہی۔

”کیا مطلب؟“

”آپ نے سوچا ہے... وہ من مجھے انخواہ کر کے اس فائل کی

تصیلات معلوم کر سکتا ہے... سو ایسا نہیں ہو سکتا... آپ اس بات کو

لکھ لیں۔“

”آپ اندر تو آ جائیں۔“ اندر موجود عجیب سے آدمی

کمل۔“

”نسیں... پسلے آپ اپنے خیالات تبدیل کرنے کا اعلان

کے گھر سے چڑھے... جب مجھ آپ کا پیغام ملا تو اس پیغام سے ہی

کریں گے... پھر میں اندر واصل ہوں گا۔“

میں نے اپنے خفیہ کارکنوں کو ہدایت دے دی تھی... وہ مجھ سے پہلے پہنچ گئے تھے اور اب ایک خفیہ کارکن آپ کی کمر کی طرف موجود ہے.. اس طرح کہ جو بھی آپ مجھ پر دار کرنے کی کوشش کرے گے... اس سے پہلے آپ خود میرے دار کا شکار ہو جائیں گے۔
”اوہ... نہیں۔“ اس نے چونکہ مرزا چاہا... لیکن یہ سرد ترین آواز نے اس پر سکتہ طاری کر دیا۔
”خبردار... آپ مرزا کر نہیں دیکھیں گے... ورنہ گدی میں سوراخ ہو جائے گا۔“

”ہم آپس میں دوست ہیں یاد ہمن... پہلے تو اس کا فیصلہ جائے۔“
”اناشا دوستوں کا دوست اور دشمنوں کا دشمن ہے... مر پر کان۔“

”لیکن ہم دشمن نہیں ہیں... ایک منصوبے پر کام کر رہیں... ایک حکومت کے دو کارخانے ہیں۔“
”تب پھر آپ نے میرے بارے میں غلط بات کیوں سوچی۔“

”میں نے سوچا تھا... اس منصوبے کو راز رکھنے کا واء طریقہ یہ ہے کہ اناشا کو شتم کر دیا جائے... مقصد میر اٹھیک تھا۔“
”اس طرح آپ اپنے ملک کو ایک بہت بڑے منصوبے سے محروم کر دیتے۔“

”لیکن اس منصوبے کا راز رہتا بھی تو ضروری ہے کونک خود آپ نے اپنی قائل میں لکھا ہے... ان پکڑ کا مرزا آپ کو انہما کرنے کا فیصلہ کرے گا۔“

”ہاں! یہ ٹھیک ہے... لیکن ساتھ ہی میں نے یہ بھی لکھا ہے... وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوں گے... کیونکہ وہ ہماری پلانگ پر عمل کرنے پر مجبور ہوں گے... جیسا کہ اس وقت وہ ہوتا تو ان کے نشانات دیکھ کر ہمارے بھائے جال کی طرف بڑھ رہے ہیں... کیا یہ جال آپ سے بھایا ہے مسٹر پر کان۔“

”ہاں! میں نے بھایا ہے۔ پر کان تھکی تھکی آواز میں بو لا۔“

”لیکن اس جال کو ترتیب کس نے دیا ہے۔“

”آپ نے... مسٹر اناشا... آپ نے۔“ اس نے فراہم کیا۔

”اگر میں یہ جال ترتیب نہ دیتا تو کیا آپ بھا سکتے اس طرح۔“

”نہیں... ہرگز نہیں۔“

”لہذا میری صوت کی خواہش دل سے نکال دو... ابھی ملک کو میرے منصوبوں کی ضرورت ہے... پسند کریں تو وہ ناس کے صدر سے اس بارے میں بات کر لیں۔“

”نہیں... اب ضرورت نہیں رہی۔“

”جب کہ میرا خیال ہے... اس کی ضرورت ہے... آپ بھی اور اسی وقت... صدر سے فون پر بات طے کر لیں...“

"میں نے کہا ہے نا... اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔"
 "جب کہ میرا خیال ہے... اس کی ضرورت ہے اور شدید
 ضرورت ہے... آپ فون کریں۔"
 "اچھی بات ہے... پر کان نے مجبور ہو کر کہا... پھر صدر
 کے نمبر ڈائل کیے... دوسری طرف سے صدر کی حیرت میں ڈولی
 ہوئی آواز ستائی رہی۔"

"حیرت ہے مسٹر پرکان۔"

"آپ نے کیے جان لیا سر... کہ یہ میرا فون ہے..." پر کان
 نے بھی حیر ان ہو کر کہا۔

"میرے پاس اس فائل کا وہ حصہ موجود ہے... جس کا
 تعلق صرف میری ذات سے ہے... اس میں یہ لکھا ہے کہ آپ مجھے
 فون ضرور کریں گے اور پوچھیں گے... اناشا کے بارے میں۔"

"اوہ... اوہ... آخر یہ اناشا کیا چیز ہیں۔" پر کان چلا اخراج۔

"اناشا کو تم نجومی کہھ لو... لیکن اگر یہ واقعی نجومی ہے تو تم
 ب سے زیادہ ملک کو اس کی ضرورت ہے... لہذا مسٹر پرکان... تم
 مسٹر اناشا کے قتل کے بارے میں خواب میں بھی نہیں سوچو گے...
 دماغ کے کسی حصے میں ذرا سا خیال ابھی باقی ہو تو اسی وقت اس کو ہاکل
 باہر کریں..."

"اوکے سر... آپ فکر نہ کریں۔"

"مجھے فکر کرنے کی ضرورت نہیں... فکر کرنے کی ضرورت

تمیں ہے... تم نے بلاوجہ اناشا کو اپنا دشمن بنالیا ہے... اور یہ کوئی
 اچھی بات نہیں... اس منصوبے کے حق میں یہ بات زہر ہے۔ میں
 نے تو اناشا کو صرف اس لیے تمہارے پاس بھجا تھا کہ منصوبے کے
 سلطے میں کہیں کوئی لمحہ محسوس ہو تو تم ان کی مدد لے سکو... لیکن تم
 نے انہیں قتل کرنے کی بخان لی... توبہ کرو..."

"میں نے توبہ کی۔"

"ٹھکر یہ پرکان... اناشا جیسا آدمی یہت مشکل سے ملتا ہے...
 یہ ہمارے لیے حدود بے قسم ہے... اب تم اس سے فائل کی بات کر
 لو... اسکے لئے کامران مرزا ہوتوں کے نشانات دیکھ کر آگے بڑھ رہے
 ہیں... ان کی بیٹھی قرحت کو ایک جو تے کے نشانات دیکھ کر حیرت
 ہو گی... یہی ہے تاکہ فائل میں مسٹر اناشا۔"

"لیکن سر..."

"اس... میں فون ہو کر تاہوں۔"

"ٹھکر یہ سر۔"

صدر نے فون ہد کر دیا... اب پرکان اناشا سے لا۔

"اب آپ بے فکر ہو کر اندر آسکتے ہیں... اور اپنے اس
 آدمی کو میرے سر پر سے ہٹاؤیں۔"

"بہت جا ڈھینی... اب مسٹر پرکان کا ذہن میری طرف سے
 ساف ہو گیا... اگر کبھی کسی موقع پر ان کے ذہن میں کوئی گزیدہ ہوئی
 تو میں تم لوگوں کو اشارہ کر دوں گا۔"

آن تک پچھے معلوم کیوں نہیں کر سکے۔"

"آپ اب بھی میرے پچھے میں نہیں... بھجے سے یہ نہ پوچھیں کہ اس وزیر کو ہدایت کیوں دی گئی تھی اور مجھے کیسے معلوم ہے کہ فرحت نے ان نشانات کو دیکھا ہے اور دیکھ کر حیر ان ہو گی۔"

"تب پھر میں آپ سے کیا پوچھوں۔" پرکان نے منہ بیا۔

"صرف اور صرف یہ کہ اب تمیں کیا کرتا ہے۔"

"ٹلیے پھر بھی بتادیں۔"

"یہ آپ بھجے سے نہیں... فائل سے پوچھیں... اور فائل پکلے ہی آپ کے پاس ہے۔"

"اوکے۔" اس نے کما اور فائل کو کھولا۔ اس کی نظر میں اس صفحے پر آگے بڑھنے لگیں... جس پر لکھا تھا... اسکے زامراں مرزا اور اس کے تینوں ساتھی جو توں کے نشانات دیکھ کر آگے بڑھیں گے... اور ان نشانات میں ایک نشان دیکھ کر فرحت چونک اٹھے گی کہ اسی آگے بڑھا رک جائے گا... اس لیے کہ اسکے زامراں مرزا پسلے خداوں سے بنتے ہیں... اب وہ پسلے اس وزیر سے فارغ ہوں گے... پھر ہماری طرف توجہ دیں گے... اس وقت تک کے لیے ہمیں وقت مل جائے گا۔"

پرکان نے یہاں تک پہنچ کر اناشا کی طرف دیکھا... اسے تھیرت ہوا تھا تھی کہ یہ شخص آخر کیا بابا ہے... پھر اس نے کہا۔

"اب تمیں کیا کرتا ہے۔"

"ہم حاضر ہوں گے پاپا۔" چیچے موجود شخص نے بالا ب لجھے میں کہا۔

"شکر یہ... جاؤ۔"

وہ شخص کمرے سے نکل گیا... اور اناشا اندر آکر سونے پر بیٹھ گیا۔

"یہ... یہ کیا کہلایا... آپ اس کے پاپا ہیں۔"

"میں ہر کارکن کا پاپا ہوں... یہ اپنے باپ کو کبھی پایا نہیں کہتے... بھجے پایا کہتے ہیں۔"

"اوہ اچھا خیر... وہ جو توں کے نشانات والی کیلابات ہے۔"

"پاک لینڈ کا ایک سابق وزیر شمشاد خاں... وزیر ملنے سے پہلے سے ہمارا بیجٹ تھا... اور ہمارے لیے کام کر رہا تھا... پھر وہ وزیر بن گیا اور ہمارے لیے اور زیادہ کام کرنے لگا... پھر اس کی وزارت ختم ہو گئی... لیکن اس کے تعلقات بڑے بڑے وزیروں سے بدستور رہے اور اس طرح وہ آج بھی ہمارے لیے کام کر رہا ہے... اسے ہماری طرف سے ہدایت تھی کہ وہ خاص تکوؤں والے جو تے پنے۔ ایسے تکوؤں والے کہ دوسرا دیکھ کر ان کو بھلانے کے... سو ایسے تکوں اسکے زامراں مرزا کی بیشی نے کئی بار دیکھے تھے اور اب وہ جو توں کے نشانات میں ان نشانات کو دیکھ کر ضرور حیر ان ہو گی۔"

"لیکن مشر اناشا آپ کو اس حد تک چھوٹی باتیں کس طرح معلوم ہیں... کیا آپ کوئی جادو گر ہیں... آخر ہم آپ کے بارے میں

"یہ ہی آپ مجھ سے نہیں... فائل سے پوچھیں۔"

اس نے فائل کا درج اٹا... اس میں لکھا تھا:

"وزیر اپنے کام میں مرزا کی موت کا سامان ساتھے اگر
اس مقام کی طرف روانہ ہو گا..."

"اوہ... اوہ... گویا تم تک وہ پہنچے گا ہی نہیں۔" پر کان نے
خوش ہو کر کھلایا۔

"فائل میں کیا لکھا ہے..."

"اس صفحے پر بھی ہے..." پر کان نے لوٹھلا کر کھلایا۔

"تب پھر اگلا صفحہ الٹ دیں۔" اناشا مسکرا دیا۔

"کیسے الٹ دوں... اگلے صفحے جام ہیں... یہیں ایک
دوسرے سے پچکے ہوئے ہیں۔"

"اگلے صفحات کی چالی میرے پاس ہے... فائل کے اگلے
صفحات آپ کو صرف میں دکھا سکتا ہوں۔" اناشا بولے۔

"اوہ... اوہ..."

"اب اپنے جمیل اور اس کے ساتھیوں کو میرے سامنے
حااضر کیا جائے۔" مصوبہ ساز نے فخر کے انداز میں کہا۔

☆...☆...

وجہ

چند لمحے تک وہ فرحت کو گھورتے رہے... آخر آصف نے
بھلا کر کہا:

"تمہاری بات پلے نہیں پڑی... اگر یہ نشانات کسی سایہ
وزیر کے ہیں تو ان نشانات کو دیکھ کر الجھن میں کیوں جتنا ہو جاتی
تھیں۔"

"میا تم نے کسی جو تے کے تکوں سے بننے والے نشانات اس
قدر عجیب و کچھے؟" فرحت نے منہ میا۔
"نہیں! اس میں شک نہیں... یہ ہیں عجیب و غریب تم
کے۔" آفتاب نے سر ہلا دیا۔

"خدا کا شکر ہے... تم نے ان کو عجیب و غریب توماں... ورنہ
تمدار اکیا جاتا ہے... میرا مدد اڑاہا شروع کر سکتے تھے۔"
وہ ہم ہد میں شروع کریں گے... پہلے تم ان نشانات کی
وضاحت کرو۔"

"پہلی بات یہ کہ وہ کوئی عام آدمی نہیں تھا... ملک کا وزیر
تھا... دوسری بات... وہ ہمیشہ ایسی دعوتوں میں شریک ہوتا تھا... جو

دوسرے مکلوں کے سفیر دیتے تھے...“
”اوہ... اوہ۔“

”تیسرا بات... پھر اچاک اس نے وزارت پھوڑ دی...
یعنی استعفی دے دیا۔“

”اوہ ماں امشاد خان کے استھنے کی خبر میں دھوم دھام سے
شائع ہوئی تھیں...“ آصف چوتھا کہا۔

”لیکن آج تک کسی کو وجہ معلوم نہیں ہو سکی... اخباری
نمایاں دوں نے اس سے وجہ معلوم کرنے کی بہت کوششیں کیں،
لیکن... کامیاب نہ ہو سکے... اس نے کسی کو پکھننا بتایا... اب اسی
شمشاو خان کے جو توں کے نشانات میں یہ سال دیکھ رہی ہوں...“

”تم کچھ چھپا رہی ہو...“ آصف نے بھاکر کہا۔

”کیا مطلب؟“ آفتاب نے چونک کر کہا۔

”کوئی درمیانی بات یہ نہیں کر سکتی ہے...“

”یہ اس کی پرانی عادت ہے... بتاؤ... کیا بات گول کی ہے تم
نے... اور چوکو کو کیوں نہیں کی۔“ آفتاب نے بل کر کہا۔

”یہ کیا کہا... چوکو کو کیوں نہیں کی۔“ انپکٹر کامران مرزا
نے۔

”وہ اس لیے لا جان... اگر بات گول کی جائیگی ہے تو چوکو
کیوں نہیں کی جاسکتی۔“ اس نے فورا کہا۔

”ہوں... بات واقعی معقول ہے... دیے فرحت کی باتیں

بہت زیادہ کام کی ہیں۔“

”جی... کون سی باتیں...“ آصف کے منہ سے لکا۔

”جو توں کے نشانات دیکھ کر اس کا الجھن میں جتنا ہو جانا...
اور اس سے بھی زیادہ سیجی بات یہ کہ اس نے بھی اس بات کا تمہارہ
کیوں نہیں کیا ہم لوگوں سے، ہم بھی ان نشانات کو دیکھ کر الجھن
محوس کر لیا کرتے...“

”گویا آپ کہتا چاہتے ہیں... اس نے ہمیں الجھن میں جتنا
ہونے کی دعوت کیوں نہیں دی۔“ آفتاب نے اسماں بتایا۔

”وہ اس کی بات سن کر مسکرائے بغیر نہ رہ سکے...“

”آپ بھی ان نشانات کو دیکھیں... لیا آپ الجھن محوس کر
رہے ہیں۔“

”کافی دیر پسلے محوس کر چکا ہوں... اب نہیں کر رہا۔“ وہ
بولے۔

”جی کیا مطلب؟“

”جب پہلی بار تم نے ان نشانات کی طرف متوجہ کیا تھا...
اس وقت، چند نہیں کے لیے میں نے بھی وہی الجھن محوس کی تھی...
جو تم ہر بار کرتی رہی ہو...“

”اوہ... اوہ... کیا مطلب؟“ آصف اور آفتاب ایک ساتھ
بولے۔

”اب تم دونوں بھی جو توں کے ان نشانات کو غور سے دیکھ

کر تم کیوں الجھن میں بجا ہو جیا کرتی تھیں...”
”آپ کی اسی بات پر میں نے کہا تھا... آپ بھی کمال کرتے

ہیں... یعنی الجھن محسوس کرے فرحت اور وجہ بتائیں ہم... جب کہ خود فرحت الجھن محسوس کرنے کی وجہ نہیں جان سکی آج تک۔“

”ہاں! ایک بات ہے۔“ فرحت نے کہا۔

”للہ ای کماں کا انصاف ہوا۔“ آصف ترے والا۔

”میرے ہاں کا... تم دو توں وجہ بتاؤ گے... نہیں بتاؤ گے تو میں فرحت سے پچھوں گا... دیکھنا یہ ہے کہ تم میں سے کون وجہ بتاتا ہے... ویسے وجہ صاف ظاہر ہے۔“

”کیا فرمایا آپ نے... وجہ صاف ظاہر ہے۔“

”ہاں!... وجہ صاف ظاہر ہے۔“

”تب پھر آپ خود بتادیں... جب صاف ظاہر ہے وجہ۔“
آفتاب نے خوش ہو کر کہا۔

”اور تم لوگوں کی دماغی صلاحیتوں کا امتحان کیسے ہو گا۔“

”یہ امتحان پھر کسی وقت پر انداز کھھے۔“

”تھیں... میں کل پرٹائے کا قابل نہیں... آج کا کام آج ہی کرنا پسند کرتا ہوں۔“

”دھت تیرے کی... فرحت تم نے ہم دونوں کو بھی پہنچوا

۔“ آصف نے جھلا کر کہا۔

”تم بھول رہے ہو... تم محمود نہیں... آصف ہو۔“ فرحت

کرتا تھا... ان میں کیا عجیب بات ہے... کیوں فرحت الجھن محسوس کرتی رہی ہے۔“

”آپ بھی کمال کرتے ہیں انکل۔“ آصف بو کھلا کر بولا۔

”کمال کرنا کوئی بڑی بات تو ہے نہیں... تم بھی کر سکتے ہو کمال۔“ وہ مسکرائے۔

”آپ شاید مذاق کے موڈ میں ہیں۔“ آفتاب نے لگھرا کر کہا۔

”نہیں... مذاق میرے موڈ میں ہے۔“ انہوں نے فورا جواب دیا۔

”اُرے باپ رے... آپ میں کہیں ہماری رو جیں تو طولہ میں کر سکیں۔“ آفتاب اچھل پڑا۔

”پروانہ کرو۔“ وہ نہے۔

”بچ... جی اچھا...“ آفتاب بولا۔

”کیا جی اچھا؟“ انہوں نے اسے گھورا۔

”آپ نے کہا ہے: ... پروانہ کرو... تو نہیں کرتا میں ہوں... باقی رہ گے... آصف اور فرحت... ان کی مرضی... پروانہ کرتے ہیں یا نہیں۔“

”ہے کوئی تک اس بات کی انکل۔“ آصف نے منہ بنا یا۔

”نہیں... ہے تو نہیں... لیکن ان حالات میں گزارا کر لیتے ہیں... ان دونوں کو یہ بات بھر جال بتانا پڑے گی کہ ان نشانات کو دیکھے

ہنسی۔

"جو تمیں ہو رہا ہے... وہی بھیں ہو رہا ہے۔"

"اور فرحت تم... تم کیا محسوس کر رہی ہو۔"

"وہی جو تم محسوس کر رہے ہو۔"

"اوہ... نہ نہیں۔" اپنکے آصف کے من سے مارے خوف
کے لگانے۔

"کیا ہوا بھائی... کوئی مخبو تو نہیں کاٹ گیا۔" آفتاب گھبرا
گیا۔

"حد ہو گئی... یہاں چھو کیا کام۔" آصف اس کی طرف
چلے آ رہے ہیں... تبدیل نہیں ہوئے... کیا از مرزا۔

"مچھ بھی کسی کام سے کہیں نہیں آتے جاتے... اس لیے
خیال رکھنا اور اس قدر اہتمام کرنا کہ کتنی عی مدت گزرنے پر پھر ہم
نشانات وہی ہیں..."

"حد ہو گئی... تم ساری موجودگی میں کوئی کام کی بات نہ کر
سکتا ہے... نہ سوچ سکتا ہے..." فرحت نے جل بھن کر کہا۔

"تو میں ایک طرف ہٹ جاتا ہوں۔" آفتاب نے بد امان

"اوہ ہاں اواقعی... خیر... اب ہم ان نشانات کو غور بے
دیکھیں گے... پھر آپ کو بتائیں گے... فرحت کیوں جیران ہوئے
رہی ہے۔"

"بلکہ فرحت کو بھی شامل کرلو۔"

"ججی ہاں! آپ کے اشارہ کرنے کے بعد، اب تو خود میں
بھی ان کو غور سے دیکھوں گی۔"

"اور یہ بات بھی کیا عجیب نہیں کہ اس کے جو قولے
نشانات آج تک وہی چلتے آ رہے ہیں... تبدیل نہیں ہوئے... کیا از مرزا
کے ہر جوتے کے تک بالکل ایسے ہی ہیں۔"

"یہ... یہ عجیب بات ہے... جوتے کے تکوں کا اس قدر انسیں کام ہی صرف ایک آتا ہے۔" آفتاب مسکرایا۔
آخر ان کی نظریں ان نشانات پر جم گئیں... انسیں ایک پھر شدید ابھسن سی ہونے لگی... جوں جوں وہ ان نشانات کو دیکھ رہے ہیں۔

"لذدا ہم غور کریں گے..."

"حد اکاٹکر رہے... تم غور کرنے پر تو تیار ہوئے۔"

"آخراں کی نظریں ان نشانات پر جم گئیں... انسیں ایک
تحت... ابھسن میں اضافہ ہو رہا تھا..."

"یہ... یہ کیا ہو رہا ہے۔" آصف نے کھوئے کھوئے ان
میں کہا۔

آفتاب واقعی وہاں سے کی قدم دور چلا گیا... دو فوٹوں نے
سکون کا سائنس لیا... پھر نشانات پر نظریں جمادیں...
۔

اپنے دو توں بڑی طرح اچھے۔

"دیکھا... میں نے ٹھیک کہا تھا۔" "فرحت چلائی۔"

"اب مجھے کیا معلوم... تم نے کیا کہا تھا۔"

"میں نے کہا تھا... تم ساری موجودگی میں کوئی کام کی بات کر سکتا ہے... نہ سوچ سکتا ہے... جو نہیں تم سماں سے ہے... ہم اس جان لیا... ان نشانات میں آخر کیا ہے۔"

"چلو خیر... تم نے یہ تو جانا... اگرچہ۔" "آفتاب کہتے کرنے رک گیا۔

"اب یہ اگرچہ کہاں سے آپکا۔" "فرحت بھائی۔"

"اگرچہ میں تم دو توں سے پہلے جان پکھا تھا۔"

"نکاح... بالکل نکاط... بسید سفید بھوٹ۔" "دونوں چلائے۔"

"ای جان... کیا میں سفید بھوٹ لا لتا ہوں۔" "آفتاب۔"

سبحیدہ لبھے میں کہا۔

"شمیں... تم سفید نہ کالا... کوئی بھوٹ بھی نہیں ہے لئے۔"

"خکری یہ... گویا میں نے اس وقت بھی بھوٹ شمیں ہولا۔"

میں نشانات کے بارے میں جان پکھا ہوں۔"

"یعنی تم نے کیا جان لیا... یہ بھی تو بتاؤ نا۔"

"پہلے ان سے کہیں... جو بات ان کی ذہن میں آئی ہے۔"

پہلے یہ نوٹ کر لیں... تاکہ بعد میں ڈیگیں نہ مارتے پھریں۔"

"اور کیا انکل... میں اور آصف ڈیگیں مارتے ہیں..."

فرحت نے آفتاب پر جو اہل حملہ کیا۔

"تن نہیں... ایسا بھی نہیں ہے۔"

"ہم تو پھر... ہم بھی صاف صاف بات بتادیں گے۔"

"ہر گز نہیں... نہیں اپنی نوٹ بک میں درج کر رہا ہو گا۔"

"اپنی بات ہے۔"

دونوں نے اپنی اپنی نوٹ بک میں لکھ لیا... پھر آفتاب نے

ظریف انداز میں ان کی طرف دیکھا اور بولا۔

"یہ ہمارے ملک کا نقشہ بنایا گیا۔"

"کیا!!!"

آصف اور فرحت کے منہ سے لگا۔

☆...☆...☆

فائل

”جی... کیا مطلب... آپ کے سامنے پیش کریں... آپ کیا کریں گے ان سے مل کر۔“
 ”ہاہا اس دنیا میں جتنی نفرت میں ان سے کرتا ہوں اور کسی سے نہیں کرتا، آج میں اس نفرت کا انتہار ان سے کروں گا...“
 اس نے گہم۔
 ”کیا فائل میں یہ بات شامل ہے... یعنی آپ انہیں بلاسیں گے۔“

”نہیں۔“ وہ بولا۔

”تب پھر آپ اپنے منصوبے کی غلاف ورزی کر رہے ہیں اور اس کا نتیجہ الٹ ہو سکتا ہے... آپ جانتے ہیں، یہ لوگ کتنے خطرناک ہیں... بلاوجہ تو اتنا بڑا منصوبہ انہیں قابو کرنے کے لیے نہیں ملایا گیا اور پھر انہی تُدوسری پارٹی قابو میں آئی بھی نہیں۔“

”کیا آپ نے نہ نہیں... شمشاد خان ساید وزیر تھا... اپنے جو توں کے نشانات جنگل میں بنا چکا ہے... اور وہ لوگ ان نشانات پر چل کر ہماری طرف آرہے ہیں... کیا راستے میں ہی شمشاد خان ان

کی موت ٹاہٹ نہیں ہو گا۔“

”آپ یہ بات یقین سے کس طرح کہ سکتے ہیں... ہو سکتا ہے، اسکے لئے کامران مرزا اس کے قابو میں نہ آئیں... اس صورت میں کیا ہو گا۔“

”اس صورت میں چاہی لگا کر فائل کا الگا درجہ ادا جائے گا...“
 دہاں جو بدایت لکھی ہو گی، اس پر عمل کیا جائے گا... آپ کو فلر منہڈ نہیں ہونا چاہیے... فائل میں ہر صورت حال سے بننے کے لیے راستے تجویز کر دیے گئے ہیں...“

”ای لیے میں کہتا ہوں... آپ انہیں نہ بلاسیں۔“

”آپ کو ایک بات معلوم نہیں ستر پر کان۔“ ادا شانے طنزیہ انداز میں کہا۔

”اور وہ کیا۔“

”میں ایک یہودی ہوں۔“

”وہ تو میں بھی ہوں۔“

”لیکن تم اس درجے کے یہودی نہیں ہو... جس درجے کا میں ہوں۔“

”کیا مطلب... میں سمجھا نہیں۔“

”چودہ سو سال سے ہمارے دلوں میں ایک آگ بھڑک رہی ہے... اسلام کو مٹانے کی آگ... اس آگ کو بے شمار یہودی اپنے اندر رجھا چکے ہیں... کیونکہ چودہ سو سال کی ان کی کوششیں رنج

نہیں لا سکیں... اسلام آج تک دنیا میں موجود ہے... لیکن جو اول درجے کے یہودی ہیں، انہوں نے اس آگ کو سرد نہیں ہونے دیا... بلکہ اور بخوبی کایا ہے... اور میں ان سے بھی اوپر ہوں... جانتے ہیں، کیوں؟" یہ کہ کر وہ ایک حلقے سے رکا۔

"بھلا میں کیسے جان سکتا ہوں... میں بخوبی تو ہوں نہیں۔" پر کان نے بر اسامنے، نیا۔

"آپ نے مجھ سے یہ بات بدے لجھے میں کی ہے... آپ کو اپنے لجھے پر بچپتانا پڑے گا..." اس کا لمحہ عجیب ہو گیا۔ "لک... کیا مطلب؟" پر کان پوچک اخلا۔

"آپ مجھ سے ادب کے لجھے میں بات کریں۔" "آپ بخوبی رہے ہیں... میں اس مم کا انچارج ہوں... اور میگال کے صدر نے مجھے انچارج دیا ہے... میرا انچارج ہوتا... شار جسٹن کو بھی قبول ہے... اللہ اس وقت شار جسٹن کا بڑے سے بڑا آفسر بھی میرا حکم مانے پر مجبور ہے۔"

"لیکن..." اناشانے پر سکون آواز میں کہا۔ "لیکن کیا؟" پر کان نے اور زیادہ بہرام نیا۔

"میگال کے صدر نے میری تجویز پر تمہیں انچارج دیا ہے... اگر میں یہ تجویز نہ دیتا کسی اوپر کا نام دیتا تو انچارج وہ پہن۔"

"لک... کیا مطلب؟" "مطلوب یہ کہ اس مم میں تم بھی میرے ایک ادنیٰ خدام

ہو... یقین نہیں تو یہ رہا فون... پوچھوا پئے صدر سے۔"

"ہاں امیں ضرور پوچھوں گا... جب تک اختیارات کا فصل نہیں ہو جاتا، اس وقت تک تم بہتر طریقے سے کام نہیں کر سکیں گے۔"

"میں بھی یہی کہتا ہوں... لیکن فون کرنے کے بعد میں کوئی بات بدداشت نہیں کروں گا۔"

"میں بھی کوئی بات بدداشت نہیں کروں گا۔"

"آپ کو تو میری ہر بات بدداشت کرنا پڑے گی۔" اناش مکر لیا۔

"میں اس انداز کو بدداشت نہیں کر سکتا۔"

"تب آپ اس مم سے بندھے ملازمت سے فارغ۔"

"لک... کیا۔"

"میں انچارج ہوں... اس مم میں جس سے چاہوں، کام لے سکتا ہوں اور جنے چاہوں... الک کر سکتا ہوں۔"

"صدر نے مجھ سے کہا تھا، اس مم کا انچارج میں ہوں۔"

"لیکن میری ہدایات پر چلنے کی صورت میں اور اگر میری ہدایات پر عمل نہیں کریں گے تو آپ انچارج نہیں رہ جائیں گے۔"

"صدر نے یہ وضاحت نہیں کی تھی۔"

"تو فون یہاں موجود ہے۔"

"یہ تواب کرنا ہو گا۔"

”کیا... نہیں!!“ وہ بہت زور سے چینا۔

”آواز بلند تھوڑے ہو... جو مسٹر اٹاشا کہتے ہیں، صرف وہ کرو... ورنہ۔“ صدر کا لمحہ غوفاک ہو گیا۔

”ورنہ کیا سر۔“

”یہ خیال نہ کرنا کہ تمہیں معطل کر دیا جائے گا... تمہیں اس زندگی سے خود مسٹر اٹاشا فارغ کر دیں گے...“

”کیا مطلب...“ پرکان کا ذہن جھینجھنالا ہوا۔

”مسٹر اٹاشا معاف کرنے کے عادی نہیں ہے... اب یا تو تم ان کے غلام من کر کام کرو گے... یا موت کو لگے لکاؤ گے... اور فائل۔“

”اور فائل کیا سر۔“

”فائل میں لکھا ہے... جو تم اب کرو گے۔“

”لگ... کیا واقعی۔“

”ہاں! اسی لیے تو مسٹر اٹاشا نے اس مقام سے پہلے ہی فائل کے اور اس کو چاٹی لگادی ہے...“

”نہ... نہیں۔“

”سوری... اب جو کرتا ہے... خود فیصلہ کر کے کرو... میں کچھ نہیں کر سکتا۔“

ریسیور رکھتے ہوئے پرکان کا سارا جسم پیٹھے میں بھیگ چکا تھا... اس نے بہت مشکل سے اٹاشا کی طرف دیکھا... وہ طنزیہ المدار ہوں... اٹاشا مجھے صدر کے عمدے سے بر طرف کر سکتے ہیں۔“

”اور آپ کو میں یہی کرنے کے لیے کہ رہا ہوں۔“

پرکان نے کچکیاتے ہاتھوں سے فون کار ریسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے لگا... مارے غصے کے اس کابر احوال تھا... اندر سے وہ برسی طرح تب چکا تھا اور اگر اس کا نہیں چلتا تو اٹاشا کو موت کے گھاٹ اتار دیتا... میں اس لئے سلسلہ مل گیا... صدر کی آواز سن کر اس نے کہا۔

”پرکان بات کر رہا ہوں۔“

”من کر بہت حیرت ہوئی۔“ دوسرا طرف سے نہس کر کہا گیا۔

”جی... کیا مطلب... حیرت ہوئی... کس بات پر۔“

”اس بات پر کہ فائل میں یہی لکھا ہے۔“

”جی... جی... کیا کہا آپ نے۔“

”اس فائل کی ایک کاپی میرے پاس بھی ہے... اس میں لکھا ہے کہ تم مجھے فون کرو گے، یہ پاچھنے کے لیے کہ اس مہم کا انچارج تم ہو یا مسٹر اٹاشا۔“

”اوہ... اوہ۔“ پرکان کا رنگ اڑنے لگا۔

”یہی جانتا چاہتے ہیں تھا۔“

”لیں... لیں سر۔“ اس کی آواز کا نپ گئی۔

”ہس تو پھر... یہ جان لو... میں خود مسٹر اٹاشا کا ماتحت ہوں... اٹاشا مجھے صدر کے عمدے سے بر طرف کر سکتے ہیں۔“

میں مسکرا رہا تھا۔

"اپنے بارے میں کیا فیصلہ کیا؟" اس کے لیے میں نہ رہا
تھا۔

"پرکان کا ایک اصول ہے مسٹر اٹاشا۔" پرکان کے حل
سے آواز انکلی۔

"اوہ اوچھا... تو تم بھی اصول رکھتے ہو۔"

"باس جناب... میرے بھی یہی اصول ہیں۔"

"میں تمہارے اصول ضرور سنوں گا۔"

"جب مجھے کسی مم کا انچارج نادیا جاتا ہے... تو پھر میں ہی
انچارج رہتا ہوں... کسی دوسرے کو اپنے اوپر بدداشت نہیں کر
سکتا..."

"اس صورت میں کیا تم نے سانسیں صدر صاحب نے کیا
کہا ہے۔"

"صدر نے کہا ہے... اس صورت میں میں زندگی سے
فارغ... لیکن صدر اور آپ ایک بات ہوں رہے ہیں۔"

"اور وہ کیا؟" اٹاشا کے لیے میں اب بھی گر اظر تھا۔

"یہ کہ... اس وقت فوج میرے کنڑوں میں ہے... میں
ایک اشارہ گروں گا، وہ آپ کو موت کے گھاٹ اتار دے گی۔"

"ای یے میں نے تمیں غالباً آگے بھی پڑھنے دی تھی...
یہ اوچاٹی... چافی رکا کر ورق المعاور قائل کو پڑھو۔"

اٹاشا نے چافی اس کی طرف اچھاں دی... اس کاول زور
سے دھڑکا... قفر قفر کا نتیجہ انگلیوں سے اس نے چافی رکاٹی... تالا کھلتے
کی بلکی سی آواز سنائی دی... پھر اس نے ورق الٹا... ان دو صفات پر
لکھی قفر پڑھتے وقت اس کے تمام مساموں سے پیش بہت تیزی
سے پھوٹ نکلا... لکھا تھا۔

"اس مقام پر اٹاشا خود میدان میں آئیں گے۔ مسٹر
پرکان سے کہیں گے... اپنے جمیش اور ان کے تمام
سا تھیوں کو ان کے سامنے حاضر کیا جائے، مسٹر پرکان
انکار کریں گے... نوٹ صدر سے فون پر بات کرنے تک
پہنچے گی... اس وقت صدر پرکان کو ہتھیں گے... اٹاشا کیا
ہے... لیکن پرکان ضد پر ازگرا پنی موت کے پروانے پر مر
لگادیں گے... اٹاشا کے ہاتھوں مارے جائیں گے... ان کی
فوج ان کا حکم نہیں مانتے گی... بدھ اٹاشا کے احکامات پر
عمل کرے گی۔ اس لیے کہ فوج کو اٹاشا صدر کا حکم
دکھائیں گے..."

یہاں تک پہنچ کر پرکان نے محسوس کیا... اس کے جسم سے
جن نکتی جا رہی ہو... کیونکہ اس کے پاس اب واپسی کا کوئی راستہ بھی
نہیں چاہتا، ایسے میں اٹاشا نے طریقہ انداز میں کہا۔

"اب آپ کیا کہتے ہیں مسٹر پرکان۔"

"پرکان ایک بالا اصول آدمی ہے... وہ اپنے اصول نہیں

چھوڑ سکتے... زندگی کی بازی ہار سکتا ہے...”
”کیا اقتی۔“

”ہاں! بالکل۔“

”تب پھر تم اپنا آخری وار بھی کر کے دیکھ لو... اپنی فوج کے
چند جوانوں کو اندر بیالو۔“
”میں یہ کروں گا۔“
یہ کہہ کر اس نے چھٹی جائی... فوراً ایک چپر اسی اندر واصل
ہوا...“

”ان پکڑ لو... اور میرے سامنے اس کا گھوٹ دو۔“ اس
نے اناشکی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کا مطلب... مشر اناشا کو۔“
”ہاں! اناشا کو... جلدی کرو۔“

فوئی اناشکی طرف بڑھے... انہیں اس کے ہاتھ میں ایک
کاغذ دکھائی دیا۔

وہ سیاہ رنگ کا ایک کاغذ تھا اور اس پر سحری رنگ کی آڑی
تر پھی لکیریں تھیں... خود پر کان اس کا گند کو دیکھ کر دھک سے
گیا...“

”یہ... یہ... کیا۔“ پر کان چلا اٹھا۔

”یہ... یہ کیا۔“ فوجی آفسرز چلا گئے۔

”اسے پکڑ لو... گردن دبوچ لو اس کی...“ اناشا نے سر

آواز میں کہا۔

”اوہ... نہیں... نہیں سر۔“ پر کان چلا اٹھا۔

”اب کیا ہوا... یہ کاغذ دیکھ کر کیوں تمہاری شی گم ہو گئی۔“

”یہ... یہ کاغذ... فوج کو اس کے بارے میں معلوم ہے...
صرف اور صرف کماں اور اچھیف کے پاس ہوتا ہے... کاغذ دکھائے کا
مطلوب یہ ہے کہ جس کے پاس یہ کاغذ ہو... باقی لوگوں کو اس کا حکم
مانانے پڑتا ہے...“

میں اس وقت فوجیوں نے پر کان کو دبوچ لیا... وہ نہیں

نہیں کر تاہم اس نک کہ اس کی آواز ڈوب گئی... جب فرش پر اس
کی لاش کو لٹادی گیا... اس وقت اناشا نے سر د آواز میں کہا۔

”اُپکڑ جمیشید اور اس کے ساتھیوں کو میرے سامنے پیش
کیا جائے۔“

”اوہ... نہیں سر۔“ کلی فوجی ہول اٹھے۔



بکری

”تم نے درست اندازہ لگایا... یہ واقعی ہمارے ملک کا نتش
ہے... گویا یہ شخص اپنے جو توں پر نقش ہوا کر چلا پھر تاہے... اس
حد تک نفرت کرتا ہے ملک سے اور مسلمانوں سے، اس کا مطلب
ہے... یہ خود مسلمان نہیں ہے... مسلمان نہ کر دھوکا دیتا ہے...“
”اوہ... اب... ان نشانات کا کیا مطلب ہے بلا جان۔“
آنکھ بولا۔

”یہ نشانات خوب واضح ہیں... کسی ایسے شخص کے نہیں...
جو جلدی چل کر گیا ہے... بہبہ ایسے شخص کے ہیں... جس نے
ایک ایک قدم خوب جما ہما کر رکھا ہے... گویا وہ یہ نشانات آئیں
وکھانا چاہتا تھا... تاکہ ہم ان پر چل کر اس سک پہنچنے کی کوشش
کریں... اور وہ وہاں ہمارے لیے جال بھخائے بیٹھا ہے۔“

”بہت خوب! یہی بات ہمارے ذہنوں میں آئی تھی...“
فرحت مکرانی۔

”تب پھر ہم اندازہ ہند آگے کیوں جائیں۔“
”بالکل نہیں... ہم سوچ سمجھ کر آگے جائیں گے... آگے

بہر حال جانا ہو گا، اس لیے کہ ہمارے ساتھی ان کی قید میں ہیں۔“
”اور اب وہ ہمیں بھی اپنا قیدی ہانے کے لیے پرتوں رہے
ہیں...“

”اس میں شک نہیں۔“

”اور اگر ان کی فائل کے مطابق... پر و گرام یہی ہے اور ہم
ان کے قیدی ہن گئے... جب... تب کیا ہو گا، بلا جان۔“

”بھی ہم منصوبہ ساز نہیں ہیں... ہم تو حالات اور واقعات
کو سامنے رکھ کر ساتھ ساتھ فیصلے کرتے ہیں... کہ اب یہ کرنا چاہیے
کہ راب یہ... یہ نہیں کہ سارا پر و گرام پہلے سے ترتیب دے لیا جائے
یہ کام یہودی کرتے ہیں... یا پھر جاپانی۔“

”جاپانی بھی تو پہلے سے پر و گرام ترتیب دیتے ہیں۔“

”ہاں! وہ تو دو تین موسال کا پر و گرام ترتیب دے لیتے
ہیں۔“ وہ مکرانے۔

”اگرے باپ رہے۔“ ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

”تب پھر بلا جان... آگے تو ہمارے لیے جال بھخا ہے...
اب ہم کیا کریں گے۔“

”پہلے صرف آصف جائے گا، ہم بہ نہیں جائیں گے...
اں طرح ان کی چال میں صرف آصف پہنچنے گا... باقی نہیں... باقی
انہا سے بہت نہیں گے۔“

”گویا آپ مجھے قربانی کا بخراہاں نہیں گے۔“ آصف نے من

مشکل نہیں تھا۔ یہاں تک کہ وہ درختوں کے ایک بہت بھتے جنڑ کے درمیان بنی ایک قلعہ نما عمارت کے سامنے پہنچ گیا۔

"اوہ... تو انکل جمیلہ اور باتی لوگ اس قلعے میں قید ہیں۔" اس کے منہ سے نکلا... پھر خود ہی اس نے اپنی بات کا جواب دیا۔

"ہاں بالکل... آگے بڑھو... جب اوکھی میں سر دیا تو موسلوں کا کیا ذرر۔"

"اوہ آگے بڑھا ہی تھا کہ اس پر ایک جال گرا... وہ اس میں بڑی طرح الجھ گیا... لگا تھا پاؤں مارنے... لیکن جوں وہا تھو پاؤں مارتا گیا وہ جال اس پر تھک ہوتا چلا گیا... یہاں تک کہ اس کا پورا جسم جال کی پیٹ میں آگیا... رسیاں کس گئیں۔ ساتھ ہی جال اور انہیاں جانے لگا... پسلے اس کی رسی تھی نظر آئی... پھر وہ اوپر اٹھنے لگی... یہاں تک کہ قلعے کی فصیل تک اوچھا ہو گیا... اب جال قلعے کے اندر لا یا گیا اور پیچے اترنے لگا... یہاں تک کہ فرش پر جالا۔

"ہاہاہا... نکال لو بھی... نکالو... ہمارے نئے ٹکار کو جال میں سے نکالو..." ایک آواز اہمہری... آفتاب نے اوہرہ اہمہرہ دیکھا... ایک عجیب و غریب قسم کا آدمی کھڑا نظر آیا... اس کے چہرے پر جوں بھی خوشی تھی... اور طنز بھی تھا... فوراً ہی اس کے قریب لے رہے تھے آدمی آفتاب کی طرف بڑھے... ان کے جسموں پر فونی لباس تھا... ان کے دشمن ملک کا فوجی لباس... اسے بہت حیرت ہوئی... یہ حصہ ان کے اپنے ملک کا تھا... بازن طان کی سرحد کافی آگے جا کر

ہنایا۔ "اگر تمہیں قربانی کا بڑا بھاپسند نہیں تو آفتاب نے گا۔"

"اے بابا رے۔" آفتاب نے ہوکھار کہا۔

"اوہ... کیا ہو گیا ہے... خیر... پھر فرحت نہنے گی۔"

"آپ... آپ کا مطلب ہے... قربانی کی بھری۔" آفتاب

فوراً واہ۔

انسپکٹر کامران مرزا افس پڑے... پھر ہو لے۔

"آخر ہو کیا گیا ہے... تم اتنے بزرگ کب سے ہو گئے ہو۔"

"بات بہادری اور بیرونی کی نہیں ہے انکل... قربانی کا بھرایہ لفڑا ہے اسی بہت خوفناک۔"

"خیر... میں یہ واپس لیتا ہوں... لیکن نہیں... یہ میرے الفاظ ہیں کب؟"

"بالکل ٹھیک... آپ کے یہ ہیں کب... ہمارے ہیں... لفڑا اہم ہی واپس لے لیتے ہیں ان کو۔" آفتاب نے منہ ہنایا۔

"ٹھیک ہے انکل... میں جا رہا ہوں۔"

"اور ہم مناسب فاسلے پر رہ کر تمہارا تعاقب کریں گے۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

"چلو پھر روانہ ہو جاؤ۔"

آفتاب اٹھ کر ان سے الگ ہو کر آگے پڑل پڑا... وہ جو توں کے نشانات دیکھتا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا اور یہ کام اس کے لیے زیاد

شروع ہوتی تھی، لیکن دشمن کے فوجی یہاں موجود تھے... اسے جال سے نکلا گیا اور بیاڑوں سے پکڑ کر اس عجیب آدمی کے سامنے لا کرنا کیا گیا۔

"کیا نام ہے تم سارا... تم بتاؤ گے یا میں۔"

"آپ ہی بتادیں... ان حالات میں میرے ہوش تو بہوش سے ہیں... الٹ پلٹ نام بتادوں گا... ویسے اس وقت مجھے ہم کھن پکڑیاں آ رہا ہے۔" آفتاب نے بد اسامت بنایا۔

"ہاہاہا... جواب پسند آیا آفتاب... اپنے انکل اور ان کے ساتھیوں سے مانا پسند کر دے گے۔"

"کون سے انکل... مریاں قرما کرو ضاحت کریں۔"

"اڑے بھی... جن پر تم جان چھڑ کتے ہو... جن کے بغیر ن لوگوں کی روشنی بھرم نہیں ہوتی۔"

"ایسے تو میرے کوئی انکل نہیں ہیں... کوئی انکل اوقات تم لوگ کھانا بغیر کسی انکل کے ہی کھاتے ہیں اور میں نے بھرم میں کبھی خرافی محسوس نہیں کی۔"

"ہاہاہا... وہ پھر ہنسا۔"

"شاید آپ کو ہٹنے کا بہت شوق ہے۔"

"پروگرام منصوبے کی فاصل کے مطابق جاری و سارے ہے... اور مرا آ رہا ہے۔" اس نے ہوش ہو کر کہا۔

"میں... میں سمجھا نہیں، آپ کیا کہ رہے ہیں۔"

"فاصل کے بارے میں تم جانتے ہو... منصوبہ جو ترجیب دیا گیا ہے... تمام تر تفصیلات اس میں پہلے ہی درج کر دی گئی ہیں... لذا اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ سالانہ وزیر شمشاد خان کے جو توں کے نشانات تم کو چوچے نکال دیں گے... پھر تم آگے بڑھنا شروع کرو گے... لیکن آگے آ کر یہ سوچ کر کہ یہ سب تم لوگوں کے لیے ایک جال ہے... سب کے سب آگے نہیں بڑھیں گے۔ پہلے صرف ایک آگے چائے گا... لذا تم ان سے الگ ہو کر آگے ہو گے ہو... اور وہ کچھ فاصلے پر ہیں... لیکن یہ صورت حال ہمارے لیے پر سکون ہے... کیونکہ تم اُنکے اب بھی میرے منصوبے پر عمل کر رہے ہو۔"

"اوہ اوہ۔" آفتاب چوک اٹھا۔

"کیوں... گھبرا گئے۔"

"شمیں... وہ آپ کیا کہہ رہے تھے..."

"آرہے ہیں... بلو یا ہے میں نے انہیں۔"

"گویا وہ واپسی آپ کی قید میں ہیں۔"

"اڑے بھی... میں منصوبہ ساز ہوں... مذاق نہیں ہوں... ایک دن میرا لوہا نتی ہو... لوگ کہتے ہیں میرا کانپانی نہیں ملتی۔"

"تو یوں کہیے... آپ سانپ ہیں۔"

"سانپ کیا ہوتا ہے... سانپ تو میرے آگریانی نہرتے ہیں۔"

"اوہوا چھا... سانپ نہ ہوئے... ماٹھی ہو گئے۔" آفتاب

نے جیزت ظاہر کی۔

”فکر نہ کرو... سب پوکڑیاں بھول جاؤ گے... اپنے انکل کی
حالت دیکھ کر... ویسے تم ان کے لیے کیا قربانی دے سکتے ہو۔“ ان
نے طنزی کہا۔

”قربانی میں سمجھا نہیں۔“

”خیر... پہلے انہیں آنے دو۔“

ایے میں بھاری قدموں کی آواز سنائی دی... جس جگہ
کھڑے تھے... وہ قلعے کا گویا ٹھنڈا اور کسی کھلے میدان سے بھی بڑا تو
قدموں کی آوازا نہیں دور سے آئی محسوس ہوتی تھی... اس نے اس
ست میں دیکھا اور ساکت رہ گیا... انپکٹر جشید اور ان کے ساتھی
زنہیروں میں جکڑے چلے آرہے تھے؛ زنہیروں اس قدر روزنی تھیں کہ
ان سے انہیں رہی تھیں... المذاہ بچنے کے چائے گھٹ رہے
تھے... ان کے گھسنے سے زنہیروں ج رہی تھیں اور جو فوجی انہیں
اپنے گھرے میں لیے ہوئے تھے... ان کے جو توں کے تکوں میں نہ
جانے کیا چیز لگی تھی کہ ان سے قدم رکھتے ہی عجیب سی آواز لٹکتی تھی۔
”واہ... کس شان سے چلے آرہے ہیں۔“

”تو یہ قلعہ بازان طان کی حدود میں ہے۔“

”ارے نیں... یہ تمہارے اپنے ٹکڑے کی حدود میں ہے...
لیکن تم لوگوں کو کچھ معلوم نہیں... کہ ہمارے قبیلے میں ہے... قلعہ کا
مالک ایک بہت بڑا زمیندار ہے... حکومت کو ہر سال بہت گندم دیتا
ہے...“

ہے... المذاہ حکومت اس کی بہت عزت کرتی ہے... لیکن حکومت کو
شاید یہ پتا نہیں کہ وہ خالص ہمارا اپنا آدمی ہے... اور وہ گندم صرف
اس لیے دی جاتی ہے کہ اس طرف کوئی چیک کرنے نہ آئے...“

”ہوں۔“ آفتاب نے سرد آہ بھری... اس کی نظریں
نزو دیکھ آتے سا تھیوں پر بھی تھیں... اب تک وہ لوگ بھی اسے دیکھ
چکے تھے اور اسے وہاں دیکھ کر ان کے چہرے لفک گئے تھے... آخر وہ
نزو دیکھ آگئے... آفتاب بے تحاشہ ان کی طرف بڑھا... لیکن فوراً انہیں
ایک کوڑے کی آواز گونج گئی... کوڑا اس کی دو توں پنڈلیوں پر پلتا چلا
گیا... وہ دھڑام سے اونٹھتے من گرا... ایک کوڑا اپھر اس کی کمر پر
لگا... وہ ترپ کر سیدھا ہو گیا... فوراً انہی کوڑا اس کے سینے پر پڑا... اور
اس عجیب آدمی کی آواز بھری۔

”یہ ہے... میری اجازت کے بغیر قدم انہاں کی بیکی ہی
ہزا... جب تک میں نہ کوں... تم ان کی طرف قدم نہیں انہاں
گے... نہ بات کرو گے... تم یہاں صرف میری سختے کے لیے آئے
ہو... میری ماننے کے لیے آئے ہو... پوچھے کے پوچھ۔“

”یہ... یہ آپ نے کیا کہا... پوچھے کے پوچھ۔“

”تم مدامان گئے... حالانکہ میں تو ابھی تم لوگوں کو...
جنہوں کے چے بھی کہوں گا۔“

”آپ کی تعریف۔“ آفتاب نے انپکٹر جشید کی پر سکون
آواز سئی... اس نے ایک ذہار سسی محسوس کی...“

"ہلا... خادم کو اناشیکتے ہیں۔"

"اوہ... اوہ... وہ یہودی منصوبہ ساز... جس کی منصوبہ سازی پر یہودی ناٹ کرتے ہیں... جو بہر سوں پسلے منصوبہ، ناکر دے سکتے ہیں... اور بہر سوں بعد بھی بالکل اس کی ترتیب دی ہوئی فائل کے مطابق حالات پیش آتے ہیں... جس کے بارے میں مشورہ ہے کہ وہ جادو گر ہے... یا بھرجنگوی۔"

"کمال ہے... تو میرے بارے میں یہ باتیں تم لوگوں تک پہنچی ہوئی ہیں۔"

"اور جو سائنسی آلات کی مدد لیتا بھی جاتا ہے... خود بھی لڑائی بھروسائی میں حدد رہ جے ماہر ہے۔ لیکن۔" انپکٹر جمیشید یہاں تک کہ کر رک گئے۔

"لیکن کیا؟" اس نے چونک کر کہا۔
"دیکھا۔" انپکٹر جمیشید نے۔

"کیا دیکھا۔" اس نے پہاڑ سامنہ کھول دیا۔

"انتنے بلاے منصوبہ ساز ہو اور میرے ایک لیکن پر چونک اٹھے... پھر یہ لیکن تو تمہارے پروگرام میں شامل نہیں تھا۔" وہ مکرانے... بھر پور انداز سے۔

"لیکن... تم نے یہ لیکن کیا کیوں۔"

"تم تو بلاے منصوبہ ساز ہو... بھروسائی ہو... جادو گر ہو... پھر بھوسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے... تم خود بتاؤ۔"

"میں کہتا ہوں... بتاؤ... یہ لیکن تم کہاں سے لے آئے...
ورنہ یہ سلا نجس آگ کی مانند گرم ہو سکتی ہیں... ان میں حرارت دوزائے کا انعام ہے۔"

"یہ لیکن میں تمہاری فائل سے چاکر لے آیا ہوں... اس لیکن سے آگے میں کہتا چاہتا تھا... لیکن تم میں ایک بہت بڑی کمزوری ہے۔"

"لیک... کیا مطلب... کمزوری... یہ تمہیں کیسے معلوم۔"
"ہلا... منصوبہ ساز کی سادی منصوبہ سازی و ہری کی دھری رہ گئی..."

"ایسا تھیں ہے... منصوبہ عمل ہے..."

"اور ابھی اس میں شوکی بردار ز بھی آئیں گے۔" انپکٹر جمیشید سے ہو لے۔

"لیک... کیا... کیا مطلب... یہ تم کیسے کہ سکتے ہو۔"
"کیوں... ہو گئے جیران... یہ ہے ہمارا کمال۔" انپکٹر جمیشید مکرانے۔

"جب تک وہ بھی تمہارے قبضے میں نہیں آ جاتے... تمہارا منصوبہ عمل نہیں گنا جائے گا..."

"فکر نہ کرو... ان کی طرف کام شروع ہو چکا ہے... جال ان کی طرف بڑھا رہا ہے..."

"نن... نہیں۔" فاروق کانپ گیا۔

”منصوبہ کیا ہے...“

”اس راستے ہم خانستان کے باشیوں کو اسلخ پہنچاتے ہیں... خانستان میں اگر ہم خانہ جعلی س کرائیں... تو ان کی مکمل طور پر اسلامی حکومت اس قدر مضبوط ہو جائے گی کہ پھر وہ ہماری طرف رخ کرس گے... لہذا ہم چاہتے ہیں... ایسا وقت نہ آئے اور ہم آپس میں مل جل کر تم لوگوں کی ہر کوشش یا کام مہاریں...“

عین اس لمحے وہاں ایک آواز اکھری... انہوں نے دیکھا... کوئی چیزان کے سروں پر گردی تھی۔

☆...☆...

”میرا دل بہت گھبرا رہا ہے انکل۔“ فرحت نے پریان ہو کر کہا۔

”ہاں اآصف کی طرف سے کوئی اشارہ نہیں ملا... کوئی پیغام نہیں ملا...“ اپنے کام مرزان مسکرائے۔

”لہذا اب ہم اس بات کی پروا نہیں کریں گے کہ کیا ہوتا ہے... اس کا منصوبہ کس طرح کامیاب ہوتا ہے یا ناکام...“ میں اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ جانا چاہیے... یہ وہیں پہل کر سوچیں گے کہ اب کیا ہو گا۔“

”سکی تو اس کم خفت کا منصوبہ ہے... تینوں پارٹیاں اس کے قبضے میں چلی جائیں اور پھر وہ ہمیں کسی قابل نہ پچھوڑے... اس کے بعد وہ اعلان کرے گا... اب اس علاقے میں جو کام وہ کر رہے ہیں، اس میں کوئی رکاوٹ ڈالنے نہیں آئے گا... لیکن یہ اس کی بھول ہے... اور نہیں وہ مار کھا جائے گا۔“

”جی... کیا مطلب۔“

”اس کا خیال ہے... ہم تینوں پارٹیوں پر بقدر کرنے کے

بعد ان کار استھان فوج بجھ کر نایا جائے۔“
تیر کبھی بھی ختم نہیں ہوئے... یہ سلسلہ چودہ سو سال سے چلا آ رہا
ہے... کوئی نہ کوئی پیدا ہوتا ہی رہا ہے... تم نہیں ہوں گے... کوئی
اور پیدا ہوگا... اور اس طرف آئے گا... میں یہ ہے اس کی ہموں... وہ
یہ کیوں سمجھتا ہے کہ میں ہمارے ملک میں صرف تم ہی ہیں...“

”واقعی یہ اس کی بہت بڑی بھول ہے...“ آصف نے سر مبارک
دیا۔

”اچھی بات ہے... اب مجھ سے بھی برداشت نہیں ہو رہا...
نہ جانتے کیوں... جو ہو گا... وہیں ہو جائے گا... سب وہاں موجود تو
ہوں گے... آؤ چلیں۔“

یہ کہ کر انپلکٹر کامران مرزا اس سمت میں قدم اٹھانے
لگے... جس سمت میں آفتاب گی تھا۔

”انکل... کیا یہ ہم عقل مندی کر رہے ہیں۔“
”نہیں... بے وقوفی۔“

”آخر کیوں... ہم سوچ سمجھ کر قدم کیوں نہیں اٹھائے۔“
”ہم قدم جو بھی اٹھائیں گے... ہمیں اس منصوبے کی
طرف لے جائے گا... یہ منصوبہ کچھ اس طرح ترتیب دیا گیا ہے...
لیکن۔“ یہ کہتے وقت وہ مٹکا گئے۔

”لیکن کیا انکل... یہ لیکن ہمارے لیے بہت اہم ہے۔“
”لیکن ہر منصوبے میں... کوئی نہ کوئی خای خاری ضرور ہوتی ہے...“

چاہے وہ کتنے ہی سوچ سمجھ کر نایا جائے۔“

”اس لیکن پچھر ایک لیکن پیدا ہوتا ہے۔“ فrust مکار آئی۔

”اور وہ کیا؟“

”فلطی کیا ہے... جب تک ہمیں معلوم نہیں ہو جاتا...
ہم اس سے کیا فائدہ اٹھائے ہیں بھلا۔“

”فلطی ہمارے سامنے خود خود آئے گی... اور اس منصوبہ
ساز کے سامنے بھی اچانک آئے گی... اب دعا کرو... اس سے پہلے وہ
ہمیں محسوس ہو جائے... اگر ہم سے پہلے اس نے فلطی کو محسوس کر
لیا... تو اس کی اصلاح کرے گا...“

”اللہ اپنا حرم فرمائے... سوال یہ ہے کہ اب شوکی برادر ز
کیا کریں گے... یہ اٹھیں کس طرح بلائے گا۔“

”فائل میں وہ یہ بھی درج کر چکا ہو گا۔“ انپلکٹر کامران مرزا
مکراویے۔

”کاش وہ فائل ہمارے ہاتھ لگ جاتی... ہم شروع سے آخر
تک اس کو پڑھتے چلے جاتے۔“

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں... صبر اور سکون سے
حالات کا مقابلہ کرو۔“

”وہ آگے بڑھتے چلے گے... یہاں تک کہ درختوں کے گھنے
بھند کے درمیان اٹھیں ایک قلعہ نامدار نظر آئی۔
”لو... ہم پہنچ گئے...“

”ہم میں جو قدم اٹھائیں گے... اس فاکل میں لکھا ہوا ہے... اگر یہ سوچ کر کہ یہ قدم تو فاکل میں لکھا ہوا ہے، کوئی اور قدم اٹھاتے ہیں تو وہ قدم بھی لکھا ہوا ہو گا۔“

”آخر ایسا کیے ممکن ہے اکل... اس شخص کو مستقبل کے بارے میں اس حد تک درست بالکل کیے معلوم ہیں...“

”اوہو... تم غلط سمجھے... اسے مستقبل کے بارے میں کچھ معلوم نہیں... اس نے تو ہر فاکل اس بیناد پر ترتیب دی ہے کہ جب یہ قدم اٹھائیں گے تو جواب میں ہم کیا کریں گے... اصل میں اس نے ہماری تفاسیر کاحد درجے مطابع کیا ہے... ہماری ایک ایک بات نوٹ کی ہے... تب وہ فاکل ترتیب دی ہے۔“

”تب پھر اس کا آسان حل موجود ہے... ہم اس کے مقابلے میں وہ قدم اٹھائیں... جس کے اٹھاتے کی ہم سے یہ امید نہیں کر سکا۔“

”اس کے لیے پسلے یہ قدم سوچنا ہو گا... اور یہ کام فی الحال ممکن نہیں۔“ اسپکٹر کار ان مرزا مسکرائے
”کیا مطلب؟“ وہ چونکے۔

”مطلوب یہ کہ الہی فرزان، فرشت اور رفت ایک جگہ جمع نہیں ہیں... وہی مل کر سوچیں گی کہ وہ قدم کون سا قدم ہو سکتا ہے۔“

”اور دشمن کی قید میں رہ کر سوچیں گی؟“ آصف نے

”یہاں ہم کوئی ایسا کام نہ کر گزریں... جو فاکل میں نہ ہو... کیا ایسا کام اسے پریشان کر کے نہیں رکھ دے گا۔“

”نہیں... فاکل میں دونوں راستے ترتیب دیے گئے ہیں... یعنی وہ اس طرح آگے نہ آئے تو پھر اس طرح آئیں گے۔“

اچانک ان کے سروں پر چال گرا... وہ اس میں انجھتے ٹلے گئے... جس قدر ہاتھ ہمارے... وہ چال انہیں اپنی لپیٹ میں لیتا چلا کیا... پھر چال اوپر اٹھنے لگا۔

”کیا آفتاب کے ساتھ ایسا ہی ہوا ہو گا اکل۔“
”ہاں! یہاں استقبال کے تمام تراناتقامات مکمل ہیں۔ اور میں نہ رہا ہوں۔“

”یہ آپ نے کیا کہا... اور میں نہ رہا ہوں۔“

”ہاں! مجھے ہنسی آرہی ہے... بے چارے شوکی بر اور زپر۔“

”لیکن کیوں آرہی ہے، سوال تو یہ ہے۔“

”میں سوچ رہا ہوں... اب انہیں دارالحکومت میں بایا جائے گا... جب ہماری طرف سے کوئی اطلاع نہیں طے گی... اس وقت شوکی بر اور زپر کیا کریں گے۔“

”لیکن اکل... ہم خود کو بے ہم کیوں محسوسی کریں... ہم اپنا کام کریں گے۔“

”یہ تو مشکل ہے۔“

”جی... کون سی مشکل؟“

جیران ہو کر کہا۔

"حالات یکی بنا رہے ہیں۔"

اس وقت تک جال اور پرانٹنے کے بعد یچے اتنے لگا تھا... اور پھر ان کی آنکھیں مارے جیرت کے پھیل گئیں... قلعے کے اندر کھلے میدان میں آفتاب پہلی پارٹی کے ساتھ موجود تھا... وہ بذخیروں میں جکڑے ہوئے تھے... پھر ان کا جال دھب سے ان کے سروں پر گرا... یہی اور سے جان بوجھ کر رہی کاث وی گئی ہو... اور وہ سب گذشتہ ہو گئے... ایک دوسرے کے اوپر گرپڑے... پھر پلٹیاں لکھا کر ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔

"یہ... یہ کیا ملا پہے۔" انپکٹر کامران مرزا کے من سے اٹکا۔

"وہ سن جیسا چاہتا ہے۔" انپکٹر جشید مکراۓ۔

"تب یہ لوگ صرف اور صرف ہماری گرفتاری چاہتے ہیں... تاکہ یہاں اپنی من مانی کر سکیں اور کسی کو کافنوں کا ان خبر نہ ہو۔" انپکٹر کامران مرزا نے جیران ہو کر کہا۔

"ہاں! با الکل..."

"تب ان کی سوچ با الکل فضول ہے... ہمارے ملک میں ذہین لوگوں کی کمی نہیں... ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں... جو اپنے دین ملک اور قوم کے لیے جانیں دے سکیں۔"

"ان لوگوں کو بھی ذخیروں سے باندھ کر سامنے لایا

ہے۔" آواز گو تھی... انپکٹر کامران مرزا اور ان کے ساتھیوں نے ان کی طرف دیکھا۔

"یہ کون ہے...?"

"فائل تر تیب دینے والا۔"

"کیا مطلب... کیا یہ خود میدان میں آگیا ہے۔"

"ہاں! اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔"

"میرا خیال تھا... یہ آگے کسی اور کو کرے گا... خود صرف ہل کی حد تک رہے گا۔"

"یعنی ہمارا یہ خیال غلط ثابت ہو گیا... توہ مکراۓ۔

پھر جاال اور اٹھا... اور ایک ست میں بوہنے لگا... جلد ہی انی زخیروں میں جکڑے ہوئے وہاں لائے گئے۔

"ایک بات ثابت ہے۔" انپکٹر کامران مرزا مکراۓ۔

"اور وہ کیا؟" سیاہ پوش پہن۔

"یہ کہ آپ ہم سے بہت زیادہ خوف زدہ ہیں۔"

"اڑے نہیں... ایسی کوئی بات نہیں۔"

"تب پھر... یہ ذخیریں کیوں... ہمارے ہاتھ پھر کھولیں ہاں۔"

"اڑے نہیں... میں بے وقوف نہیں... تھے بھاڑی

لما نے کا شوق ہے... مجھے تو اس اپنے دشمنوں کو قابو میں کرنے اور

ہوئیں رکھنے کا شوق ہے... وہ جس طرح بھی میں رکھ سکوں... اس

کے لیے ضروری نہیں کہ میں اپنے دشمنوں کی غصہ دلانے والے باتوں میں تاؤ کھا کر ان کی باتوں میں آ جاؤں... نہیں... ایسا نہیں ہو گا... تم مجھے بھی بھی غصہ نہیں دلا سکو گے... اور جب تک غصہ نہیں دلا سکو گے... اس وقت تک تم میرا بابا بیکا نہیں کر سکو گے... تاہم تم لوگوں کے دلوں کی بھروسہ اس نکانے کا بھی میں نے انتظام کر رکھا ہے۔"

"یہ کہ تم مقابلہ کرو گے... اور۔"

"اور کیا؟"

"آگے نہیں... میں یہیں تک... ان لوگوں کی زنجیریں کھول دی جائیں... لہروں کا حلقة قائم کر دیا جائے۔" اس نے بدھ آواز میں کہا۔

"حلقة؟" وہ ایک ساتھہ ہے۔

"ہاں! حنفی حلقة... لہروں کا حلقة... وہ میری حفاظت کرے گا... کوئی میری طرف چھلانگ لگانے کا تو بھریں اسے اخخار اسی طاقت سے اور پچینک دیں گی۔"

"اوہ! کوئی بات نہیں... ایسی لہریں ہم نے بہت دیکھی ہیں۔"

"لیکن... وہ بہا۔"

"لیکن کیا؟"

"لیکن ان لہروں کو تم ختم نہیں کر سکو گے۔"

"اللہ مالک ہے۔"

"اُرے ہاں اخوب یاد لایا... اپنے اللہ کو اپنی مدد کے لیے بala لو۔" اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ہم ہر لمحے... ہر آن اس سے مدد مانگتے رہنے کے عادی ہیں... انداختم دیکھ لو گے... اس کی مدد آئے گی۔"

"ہاہا... اس میدان میں تو نہیں آسکے گی... فاکل یہی کہتی

"یہاں مطلب... یہ بات بھی میں نہیں آئی۔" اسپکٹر کامران مرزا نے چوک کر کہا۔

"میرے پاس ایک لڑاکہ ہے... تم چاہو تو لڑ کر حرست پوری کر سکتے ہو۔"

"اور کیا ہمیں زنجیروں میں جکڑے ہوئے، لڑنا ہو گا۔"

"نہیں... زنجیریں کھول دی جائیں گی۔"

"یہت خوب! تب تو مزار ہے گا۔"

"اقوس۔" اس کے منڈ سے نکلا۔

"کس بات پر؟" آفتاب نے منہ میلایا۔

"میں نے سوچا تھا... تم بالکل مایوس نہ ہو... امید کے دامن سے چھٹے رہو... لیکن اب تم نے مکمل طور پر مایوس ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں... دیے جو ہیں یہ سن کر حیرت ہو گی... کہ فاکل میں یہی لکھا ہے۔"

"کیا... کیا لکھا ہے۔"

ہے۔ ”

”مریاں فرمائیں وہ فائل کم از کم دکھای دیں۔“

”یہ خواہش بھی پوری ہوگی... میں تم لوگوں کی ایک ایک خواہش پوری کروں گا... تاک تمیں کوئی افسوس نہ رہ جائے۔“

”جب تم ایک اچھے دشمن ہو... تم سے مقابلہ کر کے آئے گا۔“

”اوے کے سر... آپ ان کی مرمت ہوتے ہوئے دیکھیں گے
باں... اسکی مرمت کیا کبھی لگی نہ ان کی کی ہو گی۔“

یہ کہ کر وہ ان کی طرف ملاختے لگا... شہ جانے کیوں...
انکے جمشید کے مت سے مارے خوف کے نکال۔

”اوہ... نہیں نہیں۔“

☆...☆...☆

لوگوں کو لے جاؤ... زنجیریں اتار دو... لیکن زنجیریں اتارنے سے
پہلے تم لوگ بھی لبروں کے حلقوں میں آجائنا... میں انہیں کوئی موقع
نہیں دینا چاہتا۔“

”اوے کے سر۔“ ایک نے کہا۔

پھر انہیں دہال سے لے جایا گیا... جلد ہی وہ زنجیروں کے
بخار کھڑے تھے... سیاہ پوش اب ایک چھوٹرے پر ایک شہانہ کری پر
یٹھا نظر آیا...“

”خوب! اب ہو چائے مقابلہ... نوئی کھاں ہے... وہ اب
تک کیوں نہیں آیا۔“ سیاہ پوش فریا۔

”میں حاضر ہوں باس... آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت
نہیں۔“

”انہیں اپنی مرمت کرنے کا شوق چڑیا ہے... میں تو ایسا
نہیں چاہتا تھا...“

خوف

ایک سر کاری بڑی گاڑی شوگی برادر ز کے دفتر کے سامنے رکی ... اس سے چند بارہ بڑی آفیسرز اترے اور دھڑک سے اندر داخل ہو گئے ... ان میں سے ایک انتہائی کرخت بجے میں بولا۔

"آپ لوگوں کو ہمارے ساتھ چلتا ہے۔"

"کن لوگوں کو۔" شوکی نے ہونتوں کی طرح کہا۔

"حد ہو گئی ... آپ لوگوں کی۔"

"ہم آپ کو آپ لوگ نظر آتے ہیں۔" مکھن نے تیر انہوں کر کہا۔

"تو پھر ... تم لوگ کیا ہو۔"

"علیے خیر ... بجھ لیں آپ لوگ ہو۔"

"میں نہیں سمجھتا ... صدر صاحب کو ایسے ہونق لوگوں کی کیا ضرورت پیش آگئی۔" اس نے نفرت زدہ انداز میں کہا۔

شوکی چونک اٹھا ... پھر اس نے سر سری انداز میں کہا۔

"آپ کا مطلب ہے ... صدر صاحب نے ہمیں بلاایا ہے۔"

"اور کیا ہمارا دماغ پھل گیا ہے ... بلاوجہ گاڑی یہاں لا کر

گھڑی کر دی۔"

"ہمیں کیا معلوم۔" "اخلاق نے منہ بنا یا۔"

"کیا ... کیا معلوم۔"

"یہ کہ آپ لوگوں کا دماغ پھل گیا ہے یا نہیں۔"

"اگر تم لوگوں کو صدر صاحب نے نہ بلا یا ہوتا تو ہتا۔"

"آپ اس صورت میں بھی بتا دیں ... ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔" شوکی مسکرا یا۔

"اوہ ... پھر میں تم لوگوں کو صدر صاحب کے سامنے کہے کھڑا کروں گا۔"

"گویا ہمیں وہاں جا کر گھڑا ہوتا ہے ... کمال ہے ... وہ پھر پانچ لڑکے لا کیوں کو پکڑ کر گھڑا کر لیتے ... اس کام کے لیے ہمیں یہ کیوں بلا یا۔"

"انہیں اٹھا کر گاڑی میں ڈال دو ... یہ اس طرح با توں میں وقت صاف کرتے رہیں گے۔"

"اوے سر۔" فوجی ان کی طرف بڑھے۔

"نہیں ... نہیں ... ہم خود پھل کر جائیں گے۔"

"ویکھا ... ہو گئے نا یہ دھے۔"

"ہم بھی آپ سے ایک جملہ کہتے ہیں۔" شوکی نے پر سکون آواز میں کہا۔

"اور وہ کیا؟"

لیتے۔"

"ہمیں اگر صدر صاحب نے تہ بالایا ہوتا تو آپ سے سمجھ لیتے۔"

"ہاہاہا... ہم سے سمجھ لیتے... تم ہو کیا۔" آفیر ہسا... لمحے سے ہی نفرت پک رہی تھی۔

"ہم... اللہ کی ہربانی سے وہی ہیں جن کی ضرورت آپ کے صدر صاحب محسوس کر رہے ہیں۔" اشغال نے جل کر کہا۔

"یہی تو ان کی بے وقوفی ہے۔"

"کیا کہا... آپ ملک کے صدر کوب و قوف کر رہے ہیں۔" شوکی دھک سے رہ گیا۔

آفیر کو ایک بھٹکالاگا... اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا... روانی میں وہ ایک بڑی غلطی کر گیا تھا... اس نے سوچا... شوکی بردارز ہر حال میں صدر کے سامنے چیش ہونے والے ہیں... وہ تو صدر صاحب کو بتائیں گے... کہ میں نے ان کے بارے میں کیا جملہ کہا تھا... چنانچہ جلدی سے ہلا۔

"جلدی میں منہ سے نکل گیا۔"

"کوئی بات نہیں۔" شوکی ہوا۔

"گویا آپ نے اس بات کو نظر انداز کر دیا۔"

"نہیں... صدر صاحب ہی آپ کو جلدی میں کوئی سزا نہ دیں گے۔"

"نہیں نہیں... آپ یہ بات ان کے سامنے نہ کہیے گا۔"

"اس کی ایک شرط ہے۔"

"اور وہ کیا؟" وہ فوراً ہوا۔

"آپ وجہ تادیں... ہم سے خار کیوں کھاتے ہیں... ہم نے آپ کا کیا پکڑا ہے اور صدر صاحب نے ہمیں کس لیے یاد فرمایا ہے۔"

"مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ انہوں نے کیوں بلایا ہے... خار کھانے والی بات ضرور تاکتا ہوں... آپ لوگ مجھے اچھے نہیں لگتے۔"

"اور انپکڑ کا مر ان مرزا وغیرہ۔" شوکی نے پوچھا۔
"وہ بھی۔"

"اوہ انپکڑ کا مر ان مرزا وغیرہ۔"

"وہ بھی اچھے نہیں لگتے... میں بہت صاف گو ہوں۔"

"صاف گوئی پسند آئی... صاف گوئی یوں بھی اچھی بات ہے... لیکن ہم سے آپ کو کیا دشمنی ہے... یہ بتائیں۔"

"یہ مجھے معلوم نہیں۔"

"خیر... آپ کا نام کیا ہے؟"

"میں... میں مرزا الشیر ہوں..."

"جب ہم سمجھ گئے۔" شوکی مکریا۔

"کیا سمجھ گئے۔"

"آپ مرزا ہیں... لیکن آپ جیپانی ہیں... ایک جھوٹے

جھوٹ کو بنی مانتے ہیں... ایسے تمام لوگ واقعی ہم سے جلتے ہیں... اس لیے کہ ہم ان کے دشمن ہیں..."

"کیا آپ کے خیال میں ہر وہ شخص جس کے نام کے ساتھ مرزا لگا ہو... جلپانی ہوتا ہے۔"

"نہیں... یہ ضروری نہیں... لیکن ہر وہ شخص جس کے نام کے ساتھ مرزا لگا ہوتا ہے، اور وہ تم سے جلتا گی ہے... ضرور جلپانی ہوتا ہے۔" شوکی نے مدد بیلیا۔

"میں جلپانی نہیں ہوں۔" اس نے سخت لمحے میں کہا۔

"تب پھر آپ کو جلتا نہیں چاہیے تھا؛ تم سے۔"

"خیر... اب اس بات کو ختم کریں... تم ایر پورٹ پہنچنے والے ہیں... ہمارے لیے پیش جہاز تیار کر رہے ہیں۔"

"اوہو... بہت عزت سے بلا یا جا رہے ہیں۔"

"یہ تو وہاں چل کر معلوم ہو گا... کہ کیا سلوک ہوتا ہے تمہارے ساتھ۔" اس نے طنزی کہا۔

"آپ کا مطلب ہے... وہاں ہمیں کوئی سزا نہیں آئے گی.. کیا تم نے کوئی جرم کیا ہے۔"

"صدر صاحب بتائیں گے۔"

"آپ ہمیں ڈرانے کی کوشش نہ کریں۔" نکصن نے بر اسا منہ بیلیا، آفیسر خاموش ہو گیا۔

آخر وہ جہاز میں سوار ہو گئے... اس طرح دو گھنٹے بعد ایوان صدر پہنچ گئے... صدر صاحب ان کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے... انہیں دیکھ کر بے تھاش لپکے...

"خدا کا شکر ہے... تم لوگ پہنچے تو... راستے میں کوئی آنکھیں تو نہیں ہوئی... عزت اور احترام سے یہاں تک لا یا گیا ہے نہ ہمیں۔"

شوکی نے اس فوبی آفیسر کی طرف دیکھا... جوان سے سخت رو یہ اختیار کرتا رہا تھا... کوئی اور معاملہ ہوتا تو شوکی فوراً اسے معاف کر دیتا... لیکن اس نے سوچا... یہ شخص تو اسلام و شکن ہے... کیونکہ بد لہ چکا دیا جائے... چنانچہ اس نے کہا۔

"ہمیں وہاں سے جانوروں کی طرح لا یا گیا ہے جتاب؟ مجھے ہم کوئی مجرم ہوں۔"

"کیا تمہیں... یہ ہدایات دی تھیں میں نے۔" صدر صاحب آفیسر کی طرف مڑے۔

"سوری سر... غلطی ہو گئی۔" وہ کاپ گیا۔

"جن لوگوں کو میں نے پیش جہاز کے ذریعے ملا یا... آپ نے ان کے ساتھ برا سلوک کیا... یہ میرے لیے ناقابل برداشت ہے... فی الحال میں آپ کو معطل کر رہا ہوں... فرصت میں آپ کی سزا جو یہ کروں گا۔"

"غلطی ہو گئی سر... معاف کر دیں۔"

"نہیں... یہ غلطی ناقابل معافی ہے۔"

"ایک اور بات سر۔" شوکی بول اٹھا۔

"اور وہ کیا شوکی۔" وہ اس کی طرف مڑے۔

"ان ساحب کا کہنا ہے... یہ صرف ہم سے... بھی اپنے
جشید اور اپنے کامر ان مرزا پارٹی سے بھی شدید تنفس کرتے ہیں۔"

"ہائیں... کیا کہا۔" صدر صاحب چلا گئے۔

"ایسی لیے انہوں نے بہت سخت سلوک کیا ہم سے۔"

"اب تو پھر اس معاملے میں پوری حقیقت ہوں گی... یہ
معاملہ یوں ختم نہیں کر دیا جائے گا۔"

"عن شمس سر نہیں۔"

صدر صاحب نے گھنٹی جائی... ان کے ذاتی محافظ اندر
داخل ہوئے۔

"اے گرفتار کر لیا جائے... اور یو ان صدر کی چیل جوالات
میں رکھا جائے..."

"اوکے سر۔"

مرزا کارنگ از گیا... محافظ اسے گھنٹے لے گئے... صدر
صاحب نے انہیں اپنے کمرہ میں نہ کھلایا اور دروازہ بند کر دیا۔

"کی معلومات ہیں تم لوگوں کی۔" وہ سرسری آواز میں
ولے۔

"پہلے اپنے جشید پارٹی لا روں کی بستی کی طرف چکی
تھی... غائب ہو گئی... پھر ان کی تلاش میں اپنے کامر ان مرزا
نکلے... اب وہ بھی غائب ہو گئے... لیکن انہوں نے اپنے جشید کی
فورس کو واپس بحیثی دیا تھا... اور کہا تھا... فورس یا فوج اس معاملے

میں ہرگز دخل نہیں دے گی... لہذا آپ نے اب ہمیں بدلایا ہے...
تاکہ ہم بھی غائب ہو جائیں۔"

"یہ تم نے کیا کہا... تاکہ تم بھی غائب ہو جاؤ... بھلامیں
کیوں ایسا چاہوں گا۔"

"وہ شمن تو یہی چاہتا ہے ناصر... اور دشمن کو خبر بھی ہو جائی
ہے... کہ اب ہمیں بدلایا جائے گا... لہذا وہ ہمارے استقبال کے لیے
تیاری کر چکا ہے۔"

"لیکن شوکی... یہ کمانی ہے ایک منصوبے کی... بھدھ ایک
منصوبہ ساز کے منصوبے کی۔"

"ہم سمجھے نہیں سر۔" شوکی نے جھر ان ہو کر کہا۔

"میں بتاتا ہوں... فورس کو واپس بھیجنے ہوئے... اپنے
کامر ان مرزا نے دشمن کے منصوبہ ساز کی فاصل کی کمانی سنادی تھی...
وہ کمانی بہت حیرت انگیز ہے... سو میں سنادیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر صدر صاحب کمانی سناتے چلے گئے... شوکی بہر اور ز
اس کمانی کو سننے کے دوران سکتے کے عالم میں پیشہ رہے... یہاں تک
کہ کمانی ختم ہو گئی... لیکن ان پر سکتے کی حالت ختم نہ ہوئی... جب وہ
باٹکنے لے پڑے تو بھل آکر صدر صاحب ہو لے۔

"کیا سو گئے۔"

"تجی... تجی ہاں۔" اخلاق نے سرد آہ پھری۔

"کیا کہا... بھی ہاں۔"

"جی... جی نہیں۔" "اخلاق لا لَا۔"

"اوہ... کیا ہو گیا ہے تمہیں... کیا اسی مقام پر ہمت ہار گئے... تمہارے خواس جواب دے گئے۔" "وہ جھلا اٹھے۔"

"جی نہیں... ایک ہی پیچہ تو ہے ہمارے پاس جس کو ہم کبھی ہارتے نہیں۔" "

"اور وہ کیا؟" صدر صاحب نے حیران ہو کر کہا۔

"ہمت۔" شوکی نے کہا۔

"نداق نہیں شوکی... میں موت کی حد تک سچیدہ ہوں۔"

"اوہ ہم بھی سر... آخر ہمارے اہم ترین ساتھی دشمن کی قید میں جا پکھے ہیں اور ان کے ساتھ نہ جانے کیا سلوک وہاں ہو رہا ہو گا۔"

"ہاں ایک بات ہے۔"

"اور ان کی ہدایت یہی ہے کہ ہم فوج کی مدد نہیں۔"

"یہ تو ان کا بکھرین فیصلہ ہے۔"

"کیا مطلب سر؟"

"اگر ہم وہاں فوج لے جاتے ہیں تو پھر دشمن ملک بھی فوج لے آئے گا اور اس طرح ایک ہولناک جنگ پھر جائے گی... یہ جنگ اٹھی جنگ بھی بن سکتی ہے۔"

"دن نہیں... نہیں۔" "وہ جھلا اٹھے۔"

"لند اصراف تم لوگوں کو جانا ہو گا۔"

"اوکے سر... لکن۔"

"یہ کیا..."

"اگر ہم بھی وہاں پھنس گئے... جیسا کہ نظر آ رہا ہے... تو آپ کیا کریں گے۔"

"ابھی مجھ سے یہ سوال نہ کرو... یہ سال میرے لیے بہت پریشان کرنے ہے۔" انہوں نے جھلا کر کہا۔

"جب پھر آپ ہمیں ایک اجازت دے دیں... ورنہ آپ جانتے ہیں۔"

"کیا جانتا ہوں۔"

"یہ کہ دشمن ہمارے استقبال کی تیاری کر چکا ہے اور ہم وہی کریں گے... جو اس نے فائل میں لکھا لیا ہے۔"

"اچھا کو۔"

"بات کرنے کی نہیں۔" "وہ مکر لایا۔"

"پھر مجھے کیسے معلوم ہو گی۔"

"ایک متھ سر۔"

یہ کہہ کر شوکی نے جیب سے کافہ قلم نکالا اور کچھ لکھنے لگا... پھر اس نے کافہ ان کی آنکھوں کے سامنے کر دیا... آنکھیں مارے حیرت اور خوف کے پیسل لگیں۔



الشاعر



امستیاق احمد

شوکی

شوکی بروز اسکرچ جیشید کے خفیہ نگران نمبر 3 میں موجود تھے... ان کے سامنے مسٹر پر مرزا شیر بے ہوش پڑا تھا... شوکی نے صدر صاحب کو یہ لکھ کر دیا تھا کہ وہ مرزا شیر سے کچھ سوالات کرنا چاہتے ہیں... ان کا خیال تھا... فال دالے معاملے میں وہ ضرور کچھ جانتا ہے... ورنہ وہ اس قدر سخت سلوک ان سے نہیں کر سکتا تھا۔ آخر اس کے جسم میں حرکت ہوئی... آنکھیں کھولتے ہی اسے اپنے سامنے شوکی بروز پہنچے نظر آئے۔

"تت... تم... تم نے... تم نے میرے کمرے میں داخل ہونے کی جرأت کیے کی۔"

"معاف کیجئے گا... یہ آپ کا کمرہ نہیں۔"

اس نے وہ لکھا کر کمرے کو دیکھا، پاروں طرف نظریں دوزائیں... پھر گھبر اکر بولا:

"ارے! یہ کیا... یہ میں کمال ہوں... میں تو اپنے کمرے میں تھا۔"

"کمرے میں نہیں، حوالات میں تھے... وہاں آپ کو ایک

دوبا تیک

السلام علیکم! اور پھر وہی ہوا... جس کا ذر تھا... فورس کی جانی سے شروع ہوئے والا ناول فال کے قیدی میں تو تمدن ہو سکا... اللہ انا شما کا وار آپ کے باتحوں میں ہے... لیکن ایسا بھلی بار تو نہیں ہوا... ایسا تو میرے ساتھ... بلکہ آپ کے ساتھ اکٹھ ہوا ہے... کیا انہوں کی شان میں ایسا نہیں ہوا تھا... کیا خطرہ ک دس میں ایسا نہیں ہوا تھا... اور کیا مارکوش سلسلے میں ایسا نہیں ہوا تھا... پھر اس میں میرا کی قصور... بلکہ ان سب سلوں کو تمدن و رجہ پسند کیا گیا تھا... اللہ آپ میریانی فرمائکر اس کو بھی پسندی کر لیں۔

یوں بھی ان ناولوں کے لیے کون سا آپ کو ایک ماہ کا انتشار کرنا پڑے گا... کیونکہ ہر ماہ ایک ناول تو آئیں رہا... پاکھے تین ناول شائع ہوئے ہیں... آپ ایک ہی وقت میں ان کو پڑھ سکیں گے... ویسے تو آپ خود اس بات کو تعلیم کر رہے ہیں... آپ کے مخلوط تاریخ ہیں کہ جو ہو اپنھا ہوا... ایسا ہی ہوتا پہنچے تھا... اس ناول کے پات کا حق یعنی تھا... کہ اسے ایک دو ناولوں میں ٹھیک کر دیا جائے... بلکہ جہاں تک جائے... اسے لے جایا جائے۔

سوئیں نے تو اس بھی کیا ہے... لور درویش کی صد اکیا ہے... ویسے تو آپ کہ سکتے ہیں... ناشیت بانے آنکھ نیز ہا... اور میں جواب میں صرف مسکرا سکتا ہوں۔

اشقیاق احمد

لئی... ہم کیا کریں گے... ایسے کھلوٹے کا۔ ”شوکی نے پستول اس کی طرف لاملا دیا۔

اس نے بھپٹ لیا اور اس کی طرف تان لیا... پھر فوراً ہی رنگر دبادیا... لیکن اس سے گولی کمان تکانی بھلا... ”گولیاں ہمارے پاس ہیں...“

اس نے یک دم ان پر چھلانگ لگادی... وہ بھلا کر اوڑھ رہت گئے... مرزا بشیر فرش پر چلت گرا:

”مربانی فرمائے زبان سے بات کریں... ہمیں ہاتھوں سے باعث کرنے کی مشن نہیں۔“ مکھن نے بھلا کر کیا... جواب میں وہ پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”ارے باپ رے... یہ تو پھر انھوں کر کھڑے ہو گئے۔“ اخلاق چلایا۔

”ہاں واقعی... اُنھیں تو پھر انھے کر کر جاتا چاہیے تھا... حیرت ہے... قائل میں لکھا غلط کیسے ہو گیا۔“ شوکی بہسا۔

”ارے تمہاری تو اُسی کی تیمسی۔“

اس بار اس نے شوکی پر چھلانگ لگائی تھی اور انداز ہمی بہت خوفناک تھا۔ لیکن شوکی پوری طرح ہوشیار تھا... وہ کتنی کتر اکر دوسرا طرف لگل گیا... مرزا بشیر اپنی جھونک میں دیوار سے جا گلر لیا۔

”بھائی دیکھ کر... یہ دیوار ہے۔“ مکھن نے ہنگ لگائی۔

تیز بوجھوس ہوئی تھی۔“

”اوہ بہاں! یاد آیا... اس تیز لے کے جھوس ہوتے ہی میر اسر بدی طرح پھکرایا تھا... اور اس کے بعد اس کے بعد... ہم... مجھے پکھے یاد نہیں آ رہا۔“

”ہم یاد کراؤ یہیں... اس کے بعد آپ بے ہوش ہو گئے تھے اور ابھی ہوش میں آئے ہیں... ہم آپ کو آپ کی حوالات سے اخفاکری مال لے آئے ہیں۔“

”جیا... کیا کیا۔“ وہ چیخنا۔

”یہی کہا ہے... ہم آپ کو بہاں سے اخفاکری مال لے آئے ہیں۔“

”اور تم لوگوں لوکسی نے روکا نہیں۔“

”نہیں! ہم نے سیمانی لوپیاں اور ڈھر بھی تھیں۔“

”پھر نہیں تم کیا بک بک کر رہے ہو... ساف صاف بات کرو۔“

”چلنے یہ بتائیں... اب قائل کی کتنی ہے... کیا قائل میں کی کھا ہوا ہے کہ شوکی برادر آپ کو اخفاکر انپلائز جسٹیس کے خفیہ ٹھکانہ نمبر 3 پر لے آئیں گے۔“

”نہ... کیا... ہاں میں۔“ وہ اچھل پڑا۔

اچھل کر سیدھا کھڑا ہو گیا... فوراً جیب میں ہاتھ دالا۔

”آپ کو شاید اپنے پستول کی حلاش ہے... یہ رہا... لے

کو یہاں غلط فتحی سے لایا گیا تھا... ہم معافی پاہتے ہیں... اخلاق، انسیں
کھول دو... ان کا پستول انسیں دے دو اور دروازہ کھول کر انسیں
چانے دو... دردش صدر صاحب ہم پر گر جیسے گے، میر سیں گے۔
” یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے بھائی جان۔ ” اخلاق نے لاکھا کر
کھلا۔

” یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ” شوکی نے اسے گھورا۔

” آپ نے کہا ہے... صدر صاحب گر جیسے گے، میر سیں
گے۔ ”

” ہاں تو پھر... اس میں کیا ہو گیا... کیا غلط بات کہہ دی میں
نے... ”

” میں تو نہ ہے... جو گرتے ہیں، وہ بڑتے جیں... جو
بھوکتے ہیں، وہ کامنے نہیں۔ ” وہ مسکرا لیا۔
” ہد ہو گئی... یہ وقت ان باتوں کا ہے۔ ” شوکی نے آنکھیں
ٹکالیں۔

” مم... میرے خیال میں... ہے تو تمیں... لیکن... اب کیا
کیا جاسکتا ہے... انکا ہوا تیر تو واپس آنسیں سکتا۔ ”

” لک... کون سا تیر۔ ” اخلاق نے بے خیالی کے عالم میں
کہا۔

” اوہو... زبان سے انکا ہوا تیر۔ ” شوکی کہنا لختا۔

” جرت ہے... اب زبانوں سے بھی تیر لکھنے لگے۔ ” اخلاق

” تم لوگ یوں نہیں مانو گے۔ ”

” یہ کہ کرو وہ فون کی طرف بڑھا۔

” ہمیں... فون کریں گے... ”

” ہاں! کروں گا... آدمیرے تزوییک... وہ غرایا۔ ”

” جب ضرورت محسوس ہو گی... جب آئیں گے۔ ”

اس نے فون پر نمبر ڈائل کرنے کی کوشش کی... لیکن یہ
خیز نجاح کا نہ کا فون تھا... اس کے ہاتھوں سے ڈائل کیسے ہو جاتا...
جھٹا کر اس نے ریسیور ٹھیک دیا... ”

” یہ پروگرام ہے۔ ”

” دوسرے بارے میں۔ ”

” فائل کے بارے میں... منصوبے کی فائل۔ ”

” تم لوگوں کا دماغ چل گیا ہے... میں کسی فائل کے بارے
میں نہیں جانتا۔ ”

” بوروں کی بستی کے بارے میں کیا خیال ہے۔ ”

” یہ نام سن کرو وہ بکھایا... پھرے پر گبر اہٹ کے آثار نظر
آئے... پھر اس نے کہا۔ ”

” نہیں! میں نے اس بستی کا نام کبھی نہیں سن۔ ”

” یہ سخت خوب! صدر صاحب نے ہمیں کیوں بیان لایا تھا۔ ”

” یہ تو ہی بتائیں گے۔ ”

” اورے ہاں! یہ تو ہم ہوں ہی گئے... اچھا نہیں ہے... آپ

نے فوراً کہا۔

"اوہو... الفاظ کے تم۔"

"معلوم ہوتا ہے... اب یہاں اردو کا بیریٹہ شروع ہو کر رہے گا... ایسا وقت آنے سے پہلے پہلے ہمیں ان صاحب کو رخصت کر دیں گا چاہیے... ورنہ یہ کیا خیال کریں گے۔" رفتہ رفتہ پولی۔

"یہ... ہاں واقعی... پاٹیں یہ کیا خیال کریں گے... لیکن... بہر حال جو بھی خیال کریں گے... اچھا ہی کریں گے... یوں بھی ہم کون ہوتے ہیں... کسی کے خیالات پر پاہدیاں عاید کرنے والے۔" آفتاب نے جلدی جلدی کہا۔

"تو ہے تم سے۔"

"اب مجھ سے تو پہ پڑتا آئے آپ۔" آفتاب گھبرا کیا۔

"پہلے انہیں فارغ کر دو۔" فردت نے جلدی سے کہا۔

"اوہ ہاں... واقعی۔" یہ کہ کر آفتاب آگے بڑھا اور اس کی رسیان کاٹ دیں... پھر جیب سے پستوں نکال کر با ادب طریقے سے اسے پیش کیا۔

"یہ آپ کا اپنا پستوں ہے... چیک کر لیں... ہم نے اس کی کوئی گولی نہیں بنائی۔"

اس نے جیرت زدہ انداز میں پستوں لے لیا اور اس کو چیک کیا۔ پھر مارے جیرت کے والا:

"کیا تم لوگ عقل سے بالکل پیدا ہو۔"

11
"ہاں اس میں تلک نہیں، ہمارے پاس کسی حرم کی کوئی سواری نہیں ہے، یہاں تک کہ با غسل بھی نہیں ہے۔"

"بے کوئی تلک اس بات کی۔" وہ مارے جیرت کے لالا۔

"ہم ہر بات میں تک پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے، اس لیے کہ اس میں وقت بہت ضائع ہوتا ہے... اور جو جیز ہمارے پاس پہلے ہی نہیں ہے... ہم وہ کس طرح ضائع کر سکتے ہیں۔" رفتہ نے جلدی جلدی کہا۔

"میں... میں پاگل ہو جاؤں گا۔"

"انہیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے جناب، آپ کی خوشی سے پاگل ہو جائیں۔" آفتاب مکرایا۔

"لیکن میں اتنا بے وقوف نہیں..."

"لئنا... یعنی کہ پاگل ہو جانے کی حد تک۔" اشتقاچ نے پاچھا۔

"ہاں اتم بھی کہہ لو۔"

"اب پھر کئنے کی کیا ضرورت ہے... پہلے ہی کہ چکا ہوں۔" اشتقاچ نے دانت نکال دیے۔

"تم لوگ ہاتھ اور پٹھادو۔" اس نے سرد آواز من سے نکالی۔

"پیاس لینا چاہتے ہیں کیا۔"

"پیاس... کس چیز کی پیاس۔"

گے۔"

"جو پہلی دوپار بیاں کر رہی ہیں... وہی جا کر کر لیں گے۔"
 "تب پھر... کیا فائدہ درہبے گا... تم لوگوں کے جانے کا۔"
 "کوئی فائدہ ہونہ ہو... تم ایک دوسرے سے مل تو پہنچ
 گے... اور یہ تو آپ نے بھی ساہو گا... خوب گزرے گی... جو مل
 پہنچ گے دیوارے دو... اور وہاں تو ہمارے جانے کے بعد جانے کتنے
 دیوارے بچ ہو جائیں گے... لہذا خوب سے خوب تر گزرے گی..."
 "تم لوگوں کی باتیں دوسروں کا دماغ خالی کرنے کے لیے
 بہت کافی ہیں۔" وہ بدل گیا۔

"خدا شکر ہے... آپ نے ہماری تعریف تو کی۔"
 "اپھی میں اور تعریف کروں گا... لیکن وہ تعریف ذرا پستول
 کی گولیوں کے ذریعے ہو گی۔"
 "عن شمیں... آفتاب و کھلانا۔
 "س... ڈر گئے..."

"ذرائیں... جیر ان ہوا ہوں... کیا پستول کی گولیوں کے
 ذریعے بھی کسی کی تعریف کی جاتی ہے۔"
 "ہاں! کیوں نہیں... اپھی دیکھ بھی لو گے... یہ لو۔"
 ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کی انگلی تریگرد باتے گئی۔
 "اے اے... یہ کیا کر رہے ہیں... چل جائے گا۔"
 آفتاب چھپا۔

"کپڑوں کی... وہ جو درزی لیتے ہیں... وہ بھی ہاتھ اوپر
 انہوں نے ہے۔" آفتاب نے جلدی جلدی کہا۔
 "اوہ ہاں... ارے یہ تو درزی ہیں... اب معلوم ہوا۔"
 "خاموش الو کے پھٹو... تم جیسا بے وقوف بھی کوئی دنیا میں
 مشکل ہو گا۔"
 "پڑے اس بھائی نے ہمیں کسی مشکل میں توڑا۔" آفتاب
 مسکرا یا۔
 "میں نے کیا کہا ہے... خاموش... درد گولی مار دوں گا...
 اور مار دوں گا کیا، وہ تو اب میں مار دوں گا ہیں۔"
 "لگ کے... کیا؟" آفتاب سُم گیا۔

"گولی اور کیا... بھرے ہو... پاگل ہو... بے وقوف ہو...
 آخر تم کیا ہو۔"
 "جو آپ مناب سمجھیں، سمجھ لیں ہمیں۔" شوکی نے بد اسا
 منہ بنا کر کہا۔

"پانچوں میں سے میں تم ذرا عقل مند لکھتے ہو۔"
 "خدا شکر ہے... اتنا تو ہوا۔" شوکی نے خوش ہو کر کہا۔
 "لیکن یہ ذرا سی عقل مندی تمہارے کسی کام نہیں آئے
 گی... تم باروں کی بستی کیا جاؤ گے... میں ہی تمہیں اس قابل نہیں
 چھوڑوں گا... میں تو جیر ان ہوں... صدر صاحب نے تم جیسوں کو
 بوروں کی بستی میں بھیجے کے لیے بلا لیا... تم کیا وہاں گھاس کاٹو

"چلانے کے لیے ہی توڑ مگر دار ہا جوں۔"

"نن نہیں... نہیں... آخر آپ نہیں کیوں مارنا چاہتے

ہیں۔"

"تاکہ تم لوروں کی بستی کا رخن کر سکو۔ شر ہے گایاں،
نہ ہے گی باسری۔"

"تم نے آپ کا کیا ٹکڑا بے۔"

مرزا شیر یہ سن کر پھر پورا انداز میں مسکرا لیا۔ پھر اس نے
کہا۔

"یہ پوچھو... کیا نہیں پھرا۔"

"چلے... پھر یہ بتادیں۔"

"تم لوگ ہر موقع پر آڑے آجائے ہو... جب ہم لوگ
کوئی پروگرام بتاتے ہیں... تم وہی اندازی کر دیتے ہو... اللہ اور لوں
کی بستی والا پروگرام ترتیب دیا گیا... میں چونکہ ایوان صدر میں
ہوتا ہوں اور صدر صاحب کے خصوصی دستے میں شامل ہوں... اس
لیے انسوں نے اس بارے میں مجھ سے بات کی تھی... کہ ایک اس
قلم کا پروگرام شروع ہو گا... اس میں انہیں میری مدد کی بھی ضرورت
پڑے گی... میں نے فوراً کہہ دیا تھا کہ میں تو یہاں آیا ہی اس قلم کے
کاموں کے لیے ہوں... چنانچہ لوروں کی بستی پروگرام میں میں
شروع سے لے کر اب تک ان کی مدد کرتا رہا ہوں... انہیں
اطلاعات دیتا رہا ہوں... مجھ سے غلطی میں یہ ہوئی کہ تم لوگوں کو

لاتے وقت اپنے اندر کی نفرت تم پر ظاہر کر بیٹھا... اور تم بھاٹپ
گئے... اللہ اتم نے صدر صاحب سے اس بارے میں بات کی... اور
میں اب تک جو ان ہوں کہ بات کیے کر لی۔"

"اور پھر بھی آپ کہہ رہے تھے... تم عقل سے بالکل پیدل
ہیں... "شوکی مسکرا لیا۔

اسے ایک شدید بھکا لگا... میں اس وقت اندر وہی دروازہ
کھلا، مرزا شیر بہت ذور سے اچھلا۔



وار

دروازے سے اندر آنے والے صدر صاحب اور ان کے
چند ساتھی تھے ...

"بہت خوب! شوکی... یہ کام کیا ہے تم نے... مان گیا
تمہیں اور اب میں یہ بات یقین سے کہ سکتا ہوں... باروں کی بستی
کے سلسلے میں جو منصوبہ ترتیب دیا گیا ہے... اس منصوبے میں یہ جیز
ہر گز نہیں ہو گی... کہ شوکی بہادر زمزمہ کو پکڑ کر کسی خفیہ مقام
پر لے جائیں گے اور وہاں آسانی سے اس کی زبان بھی کھلوالیں گے۔
وکیجہ او مرزا شیر... تم نے خود اکل دیا... نہ تو انہوں نے تمہیں کسی
قلنسے میں جکڑا... نہ کوئی اور سختی کی... کم از کم ان کی کاری گری کا تو تم
اعتراف کریں لو..."

"میں... میں سب کو بھونڈاں گا۔"

"واہ... اب تک خوش فہمی میں بتا ہے بے چارہ... اور کیوں
نہ ہو... آخر یہ شوکی بہادر زمزمہ کا وار ہے۔"

"شش... شوکی بہادر زمزمہ۔ آفتاب نے بو کھلا کر کہا۔

"کیا مطلب... کس بات پر بو کھلا ہے ہو۔" صدر صاحب

اس کی طرف ہڑتے۔

"شوکی بہادر زمزمہ پر... یہ تو کسی نادل کا نام ہو سکتا ہے۔

"حد ہو گئی... ارے بھائی... تم فاروق نہیں ہو۔" شوکی

نے اسے گھوڑا۔

"اوہ! یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔"

"کیا مطلب ہے... آپ کا۔ مرزا شیر غریبا۔

"پستول میں گولیاں نظری ہیں۔"

"کیا نہیں۔" وہ چیخا۔

"یقین نہیں تو چلا کر دیکھ لو۔"

اس نے پے در پے فائز کیے... لیکن صرف پٹانے چھنے کی
آوازیں سنائی دیتی رہیں... ہوا کچھ نہیں... اب اس کی آنکھوں میں
خوف دوڑ گیا... اس نے پستول ان پر کھیچ مارا... شوکی نے جھکائی دے
کر اس کا یہ دار ہمی خالی کر دیا...
"اب کیا خیال ہے مسٹر مرزا شیر۔"

"من... نہیں... نہیں۔" وہ چلا اٹھا۔

"کیا مطلب... کیا کہنا چاہتے ہو... من نہیں سے تو کوئی
مطلوب واضح نہیں ہوتا۔"

"مم... میں... میں۔" وہ گلایا۔

"اس سے بھی کوئی بات واضح نہیں ہوتی... میریانی فرمائی
حلف صاف بات کریں۔"

”اچھی بات ہے... ذرا دری کے لیے کیا... میں تو...“
 میں اس لمحے رابطہ قائم ہو گیا... اور اس نے گھبرائی ہوئی
 آواز میں کہا:
 ”سک... سر... کام خراب ہو گیا... میں ان کے قابو میں
 آکیا۔“

”بہت خوب! مزا آگیا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”کیا کہا مسٹر اٹاشا... کیا کہا... مزا آگیا۔“
 ”ہاں! مزا آگیا... تم نے شوکی برادرز کے ساتھ خنچی کی ہو
 گی... وہ تمہاری شخصیت کو بھاٹپ گئے ہوں گے، پھر انہوں نے
 صدر صاحب سے خفیہ انداز میں بات کی اور تمہیں بے ہوش حالت
 میں انپکڑ جشید کے ایک خفیہ ٹھانے پر پہنچا دیا گیا... وہاں شوکی
 برادرز تم سے اگلوانے میں کامیاب ہو گئے... اور اب تم دیں سے
 بات کر رہے ہو... کیا باتیں یہی نہیں ہے۔“

”بالکل یہی ہے سر... لیکن آپ کو کیسے معلوم ہو گیا؟“
 ”ہو گیا نہیں... پہلے سے معلوم تھا... منصوبہ شروع کرنے
 سے پہلے میں نے فائل ترتیب دی تھی... اس فائل میں یہ سب لکھا
 ہوا ہے... الو کے پڑھے۔“

”یقین نہیں آرہا۔“ شوکی بلند آواز میں بول اخفا۔
 ”یہ شوکی بولا ہے... صحیح ہے تا۔“
 ”ہاں صحیح ہے... آپ دراصل فائل ساتھ لکھتے جا

”میں نے سوچا تھا... ان لوگوں کو اس طرف جانے ہی
 کیوں دیا جائے... میں ان کا کام تمام کر کے... کیوں نہ... مسٹر اٹاشا
 سے انعام لیا جائے... لیکن ہو گیا اس کے لئے...“
 ”خیر کوئی بات نہیں... وہ انعام اب آپ کو ہم دیں گے۔“
 صدر صاحب ہے۔

”آپ دیں گے۔“

”ہاں! اگر تم فائل کے بارے میں بتاؤ گے۔“
 ”فائل کے بارے میں صرف اور صرف مسٹر اٹاشا جانتے
 ہیں۔“

”حد ہو گئی... ارے بھائی... تم صرف یہ بتاؤ... ہم مسٹر
 اٹاشے کہاں اور کیسے رابطہ کر سکتے ہیں... یا پھر رابطہ کرو... بات ہم
 کر لیں گے۔“

”اوہ اچھا... مم... میرے پاس ایک خفیہ ٹرانسمیٹر ہے...
 اور وہ اس انگوٹھی کے ٹکنیکی صورت میں ہے۔“
 ”تو کریں اس سے رابطہ۔“

اس نے انگوٹھی کو کپڑوں پر کئی بار رگڑا...
 ”ارے واہ... کیا یہ کسی جن کی انگوٹھی ہے... جیسے پہلے
 زمانے کی کمانیوں میں جادو کی انگوٹھی ہوتی تھی... اور اس انگوٹھی کو
 رگڑا!... اوصر جن حاضر...“ آفتاب نے جیر ان ہو کر کہا۔
 ”ذرا دری کے لیے خاموش رہو۔“ شوکی جل گیا۔

"یہ شاید وہ ہیں... شومار۔" اپکلہ جمیلہ تھے۔

"میں لگتا ہے... اب ہمارے لیے کیا حکم ہے۔"

"ہم چلے آؤ شوکی... تمہاری کمی محسوس ہوتی ہے۔" انسوں نے ٹھنڈائی کے انداز میں کہا۔

"ہم آرہے ہیں انکل... جب اوکھی میں سردیا تو موسلوں کا کیا ذرور۔"

"کوئی تو یہ بھی بتاؤں... اب تم کیا کرو گے۔" اناشیکی آواز انتہری۔

"کک... کیا واقعی۔" اس نے بکھرا کر کہا۔

"ہاں! واقعی۔"

"چلیے پھر... لگتے ہاتھوں یہ مر بانی بھی کر دیں۔"

"اب تم مرزا بشیر پر بخشی کر کے اس سے میرے بارے میں پوچھو گے... لیکن اس بے چارے کو کچھ معلوم نہیں... یہ تو ہرے ہیں ہرے... اور اب تو یہ پڑا ہو امیر ہے... ہونے ہوئے... اب تم خود کشی کرو... تاکہ تم پر یہ لوگ بخشی نہ کر جسکیں۔"

"بہت بکھر سر۔" اس نے کاپنے کر کہا۔

شوکی نے فوراً اس پر چھلانگ لگادی... ساتھ ہی آفتاب اشراق اور اخلاق اس پر ٹوٹ پڑے... اور آن کی آن میں اس کے ہاتھ پکڑ لیے ترا سمیز بد کر دیا گیا... فوری طور پر اسے باندھ دیا گیا۔

رہے ہیں اور رعب یہ بھاڑ رہے ہیں کہ آپ پہلے ہی یہ سب کچھ لکھ چکے ہیں... جب کہ پہلے ہی سب کچھ لکھ دینا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے... کیونکہ عالم الغیب ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

"یہ بات ہے... تو پھر سنو... اس وقت انپکٹر جمیلہ اور انپکٹر کامران مرزا پارٹی غلاموں کی طرح میرے دربار میں کھڑے ہیں... اور یہ تمام گفتگو سن رہے ہیں... تمہارے یہ جملے بھی انسوں نے نہیں ہیں... للہ امیں فائل ان کے سامنے کر رہا ہوں... یہ تم ان سے پوچھ لو۔"

"اوہ... اوہ۔" وہ دھک سے رہ گئے... سانس سینوں میں انکل سے گئے... پھر انپکٹر جمیلہ کی آواز ترا سمیز پر انتہری۔

"السلام علیکم شوکی برادر اور ان دونوں کو بھی جو یہاں موجود ہیں۔"

"ولیکم السلام... یہ ہم نے کیا سنا ہے انکل۔"

"درست نہیں ہے... اناشیک نے اس حد تک جھوٹ نہیں بولا۔"

"کیا مطلب انکل... اس حد تک جھوٹ نہیں بولا۔"

"میرا مطلب ہے... فائل کی حد تک... فائل میں واقعی یہاں تک بھی لکھا ہے۔ بعد اس میں یہ بھی لکھا ہے... کہ یہ میری تم سے بات کرائیں گے تاکہ تم لوگوں کو یقین آجائے۔"

"سوال یہ ہے انکل... کہ انہیں ہم لوگوں کو یقین دلانے کی کیا ضرورت ہے... "شوکی نے منہ بیلایا۔

ڑاںکھلے آئے گا... پھر فوراً ہی اس کی آواز اکھری۔
”میں جانتا ہوں... تم نے مرزا الحیر کو خود کشی نہیں کرنے
دی... اور ڈرائیور کھلے آئے ہو... اور اب ڈروں کی بستی میں
 داخل ہو چکے ہو۔“
”آخر یہ کیسے ممکن ہے...“

”میں... مجھے میں یہ پناہ صلاحتیں ہیں۔“

”ہوں گی... لیکن مستقبل کے بارے میں کوئی نہیں بتا سکتا...
کم از کم اس حد تک کہ جیسے بالکل آنکھوں دیکھا حال بیان کر دیا ہو...“
”بابا!... میری اس صلاحیت پر پورا اثاثاً جو حیر ان ہے...
پورا بیکال حیر ان ہے... پورا اشاد جتنا حیر ان ہے... پورا دنیا س
تیر ان ہے... اور کیا کیا بتاؤں... کون کون سے ملک حیر ان ہیں اور
سب کے سب۔“ وہ کہتے کہتے رک گیا۔

”اور کیا؟“

”اور مجھے خریدنا چاہتے ہیں۔“

”کیا مطلب... میں سمجھا نہیں...“

”وہ چاہتے ہیں... میں نہ ان کے لیے کام کروں اور من
کلی رقم وصول کروں... لیکن میں بیکال میں پیدا ہوا تھا... اور میری
آباؤ اجداد نے صرف اور صرف اسلام کے خلاف کام کیے تھے... لذا
میں بھی بیکال کے لیے کام کروں گا۔“

”اوہ... اوہ... سوال تو یہ ہے کہ آیندہ ہوتے والے واقعات

”اب آپ کیا کہتے ہیں سر... کم از کم ہم نے اس کا ایک
پروگرام تھا نہیں دیا... یعنی مرزا الحیر کی خود کشی والا۔“
”لیکن اسے واقعی پکھے معلوم نہیں ہوا کا... لذا تم وقت شائع
کرو گے... اکرانپلائر جمیل چاہتے ہیں تو تم بھی ان کے پاس بھی
جاوے... تم اس پہنچ جاؤ۔“

”زم جار ہے ہیں... میں سے روشن ہو رہے ہیں... لیکن یہ
ڑاںکھل ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔“

”ضرور... کیوں نہیں۔“

اور وہ باہر نکل آئے... صدر صاحب کی طرف سے اسیں
ایک ہزار گاڑی دے دی گئی تھی... انہیں اس گاڑی کو ڈروں کی
بستی تک پہنچا تھا اور اس... اس سے آگے کا سفر تو یہ نبی پیدل تھا۔
”میں! اب آپ جائیں۔“ اس نے گاڑی کے عملے سے کہا۔

انہوں نے مصافی کیا اور رخصت ہو گئے... تاہم رخصت ہوتے
وقت ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے... شاید اس خیال سے کہند
جانے پھر وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں گے یا نہیں۔

شوکی بیدار ہو آگئے بڑھتے چلے گے... ایک جگہ رک کر اس
نے ڈرائیور کیا... لیکن خود کچھ نہ لالا۔

”ہاں شوکی... کمو... کیا کہنا چاہتے ہو۔“ دوسری طرف
سے اناشکی آواز سنائی دی۔

وہ حیرت زدہ رہ گیا... گویا اسے یہ بھی معلوم تھا کہ شوکی

ساقام کریں... جو اس نے فائل میں نہیں لکھا... اور جائے اس کے
خلاف۔"

چاروں نے سر ہلا دیئے... پھر وہ سوچ میں ڈوب گئے...
ایسے میں رفتت نے پچکی جاتی... لیکن اس نے پچکی بھی صرف
اشاروں میں جائی تھی... آواز سنائی نہیں دی تھی... چاروں اس کی
اس احتیاط پر عش عش کراٹھے... اور مسکرا دیئے... پھر رفتت نے
کاغذ پر نکھا۔

"وہاڑا... میرے ذہن میں ایک بات آئی۔"

"لیکن رفتت... وہ بات ایسی ہو... کہ ان فائل میں نہ ہو۔"

"مجھے سو فیصد یقین ہے... اب جو بات میں ہاتے گی
ہوں... وہن تو اس کی فائل میں ہے... نہ اس کے ذہن میں۔"

"اگر ایسا ہو گیا تو ہم تمہاری تعریف کیے بغیر نہیں رہیں
گے۔"

"میں تعریف سننے کی خواہش مند نہیں۔"

"خیر خیر... تم نہ سنتا... ہم تو کریں گے۔" "مکعن مسکرا یا۔

"ہے کوئی تک۔" اشراق نے اسے گھورا۔

"پپ... پچانشیں۔"

"ہے کارباتوں میں کاغذ شائع نہ کرو... ہمارے پاس زیادہ
کاغذ نہیں ہیں اور ابھی نہ جانے کب تک لکھنا لکھنا پڑے۔" شوکی نے
منہ نہیا۔

کا اندازہ آپ پہلے سے کیے گا یہتے ہیں۔" "میں باہر نفیات ہوں... میں نے تم لوگوں کی نفیات کا
خوب غور سے مطالعہ کیا ہے... نہ صرف مطالعہ کیا ہے... تم لوگوں
کی ویژیتوں قسمیں تک بار بار دیکھی ہیں... اور ایک ایک حرکت کا معانی
کیا ہے... لہذا میں جو ہی اندازے لگا سکتا ہوں... کہ اب کی کرو گے...
اس صورت میں کیا کرو گے اور اس صورت میں کیا کرو گے..." "وزراہتا نہیں... اب ہم کیا کریں گے۔"

"میں جانتا ہوں... لیکن بتانا پالیسی کے خلاف ہو گا... جب
کہ میں فائل میں لکھ چکا ہوں... لہذا ہتاوں گا جیں... جب ملاقات
ہو گی... تو فائل دکھادوں گا۔"

"اوہ... اوہ۔" ان کے من سے اٹھا۔

پھر ٹرانسپلیٹ اداشا کی طرف سے بند کر دیا گیا... شوکی نے
اشارے میں ان سے بہا۔

"اب ہم آپس میں بات چیت آواز سے نہیں کریں گے۔
ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ ہماہی بات چیت مسلسل ہے... ہے... اور
اسی سے وہ ہمارے پر وہ ارم جان لیتا ہے... اور وہ بات نہیں۔"

"لیکن اس کا بیان ہے کہ اس نے پس سے فائل میں کچھ دی
ہے... اور اس بات کی تصدیق اس حد تک انکل جمیش کر پکھے ہیں۔"
اب شوکی کاغذ پر لکھتے لگا۔

"گویا ہمیں صرف اور صرف یہ سوچنا ہے کہ ہم آخر وہ کون

"اوہ ماں! یہ بات ہے... خیر... آگے چلیں۔"
 "ہم غمیں... آگے رفت چلے گی۔" "شوکی لا لا۔
 اپر فعت نے لکھنا شروع کیا۔

ایسے موقعوں پر ہم اسی کرتے ہیں کہ اندر حادثہ
 باقی لوگوں تک پہنچ جاتے ہیں... تاکہ سب بیخ ہوں گے تو
 کوئی نہ کوئی بات ذہن میں آجائے گی... کوئی نہ کوئی ترکیب
 کر گزدیں گے اور حالات کا پارٹیٹ کر رکھ دیں گے...
 یہی امید اب انساکو ہو گی... تو ہم اس کی امید خاک میں ملا
 دیتے ہیں... کیا خیال ہے... اور انکل نے بھی یہی کہا
 ہے... "ہم آجاؤ شوکی... یہ الفاظ ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ
 کتنا چاہے تھے... اس طرح د آٹا شوکی... جس طرح پہلے
 آتے رہتے ہیں... ذرا منئے رنگ ڈھنگ سے آتا... نیچ
 دھنگ سے آتا... کیونکہ اصل کام ہمارا ہے.. انساکے اندازوں
 کو پھیس پہنچانا... اور وہ ہم پہنچا میں کے ان شاء اللہ۔"
 یہاں تک کہ کروہ خاموش ہو گئی۔

"لیکن کیسے... سوال تو یہ ہے۔"

"پہلی امید یہ انسا ہم سے قائم کیے ہو گا کہ ہم اندر حادثہ
 اس کی طرف جائیں گے۔ دوسرا یہ امید یہ قائم کرے گا کہ ہم اس
 طرح نہیں جائیں گے... رک کر سوچیں گے کہ کیسے اس کی امید ہوں
 پہلی پھیر سکتے ہیں... سوال یہ ہے کہ ہم کیا کریں۔"

"اوہ وو... بھی تو تم بتاؤ گی۔"

"میں... میں نہیں بتاؤں گی... جو نبی میں بتاؤں گی...
 اسے معلوم ہو جائے گا شاید۔"

"آخر کیے معلوم ہو جائے گا... ہم اس وقت بنگل میں
 ہیں۔" "اخلاق نے کہا۔

"لیکن یہ نہ بھلو... یہ سارا بنگل اور بستی... ان کے
 آدمیوں کے قبیلے میں رہ چکے ہیں... کیا اس نے یہاں دینہ یو گیرے
 نسب نہیں کرائے ہوں گے۔"

"اوہ... اوہ... اوہ۔"

"لیکن وہ بات ہے... جس سے میں ڈر رہی تھی۔"

"جب پھر ہم کیا کریں۔"

"ہمیں سال سے واپس لوٹ جائیں گے۔"

"کیا کہا... واپس لوٹ جائیں گے۔"

"بان! واپس لوٹ جائیں گے۔"

"لیکن... یہ تو سرے سے ہمارا طریقہ ہے ہی نہیں۔"

"اس طرح تو ہم اس کے اندازے غلط ثابت کریں گے۔"

"کیا واقعی۔"

"اور نہیں تو کیا... وہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ ہم یہاں سے
 واپس لوٹ جائیں گے... آؤ چلیں۔"

"لیکن کیسے جائیں گے... گازی کو تو ہم بھی واپس بھیجن چکے

ہیں۔"

"گھری کی بھی پروان کریں... آئیں میں۔"

اور رفتہ انہیں ساتھ لیے خاموشی سے دہاں سے واپس روانہ ہو گئی... یہ ساری تک کہ وہ سڑک پر پہنچ گئے... جلد ہی شہر سے ایک مسافر نے آتی نظر آئی... جو آگے تفریحی مقام تک جاتی تھی... انہوں نے اس کو رکھنے کا اشارہ دیا تو وہ رک گئی... یہ لوگ یہ دم اس پر سوار ہو گئے... اب وہ آگے روانہ ہوئے... یہ رورول کی بستی کی حدود سے کافی آگے نکل کر وہ اس میں سے اتر گئے۔

"اس کا کیا فائدہ۔" "شوکی نے منہ بنایا۔

"میں بے فائدہ کام کرنا چاہتی ہوں... اور یہ یقین کر لیں: جگہ تھی شہر سے باہر تھی۔ چاہتی ہوں کہ ایسی کوئی بات ہو گئی... اناشانے فائل میں نہیں لکھی۔" "اب... اب کیا کرتا ہے... تم ہمیں کب تک اس طرح گی... ہم اس کے یقین کو تو وہ کا لگائیں گے اس طرح... ایک بار وحکی مکلا دے گی۔" "آفتاب نے کہا۔ اسے جہت میں تو بتا کر دیں گے تا۔"

"لیکن اس سے ہو گا کیا۔"

"اس دیکھتے جائیں... " رفتہ نے مسکرا کر کہا۔

"دیکھ خیر ہم رہے ہیں... جانہیں رہے۔" "آفتاب نے کہا۔" "اس کی فائل غلط ثابت ہو جائے گی اور یہی اس کے لیے سامنہ بنایا۔

ایسے میں ایک مسافر نے تفریحی مقام سے آتی نظر آئی۔ میں میں مٹے گا... اور اس کی وجہ ہے۔"

جو نہیں نزدیک پہنچی... رفتہ نے اسے رکنے کا اشارہ کیا۔

یہ کہتے ہوئے رفتہ کا انداز اور پر اسر ار ہو گیا۔

اب وہ اس میں سوار ہوئے... اور دارالحکومت کی طرف

پہل پڑے...

"تم تو ہمیں جہت میں ڈالے دے رہی ہو رفتہ... ہے

چارے اناشانے کی حالت ہو گا۔"

"یہی میں چاہتی ہوں... اس کا بہر احوال کر دوں اس کی قائل کو یکسر غلط ثابت کر دوں۔"

"اس سے کیا ہو گا۔" "اخلاق نے منہ بنایا۔

"ہتاچکی ہوں... اسے دھپکا گئے گا..."

"چلو یہ ٹھیک ہے..."

اس میں سے وہ بالکل شہر کے نزدیک جا کر اترے... لیکن وہ

چاہتی ہوں کہ ایسی کوئی بات ہو گئی۔

"اب... اب کیا کرتا ہے... تم ہمیں کب تک اس طرح گی... ہم اس کے یقین کو تو وہ کا لگائیں گے اس طرح... ایک بار وحکی مکلا دے گی۔" "آفتاب نے کہا۔

"پسلے تم یہ بتاؤ... یہ دھکے مزے کے ہیں یا نہیں۔"

"تیک... بلاوجہ اوہر سے اوہر اور اوہر اسے اوہر آرہے ہے۔"

میں... جادہ ہے ہیں... اس سے اناشانے کیا نقصان ہو گا۔"

"اس دیکھتے جائیں... " رفتہ نے مسکرا کر کہا۔

"دیکھ خیر ہم رہے ہیں... جانہیں رہے۔" "آفتاب نے کہا۔" "اس کی فائل غلط ثابت ہو جائے گی اور یہی اس کے لیے

سامنہ بنایا۔

ایسے میں ایک مسافر نے تفریحی مقام سے آتی نظر آئی۔ میں میں مٹے گا... اور اس کی وجہ ہے۔"

جو نہیں نزدیک پہنچی... رفتہ نے اسے رکنے کا اشارہ کیا۔

یہ کہتے ہوئے رفتہ کا انداز اور پر اسر ار ہو گیا۔

بھینس

وہ سوچ میں ڈوب گئے... پھر شوکی نے مسکرا کر کہا۔

"ٹھیک ہے... رفت! اب جو تم کو لوگی... ہم کریں گے۔"

"میں ایسا بھی نہیں چاہتی..."

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تم لوگ صرف اور صرف میری تجارتی پر عمل کرو... میں ایسا بھی نہیں چاہتی.. تم بھی ساتھ ساتھ عقل استعمال کرتے رہو... اور مشورے جاری رکھو۔"

"لیکن ابھی تک تو میں اندازہ بھی نہیں ہے کہ تم کیا کر رہا چاہتی ہو۔"

"میں یہاں سے اپنے گھر جاتا چاہتی ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب... میں یہاں نہیں بتاؤں گی... تم بتاؤ... میرے۔"

ساتھ دیا چاہتے ہو یا نہیں۔"

"اکل جشید، اکل کامران مرزا اور باقی ساتھی کیا کہنا! میں لے کر آئیں گے تم ان سے بہت لوگے... کیا بھڑا ہے انہوں گے... تم ان تک پہنچنے کی جائے... اوہر اوہر گھونتے پھر لے نہیں سکتے۔"

"دے۔"

"وہ شلیاں دیں گے۔" "ر قوت یہ لی۔

"کیا واقعی؟"

" وقت آنے پر معلوم ہو جائے گا۔"

"اپنی بات ہے... چلو پھر..."

1955ء ہال سے یہاں تک ایپورٹ پہنچے... ایک عام طیارے کے ذریعے اپنے گھر پہنچ گئے... اوہر وہ اندر داخل ہوئے... اوہر ان کی والدہ کی آواز سنائی دی۔

"لا کو! تم کسی کام کے بھی ہو یا انکل ہجتے ہی ہو۔"

"کوں ای جان... کیا بات ہے۔"

"دو تین کیس آئے ہیں... لیکن تم اس طرح گم تھے چیزیں گم تھے کہ سر سے سینک... وہ لوگ اپنے فون نمبر لکھوائے ہیں۔"

انہوں نے آنکھیں گھما کیں... پھر شوکی نے کہا۔

"اوکے ای جان... آپ فکر نہ کریں۔"

"کیا کہا... فکر نہ کروں۔"

"ہال! آپ فکر نہ کریں... ہم بہت لیں گے۔" شوکی نے

"کیا کہا... بہت لیں گے... دماغ تو نہیں چل گیا... جو لوگ

گے... تم ان تک پہنچنے کی جائے... اوہر اوہر گھونتے پھر لے نہیں سکتے۔"

بھی احمد...“

”اے بابا پرے۔“ ایسے میں رفت چوک اٹھی۔

”اب کیا ہوا۔“

”ایک منٹ... اگئی بتاتی ہوں۔“

یہ کہ کروہ تیزی سے کرے میں اوہرا اوہر چھان پچک
کرنے لگی... آخر اس نے تین بیٹن نمایا و آئے برآمد کر لیے... ساتھ
یہ انہیں ہوتوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور کاغذ پر
لکھ۔

”اوہرا اوہر کی یاتیں جاری رکھو... کام کی بات صرف لکھ
کر کرو۔“

چاروں نے سر ہلا دیے... پھر شوکی نے بد اسامنہ مایا اور
جلدی جلدی کہنے لگا:

”انچارج میں ہوں... تم انچارج بننے کی کوشش نہ کرو۔“

”اوہ ہاں! انچھا ٹھیک ہے... فکر نہ کرو۔“ وہ مسکرالی۔

”میرا خیال ہے... پہلے بھیس ہی لے آئیں۔“

”ہاں ایسے ٹھیک رہے گا... آؤ چلیں...“

”پھر اکر فون کریں گے۔“ آفتاب نے کہا۔

”کرے سے کل آئے... گھر کے دروازے سے اندر
نہ رہ ز پر نظریں دوڑائیں...“

”کیا خیال ہے... پہلے بھیس لاکیں یا اپنیں فون کریں باپنے... وہاں ان کی اپنی ہوتوں پر انگلی رکھ کھڑی تھیں... اور ان

تیسرا کام کریں۔“

”اوہ... میرا مطلب ہے... ہم معاملہ طے کر لیں گے ان
سے۔“

”ٹھیک ہے...“ پہ کہ کروہ وہ اپنے جانے کے لیے مڑیں...
لیکن پھر ایک جھٹکے سے دک تھیں... اور یوں لیں۔

”اور ہاں! قدر اپنی خالہ کے ہاں سے ان کی بھیس اوہار
لے آتا۔“

”تی... تی... کیا فرمایا... بھیس اوہار۔“

”ہاں اودہ کچھ مہان آتے والے ہیں... بھیس بند ہی نہ
دیکھ کر کیا خیال کریں گے... یہی ناکہ ہم تو انہیں خاص دو دو حصہ
نہیں پڑاسکتے...“

”اوہ... یہ بات تو واقعی بہت اہم ہے... اچھا ہی جان...
آپ فکر نہ کریں... جوئی فرحت ملی... ہم خالہ جان کے ہاں سے
بھیس کھول لائیں گے۔“

”لیکن اسیں بتا کر لانا...“ وہ گھبرا گئی۔

”تی بالکل۔“

اور وہ جانے کے لیے مڑ گئیں... انہوں نے ان ٹلی فون
نمبر ز پر نظریں دوڑائیں...“

”کیا خیال ہے... پہلے بھیس لاکیں یا اپنیں فون کریں باپنے... وہاں ان کی اپنی ہوتوں پر انگلی رکھ کھڑی تھیں... اور ان

تیسرا کام کریں۔“

”ای جان کا حکم پسلے... فون بعد میں اور تیسرا کام اس کے

"کیا بات ہے امی جان... خیر تو ہے۔"

"وہ... جو لوگ آئے تھے... میں نے دروازے کی جھری

سے انہیں کچھ چھپاتے ہوئے دیکھا تھا... انہوں نے بہت بی دشک دھک دھائیں دیکھ کر مسکرا لیں اور بولیں۔
سر گوشی کی۔

انہوں نے سر بلادیے اور سیاہ ہٹ نہ آ لے دکھادیے... جب
کواب و دیکار کر چکے تھے... لیکن خاموشی اس لیے تھی کہ ہو سکتا
کوئی پوچھا آکر لمحی موجود ہو... اور وہ اس کو حلاشت کر سکتے ہوں۔

"اور ابا جان کو کیا ہوا ہے۔" شوکی نے پوچھا۔

"میری بھیس والی بات پر سکتے میں آگئے... لیکن میں
ان سے اس کے بارے میں کوئی بات نہیں کی..." یہ بات انہوں
لکھ کر کہی... اس لیے کہ انہیں اشاروں میں باش کرنے کا تجہ
نہیں تھا۔

"آپ کو کیا ہوا ابا جان۔"

"مم... میں سوچ رہا ہوں... پہلے گھر میں فرج منگایا
تھا... اب بھیں... ہے... کوئی نہ۔"

"باکل نہ ہے... اگر میں ان سے بھیں والی بات نہ
تو کیا یہ اوہ آتے... باہر کے باہر نکل جاتے... جب کہ انہیں نہ
کہ وہ لوگ کیا کرتے پھر رہے تھے۔"

"اوہ... تو یہ بات ہے اور آپ کو بھیں کی ضرورت نہ
شوکی خوش ہو گیا۔"

"ضرورت تو خیر ہے... وہ تو آہیں لانا پڑے گی۔"

ان کے مند پھرمن گئے... آخر وہ خالہ جان کے ہاں پہنچے...

سے انہیں کچھ چھپاتے ہوئے دیکھا تھا... انہوں نے بہت بی دشک دھک دھائیں اور بولیں۔

"بھیس تیار ہے۔"

"آپ کو کیسے معلوم ہوا؟"

"بھن آئی تھیں... اور سمجھا گئی تھیں... اب تم لوگوں کو

میں سے غائب ہونا ہے... یہ دیکھو... کیا لکھا ہے۔"

انہوں نے دیکھا... ایک کاغذ پر لکھا تھا:

"بہت خوب شوکی۔"

وہ حیرت زدہ رو گئے... کیونکہ اس تحریر کو خوب پہچانتے

"ٹکری خالہ جان... ہم جا رہے ہیں... اب ہمارے بارے

میں آپ کوئی بات کسی کو نہیں بتائیں گے۔"

"ٹھیک ہے... میں جاتی ہوں... اول تو اور ہر کوئی آئے گا

تھا... میری بھیس کسی کو نہیں آنے دے گی۔" وہ بھیز پڑیں۔

شوکی برو اور زہاں سے نکل کا ایک دوست کے گھر پہنچے...

دوست انہیں دیکھ کر بدی طرح چونکا... اس کی آنکھیں مارے

حیرت کے چھل گئیں۔

"کیوں... کیا ہوا۔"

"کسی نامعلوم آدمی نے تین بار فون پر پوچھا ہے... شوکی

برادرزادہ تو شیں آئے... میں نے ہر بار ان سے یہی کہا ہے کہ
انہیں تو اس طرف آہی نہیں تھا... لیکن اس نے بھی ہر بار یہی کہا
ہے... انہیں اس طرف آتا تو ہے... ”

”ایسا ہی نظر آ رہا ہے۔“

”لیکن ہم ایک بات ہرگز ہرگز نہیں مان سکتے۔“ شوکی کا لامجہ

بھٹکنے زیادہ سخت ہو گیا... انہوں نے چوک کر کر اس کی طرف دیکھا۔

”اور... اور وہ کیا... اور آپ کا لامجہ اس قدر خوفناک کیوں

ہو گیا... مبباش ان جیسا۔“ آفتاب نے پوکھلا کر کہا۔

”کن جیسا؟“ شوکی پیچنا۔

”ابھی آپ ہم سے کہ رہے تھے... دماغوں کو قابو میں
رکھو۔“

”اوہ... اوہ ہاں... واقعی... میں اپنے دماغ کو قابو میں نہیں

رکھ سکتا تھا... ویسے تم کیا کہنا چاہتے تھے... لامجہ میرا اکن جیسا ہو گیا

تھا۔“

”انفل جیشید اور انفل کامران مرنے اجیسا...“

”مشکل... مشکل... لیکن میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں بنایا

۔“ ”دماغوں کو قابو میں رکھو... اگر تم یہیں پاگل ہو گے تو تم... میں گیا تھے میں۔“

”خیر چھوڑیں... آپ کیا کہنا چاہتے تھے۔“

”یہ کہ ایک بات ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی۔“

”اوہ وہ کیا...“

وہ دنک سے رہ گئے... سُنگم ہوئی... زمین گھومتی محسوسی
ہوئی... وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے... انشائیہاں تک بھی پہنچا ہوا ہو
گا...“

”اب... اب کیا کریں۔“

”میرا خیال ہے... ہم انشائیہ سے نہیں جیت سکتے... انفل
جیشید کا خیال بھی غلط ثابت ہو گیا... انہوں نے اپنی خیہ فورس کے
انحراف کے ذریعے جو پیغام فلکیس کرو لیا... وہ بھی ان کے اندازے کو
غلظی نمایہ کر رہا ہے... گویا ان کا خیال تھا... انشائیہاں تک نہیں پہنچے
کا اور یہ کہ ہم ان کے خیال میں اسے بہت خوب صورت دھو کا دی
میں کامیاب ہو گئے ہیں... لیکن ایسا نہیں ہوا... تمین بار فون آئے
مطلوب صرف اور صرف یہ ہے کہ اسے واقعی پلے سے معلوم ہے...
ہم کیا کریں گے۔“

”مل... لیکن... یہ... یہ کیے ممکن ہے...“ چاروں پی

پڑے۔

”دماغوں کو قابو میں رکھو... اگر تم یہیں پاگل ہو گے تو

دونوں پارٹیوں کے کس کام آئیں گے بھٹا۔“

”اوہ... ہاں واقعی۔“ آفتاب فوراً استپ پر گیا۔

"یہ کہ غیب کا علم کسی کو نہیں... سوائے اللہ کے۔" "اگر اپنی خالہ کے ہاں جائیں گے اور خالہ کے ہاں سے ایک دوست کے یہ تو ہمارا ایمان ہے، قرآن کریم نے بار بار اس کا اعلان کیا ہاں... حرمت ہے... اسے دوست کا فون نمبر تک معلوم ہے... آخر یہ سب کیسے ممکن ہے۔"

"پتا نہیں... لیکن ایک بات سمجھو میں آتی ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ اس شتر میں بھی اس نے پسلے ہمارے بارے میں تمام

"لیکن بھائی جان ہم اس پندرہ میں کیوں پڑیں۔" "اخلاق کی تعلیمات حاصل کی ہوں گی... اوہر دنوں پار ٹیوں کے بارے میں آواز اختری۔

ایک ایک بات معلوم کی ہو گی، پھر وہ فائل ترتیب دی ہو گی۔"

"اس صورت میں بھی یہ باتیں حلق سے نہیں اتر رہیں..."

"کس چکر میں۔"

"یہ کہ وہ پسلے سے لکھنے کے قابل کس طرح تھا... نہیں اُنہوں کے ممکن ہے۔"

"واقعی ای ممکن نہیں... لیکن ہمیں نظر آرہا ہے... الہذا کسی نہ

"اوہو... اس سے مقابلہ اس وقت تک ممکن نہیں... جب کسی طرح ممکن تو ہے..."

تک ہم اس کی فائل کے خلاف حرکت میں نہ آجائیں۔" "شوکی بنہ

"اوہو ایسی بیکی کہتا ہوں... ہم ممکن اور ہم ممکن کے چکر میں

آواز نہیں یو لاں

"کیوں پڑیں... نہیں تو یہ اپنا کام کرنا ہے۔"

"بالکل صحیح... بی میں کہتا ہوں... دو نوں ہڈی پارڈنیز

اسی بیجاوہ پر اس کے قابو میں آئی ہیں... اگرچہ انہوں نے بھی فائل کی

"

خلاف چلنے کی پوری پوری کوشش کی ہو گی... لیکن وہ کامیاب نہ جائیں۔"

"

"ان... ان... اناشا کے قیدی۔" "آفتاب نے لوکھا کر کہا۔

"کیوں... تھیس کیا ہوا؟"

"مم... میرا مطلب ہے... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا

"الہذا اس شخص کو کیسے ہو سکتا ہے۔"

"اس شخص کو بے قسم... لیکن ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں

آتی کہ اس نے پسلے سے کس طرح لکھ دیا ہے۔"

"لیکن بھائی جان ہم اس پندرہ میں کیوں پڑیں۔"

"اوہر دنوں پار ٹیوں کے بارے میں آواز اختری۔"

"کس چکر میں۔"

"یہ کہ وہ پسلے سے لکھنے کے قابل کس طرح تھا... نہیں اُنہوں کے ممکن ہے۔"

"واقعی ای ممکن نہیں... لیکن ہمیں نظر آرہا ہے... الہذا کسی نہ

"اوہو... اس سے مقابلہ اس وقت تک ممکن نہیں... جب کسی طرح ممکن تو ہے..."

تک ہم اس کی فائل کے خلاف حرکت میں نہ آجائیں۔" "شوکی بنہ

"اوہو ایسی بیکی کہتا ہوں... ہم ممکن اور ہم ممکن کے چکر میں

آواز نہیں یو لاں

"بالکل صحیح... بی میں کہتا ہوں... دو نوں ہڈی پارڈنیز

اسی بیجاوہ پر اس کے قابو میں آئی ہیں... اگرچہ انہوں نے بھی فائل کی

خلاف چلنے کی پوری پوری کوشش کی ہو گی... لیکن وہ کامیاب نہ جائیں۔"

"

"ان... ان... اناشا کے قیدی۔" "آفتاب نے لوکھا کر کہا۔

"کیوں... تھیس کیا ہوا؟"

"مم... میرا مطلب ہے... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا

ہے۔"

"حد ہو جنی... کیا تم فاروق ہو۔"

"نن نہیں... میں فاروق تو ہرگز نہیں ہوں۔"

"تب پھر فاروق کی روح تم میں طول کر گئی ہے۔"

"نن... ارے... یہ... یہ کیا۔" آفتاب بہت زور سے

اچھا۔ اس کی آنکھوں میں بے تحاش خوف دوز گیا۔

"لک... کیا بات ہے... کیا ہوا... کسی بھونے کاٹ کما

ہے کیا؟"

"م... میرے گھر میں بھونے نہیں ہیں۔" دوست نے تم

کر کہا۔

"تب پھر اس میں اس قدر گھبرانے کی کیا بات ہے۔"

"گھبرانے کی بات یہ ہے کہ میں بھوڑیں سے بہت گھرا

ہوں۔"

"اوہ... جب یہاں بھوڑیں ہی نہیں تو گھبرانے کی ضرورت

کماں سے نکل آئی۔"

"وہ... وہ ضرورت تو ایجاد کی مال ہے تا۔" دوست۔

وہ خلا کر کہا۔

انہیں بھی آگئی... پھر ان کی نظر میں اس پر جم لگیں..."

اسے گھوڑنے لگے۔

"لک... کیا ہوا... اب تم لوگ مجھے کیوں گھوڑنے لے۔"

میں مجرم کا ساتھی نہیں ہوں۔"

"الیکی کوئی بات ہم نے سوچی بھی نہیں... لیکن... "شوکی

لے سر د آواز میں کہا۔

"آپ کا یہ لیکن بہت خوفناک ہے... بالکل انکل جمیش جیسا

ہے۔" آفتاب نے گویا خبردار کیا۔

"اور میں کہہ چکا ہوں... کہ میں ان کی نفل جان بوجھ کر

نہیں کر دےتا۔"

"خیر تو ہے... ہم اپنے دوست احسان کو کیوں گھور رہے

ہیں۔"

"سوال یہ ہے... اگر ہمارے اس بارے کے مجرم کو مستقبل کا

کوئی علم نہیں... یعنی غرب ہا علم اسے ہو ہی نہیں سکتا... تب پھر اس

نے یہ کیسے معلوم لریا کہ ہم یہاں آئیں گے... احسان میاں کے

بادے میں اسے کیسے معلوم ہوا۔" شوکی نے پر زور انداز میں کہا۔

"خوب! بہت خوب... ہم اپنا کام نہیں سے شروع کریں

گے... اسی لیے احسان کو گھوڑنے لگا تھا اور میرے ساتھ تم بھی

گھوڑنے لگے... ہاں تو احسان میاں... جلدی سے بٹاؤ... آج کل میں

کوئی اچھی تھ تھمارے گھر میں نہیں آیا تھا... کوئی مسرتی... کوئی

معنیک... وغیرہ۔"

"چلی مرمت کرنے والا آیا تھا... وارنگ خراب ہو گئی تھی

اپاک... اسی وقت میں نے باہر آواز سنی... چلی کا کام کروالو... چلی کا

کام کروالو... میں نے سوچا... کسی دکان سے جا کر الائچر یشن کو لاوں کا... اسی غریب سے کروالیتا ہوں۔ لذائیں نے اس سے وارنگ کرائی تھی۔“

”اوہ کیا تم تمام وقت اس کے پاس موجود رہے تھے۔“

”نہیں... ہرگز نہیں... میں کافی بار کسی کام سے اٹھ کر اوہ ہر اور ہوا تھا۔“

”میں تو پھر... مار لیا میداں۔“ آفتاب نے خوش ہو کر کہا۔

”اتنی سی بات سے مار لیا میداں... کمال ہے۔“ احسان نے

جیران ہو کر کہا۔

”ہم لوگ ہمیشہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے میداں مارتے

ہیں... اللہ کی مریانی سے۔“

”آں بھئی... پسلے تو ذرا احسان کے گھر کا جائزہ لیں۔“

انہوں نے مکان میں اپنا کام شروع کیا... پندرہ منٹ کی محنت کے بعد وہ ایک سوچ پورڈ سے چند آلات نکال لینے میں کامیاب ہو گئے۔ اب وہ ان آلات کو حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے... کیونکہ اس قسم کے آلات وہ زندگی میں پہلی بار دیکھ رہے تھے...۔

”یہ... یہ تو پر و فیر انکل کو دکھانے کی چیزیں ہیں۔“

”لیکن پر و فیر انکل اس وقت دشمن کی قید میں ہیں۔“

”تب ہم انکل عقاوں کے پاس چلیں گے۔“

”اوہ بہاں ایسے تمیک رہے گا۔“

وہ پر جو ش اندماز میں اٹھے ہی تھے کہ دروازے پر خوفناک دستک ہوئی۔

وہ مدی طرح اچھلے۔

”وہ جو کوئی بھی ہے... اب تمیں تو یہاں جانا ہی ہے نا۔“
شوکی نے فوراً کہا۔

”ہاں! ٹھیک ہے... پچھلا دروازہ اس طرف ہے۔“ اس
نے بتایا۔

انہوں نے فوراً اس طرف کا رخ کیا... اس وقت دلکش پھر
ہوئی اور اس بار خوفناک انداز میں ہوئی تھی... وہ سمجھ گئے ...
دوروازے پر کوئی دوست نہیں تھا... جو شخص وہ پچھلے دروازے پر پہنچے ...
احسان میاں نے حمدرد دروازے پر پہنچ کر کہا۔
”باہر کون ہے۔“

”وہی... جو شوکی ہر اور زے یہاں ملاقات کر رہا تھا۔“
احسان اچھل پڑا... یہ اسی کی آواز تھی... جس نے فون پر
ان سے بات کی تھی... وہ انہیں بتانے کے لیے مڑا... اور پچھلے
دوروازے پر جا پہنچا... وہ ہاں ہوں کی طرح لکھ رہے تھے...
”وہ... وہی ہے جس نے فون کیا تھا... تم جلدی سے انکل
جاو۔“

”کیسے انکل جائیں... دروازہ باہر سے بند ہے۔“

”کیا... نہیں۔“ ”وہ چلا اتھا۔

”کیا تم چھت کے راستے انکل سکتے ہیں۔“

”نہیں... دامیں باسیں... کوئی چھت ملی ہوئی نہیں۔“

”اب... اب ہم کیا کریں۔“

اوپر

”یہ... یہ اس وقت کون آگیا؟“ شوکی نے پریشان ہو کر
کہا... اور ان کے چہرے احسان کی طرف اٹھ گئے۔
احسان میاں ان کا کافی طبلہ اور وہ اسے بہت اچھی طرح
جانے تھے... وہ پوری طرح ان کا ہم خیال تھا۔

”جسے نہیں معلوم... میں دیکھتا ہوں۔“
”میاں ہم کسی راستے سے انکل سکتے ہیں... اب ہم یہاں رک
ہیں سکتے۔“

”ٹھیک ہے... پسلے میں تم لوگوں کو پچھلے راستے سے نکال
دیتا ہوں... پھر دروازے پر جا کر پوچھوں گا... باہر کون ہے۔“
”نہیں... تم نہیں پچھلا دروازہ تادو... تم دروازے پر جا کر
معلوم کرو... ایک ہی وقت میں دو کام ہوں گے... اوہر تم آنے
والے کے لیے دروازہ ہوں گے... اوہر ہم پچھلے دروازے سے انکل
جائیں گے۔“

”اچھی بات ہے... لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ دروازے پر
میرا کوئی ملنے والا ہو۔“

”کم از کم ہم انہیں پھر دینے کی کوشش تو کر سکتے ہیں۔“
 ”وہ... وہ کیسے؟“
 ”وہ ایسے... کہ میں چھٹ پر چل جاتی ہوں... تم زندگی
 سے بند کر لینا... اب میں چھٹ پر ان سے محفوظ ہوں گی۔“ اس نے
 جلدی چلدی اشاروں میں کہا۔
 ”اوے کے...“ انہوں نے سر ہلا دیے...
 اس کے چھٹ پر جانے کے بعد زندگی اندر سے بند کر دیا گیا۔
 اب آفتاب نے دروازے پر دستک دی۔
 ”کیوں... کھرائے۔“
 ”ہاں! ان حالات میں کھر انہملا۔“ آفتاب نے منہ بنا لیا۔
 ”بہت خوب۔“
 ”دروازہ کھول دیں... ہم آپ لوگوں سے مذکرات کے
 لئے تیار ہیں۔“
 ”واہ... کیبات ہے...“ پھنس کر کما گیا۔
 ”پھر دروازہ کھل گیا... جسے خونخوار قسم کے آدمی اندر
 داخل ہوئے... ساتھی میں ایک عورت تھی...، اس کے ہاتھ میں
 عجیب سایپتوول تھا۔
 ”کیوں... کیسی رہی... ایسا شکا کا اور دیکھا۔“
 ”وو... دیکھا... بالکل دیکھا۔“
 ”اب ہم تم لوگوں کو وہاں پہنچا دے ہیں...“

”اس طرف ان کے ہونے کا مطلب ہے... وہ کتنی ہیں...
 اور چھٹ کے راستے بھی ہماری کوشش ناکام نہ ایس گے... ارے...
 ہاں...“
 یہ کہہ کر شوکی فون کی طرف اپکا... اس نے فوراً آئی جی کے
 نمبر ڈائل کرنا چاہے... لیکن فون کا تار کا تار چاپ کا تھا:
 ”اف! اف۔“ اس کے منہ سے نکلا۔
 اب وہ گھر کے صحن میں ہوں کی طرح کھڑے تھے... اسی
 وقت تیری بار دستک ہوئی... ساتھی ہی کہا گیا:
 ”ہمیں دروازہ کھلوانے کی بھی ضرورت نہیں... تم مکان
 میں قید رہتا چاہتے ہو... شوق سے رہو... ہم باہر موجود ہیں... جب
 باہر ہٹنے کی ضرورت ہو... دستک دے دیتا... ہم کھول دیں گے۔“
 انداز طنزیہ تھا۔
 انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... پھر شوکی نے
 آفتاب سے کہا۔
 ”دروازہ کھول دو... کیونکہ اس صورت حال سے ہم کوئی
 فائدہ نہیں اٹھا سکتے... دروازہ کھولنے پر شاید ہم کوئی کام دکھا
 جائیں۔“
 ”ایک منٹ۔“ رفت نے اشارے میں کہا۔
 آفتاب رک گیا... اس نے سوالیے انداز میں رفت کی
 طرف دیکھا۔

”لگ... کمال۔“
 ”جہاں اناشہ ہے... جہاں تم لوگوں کے ساتھی ہیں۔“
 ”لگ... کیا واقعی۔“
 ”یہ تو خوشی کی بات ہے۔“
 ”تب پھر کون اوہر اوہر بھاگے پھر رہے تھے... سید چے
 بورڈ کی سمتی پہنچ جاتے۔“
 ”تواب پہنچ جائیں گے۔“
 ”اب پہنچ نہیں جاؤ گے... پہنچا دیے جاؤ گے۔“
 ان الفاظ کے ساتھ ہی نزکر دبادیا گیا... وہ گرتے چلتے گئے۔
 ”انہیں باندھ کر گاڑی میں ڈال دو۔“ عمرت کی آواز
 امیری۔

”لیں سر۔“
 جلد ہی ان چاروں کو گاڑی میں پھینک دیا گیا... وہ کھل طور پر
 بے ہوش تھے...
 وہ نہ جانے کتنی دیر بے ہوش رہے... یہاں تک کہ باری
 باری ہوش میں آگئے... پھر آفتاب کی آواز امیری۔
 ”ہم... ہم کمال ہیں۔“
 ”شاید کسی گاڑی میں۔“
 انہوں نے اپنا جائزہ لیا... بدی طرح رسیوں سے بندھے
 ہوئے تھے۔

”اس طرح جانے سے بکھر تھا، ہم خود میں کردہاں جاتے۔“
 اخلاق نے روٹی ہوئی آواز میں کہا۔
 ”خو صدر رکھو... کی ہوتا تھا۔“
 ”اب بھلا اہم بڑی دوپار بیوں کے لیے کیا کر سکیں گے... ہم
 تو خود پے کار ہو پکے ہیں۔“
 ”وہی ہوتا ہے... جو اللہ کو منکور ہوتا ہے۔“
 ان کا سفر جاری رہا... یہ یہت طویل سفر تھا... کیونکہ اس
 حالت میں انہیں ہوائی سفر تو کراپسیں سکتے تھے، اس سفر کا کچھ حصہ
 لاچ پر بھی کٹا... آخر کار وہ ایک جنگل میں لائے گئے... گھنے درختوں
 کے ایک جھنڈ کے درمیان انہیں ایک بڑی اور شامدار عمارت نظر
 آئی۔
 ”تم لوگوں کی منزل آئی... یہاں سے تم اونچائی کے راستے
 جاؤ گے... ہم دروازے کے راستے۔“ عمرت نے ہنس کر کہا۔
 ”کیا مطلب... اونچائی کے راستے۔“ شوکی کے لمحے میں
 حیرت تھی۔
 ”اوپر دیکھو...“ وہ پھر بھی۔

انہوں نے اوپر دیکھا... کوئی چیز اوپر سے نیچے آرہی تھی...
 میں ان اسی وقت وہ ان پر گری... اب انہیں پتا چلا... وہ ایک جاں تھا...
 وہ اس میں الجھ کر رہ گئے... جاں نے انہیں سمیت لیا... وہ ایک جگہ
 گلزار ہو گئے... پھر جاں اوپر اٹھنے لگا... یہاں تک کہ عمارت سے اوپر

گورت اور اس کے ماتحت آتے۔

”اکو ماڈام چینیا... آؤ... مجھے تمہارا ہی انتظار تھا... تو تم
میرے پروگرام کے میں مطابق اور میں وقت پر انہیں بیساں لے
آئیں... قائل میں ان کے بیساں عکسیں کا وقت بھی لکھا ہے...“
”لل... لیکن سڑاٹا۔“ ماڈام چینیا نے پریشانی کے عالم
میں کہا۔

”لیکن کیا... یہ لیکن کہاں سے پک پڑا!... میرے پروگرام
میں کوئی لیکن ویکن نہیں ہے...“ اہاشاگر جا۔

”ہے سڑاٹا ہے۔“ ماڈام نے سرداواز میں کہا۔

”لک... کیا مطلب... آخر دہ کیا ہے۔“

”ان لوگوں نے بھاٹپ لیا ہے... کہ آپ نے پلے سے
قابل کس طرح ترتیب دی ہے۔“
”لیا... نہیں...“ وہ وحاظا۔

ساتھ ہی وہ بڑی طرح اچھلا... اس کا چہرہ تن گیا... پریشانی
پر بے شمار سلوٹیں پڑ گئیں



انھیں گیا... اب وہ عمارت کے اندر نیچے اترنے لگا...“

”اوہ... اوہ... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں تھے۔“ انہوں نے
شوکی کی کانپتی آواز سنی۔

انہوں نے نظر میں تھے جمادیں... ایک طرف اسپکٹر جمشید
پارٹی کھڑی تھی... دوسری طرف اسپکٹر کامر ان مرزا یار تھی اور ان
کے سامنے ایک سیاہ پوش کھڑا تھا... ان کے ساتھی زنجیروں میں
ہدھتے ہوئے تھے... اور اوپر دیکھ رہے تھے... جو نہیں جال تھے گرا...
سیاہ پوش کی آوازان کے کاتنوں میں گونجئے گئی:

”ہاہاہا... میں نے کما تھا نا... تیسرا پارٹی پر بھی کام شروع
ہو چکا ہے اور وہ بھی آنے ہی والی ہے... دیکھ لو... یہ لوگ بھی آگے...
انہیں جال سے نکالو بھی... ذرا میں ان کی صورتیں تو دیکھ لوں۔“

”لیں سر۔“ کئی آدمی آگے بڑھے... انہوں نے جال کو
کھول ڈالا...“

”باہر نکلو۔“ حقدارت آمیر انداز میں کہا گیا۔
وہ باہر نکلے کر کئی قدم آگے بڑھ گئے... اچانک اسپکٹر جمشید
اور اسپکٹر کامر ان مرزا چوکے... باقی لوگوں کے چہروں پر بھی حرمت
نظر آئی۔ ان کی یہ حرمت سیاہ پوش سے چچی نہ رہ سکی۔
”کس بات پر حرمت ہے۔“ ”وہ لا۔“

میں اس لمحے وہ گاڑی وہاں آکر رکی... جس میں انہیں
لایا گیا تھا... اوہ دروازے سے گاڑی اندر آئی اس میں سے وہ

ماوام

ہے... فائل پلے ہی جب ترتیب دے لی جاتی ہے... تو اس میں غلطی کی گنجائش کلک بھی کیسے سنی ہے اور اگر پورے منصوبے میں بھی کسی سے ذرا سی بھی غلطی ہو جائے... تو پھر اناشا کا منصوبہ ریت کی دیوار ثابت ہوتا ہے... اگرچہ آج تک ایسا ہوا نہیں، میں نے جتنے بھی منصوبے بنائے... سب کے سب زندگی است کامیاب رہے... اور اس کی بڑی وجہ ہے ہی یہ کہ میں پلے ہی وہ منصوبہ ترتیب دے لیتا ہوں... پلے ہی جان لیتا ہوں کہ میراوشن کیا کرے گا اور جواب میں مجھے کیا کرنا ہو گا۔

”تب تو پھر مشر اناشا۔“ شوکی کی آواز گوئی۔

”تب تو پھر کیا؟“

”تب تو پھر آپ کو ماوام چینیا کی غلطی کی خبر بھی پلے ہی ہو جانی چاہیے تھی؟“

”ماوام چینیا کوئی عام عورت نہیں ہے... بہت خاص عورت ہے... ان سے غلطی کی امید نہیں کی جاسکتی... لہذا میں نے اپنا وہ طریقہ ان پر استعمال نہیں کیا... جس سے مجھے وقت سے پہلے معلوم ہو جاتا تا... کہ وہ کیا کریں گی اور مجھے کیا کرنا ہو گا... اور یہی وجہ ہے کہ مجھے آج یہ دن دیکھنا پڑ رہا ہے... صرف مجھے ہی نہیں... ماوام کو بھی... اور ماوام کا معاملہ سخت ہے۔“

”عن نہیں۔“ وہ چلائی۔

”مجھے افسوس ہے... ماوام۔“

”کچھ... کیا ہو مشر اناشا۔“ ماوام چینیا نے بکھلا کر کہا۔

”مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی... میرے منصوبے میں پہلی بڑی غلطی آپ کی وجہ سے ہوئی۔“

”آپ کا اشارہ کس طرف ہے... میں بھی نہیں... کیا اس طرف کہ ان لوگوں نے کس طرح جان لیا کہ آپ پلے سے فائل کس طرح ترتیب دیتے ہیں... لیکن اس بارے میں بھلا میری کیا غلطی ہے۔“

”نہیں ماوام... تم غلط بھیں اور مجھے افسوس ہے... ماوام... افسوس۔“

”کس بات پر افسوس۔“ ماوام نے زرد پڑتے ہوئے کہا۔

”تمہیں اچھی طرح معلوم ہے ماوام... میں کیا کہ رہا ہوں۔“

”نہیں... مشر اناشا میں بالکل نہیں سمجھ سکی۔“

”ماوام چینیا... تم کوئی چھوٹی بھی نہیں ہو... تم اناشا کو اچھی طرح جانتی ہو... اناشا کے ہاں غلطی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں

موت کے گھاٹ نہیں اتاریں... جو نبی یہ سب مارے چائیں... اس کے بعد میری کری کاٹن دبا دیا جائے۔"

"بھم مادام کی آخری خواہش پوری کریں گے۔"

"بہت بہت شکریہ انشا۔" اس نے فوراً کہا۔

"یہ کیا... یہ آپ نے مجھ سے کس لمحے میں بات کی... اس سے پہلے تو آپ مسٹر انشا کی ترقی رہی ہیں۔"

"اب جب کہ آپ نے رشتہ ختم کر دیا ہے اور مجھے موت کی سزا ناواری ہے... میں آپ کا احترام کر کے کیا کروں گی... آپ جا میں بھاڑی میں... میری طرف سے آپ کتنے کی موت مارے جائیں... مجھے اب نہیں پڑتا۔"

انشا کا پھرہ سرخ ہو گیا... پھر یک دم وہ سکرا دیا۔

"میں آپ کو حملت دے چکا... ورنہ ان الفاظ کا مزرا پچھا دیتا۔"

"آپ نے سزا ناواری... اور جرم بتایا نہیں۔"

"شوکی مرد اور زکی تھدا کہتی ہے۔"

"پاچ۔" اس نے فوراً کہا۔

"اور آپ کو یہاں ان میں سے کتوں کو لانا تھا۔"

"پانچوں کو... اور میں پانچوں کو ہی لا لی ہوں۔"

"نہیں... لیکن تو آپ کی عطا کی ہے... آپ پاچ میں سے چار کو لا لی ہیں۔"

"کیا آپ اپنی مدتوں کی سا تھی کو بھی معاف نہیں کریں گے... اسے ایک موقع نہیں دیں گے۔" اس نے ذوقی آواز میں کہا۔

"نہیں... انشا کے ہال ن عطا کی گنجائش ہے... نہ معافی... جو عطا کرے گا... اسے سزا ضرور ملے گی... میں خفیہ طریقہ سے اپنے غلاموں کو اشارہ دے چکا ہوں اور انہوں نے آپ کو مکمل طور پر ذوب پے لے لیا ہے... آپ چونکہ ہماری بہت پرانی سا تھی ہیں اور آپ نے ہر منصوبے میں بھی ہمارا ساتھ دیا ہے... جو موت آپ کا آسان محسوس ہوتا ہے... میں وہی موت آپ کو دے دوں گا۔"

"عن نہیں... نہیں۔" مادام جیسا نے چیخ کر کہا۔

"پسند کی موت کا اعلان کریں مادام... میں کوئی اور بات سننا نہیں پسند کر دیں گا۔"

"موت کوئی بھی پسندیدہ نہیں ہو سکتی۔"

"لیکن اس وقت آپ کو یہ اختیار دیا جا رہا ہے۔"

"اچھی بات ہے... میں جعلی کی کری پسند کر دیں گی... لیکن۔"

"ہاں ہاں! کہیے... میں مادام کی آخری خواہش ضرور پوری کروں گا۔"

"میں ان لوگوں کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہوں... جب تک یہ لوگ تمام کے تمام اپنے انجام کو نہیں دی جاتے... یعنی جب تک آپ کا منصوبہ مکمل نہیں ہو جاتا... آپ مجھے

"نہ نہیں... نہیں... آپ حساب میں اسے کمزور کب سے
ہو گئے... یہ پائچ ہیں۔"

"اور آپ کی نظر اتنی کمزور کب سے ہو گئی... ان میں ایک
لڑکی ہے... وہ لڑکی کہاں ہے... یہ چاروں توڑوں سے اچھی۔
یہی مطلب؟" وہ بہت زور سے اچھی۔

"ہاں! لڑکی کو تم وہیں پھسوڑ آئی ہو... اور اس طرح میرا
سارا منصوبہ درہامہ دہم ہو گیا ہے... میں اب یہاں رک نہیں سکتا...
اس لڑکی کی طرف سے ضرور گزرا ہو جائے گی۔"

"جیرت ہے... آپ ایک لڑکی سے ڈر گئے اور نہ پھرتے
ہیں لانا شا... منصوبے ساز... سارا انشار چہ اور سارا عیقال جس کے
اشاروں پر ناچتا ہے... مادام نے طفیل انداز میں کہا۔

"ہاں! لیکن میں اپنی فائل کے مطابق کام کرتا ہوں...
فائل کے مطابق اس وقت یہاں شوکی برد اور زپانچوں ہونے چاہئیں
تھے... لیکن یہاں چار موجود ہیں... اور یہ میرے منصوبے میں چالی
خانی ہوئی ہے... میں اس خانی کی وجہ سے اب منصوبے پر عمل نہیں کر
سکتا... میں چار ہاہوں... مادام... چار ہاہوں..."

ان القاٹا کے ساتھ ہی وہاں گیس پھیل گئی... وہ ب آن
کی آن کی میں بے ہوش ہو گئے... ہوش آیا تو وہاں کوئی بھی نہیں
تھا... صرف وہ موجود تھے... یہ مادام چینیا موجود تھی... وہ اسی طرح
ہند سے اور جکڑے ہوئے تھے۔

"یہ... یہ کیا... ہم تو اس طرح ہے ہند سے مر جائیں
گے... یہاں ہمیں کھوٹے کون آئے گا۔" فاروق کی نا امیدی میں
ذوقی آواز سنائی دی۔

"مايوسی گناہ ہے بھی۔" محمود نے اسے ٹوکا۔

"اوہ ہاں ایکن یہاں ان جاہلات میں امید بھی تو دو دو رنگ
نظر نہیں آتی۔"

"ہمیں چاہیے... ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں... ایک
جبشید نے پر سکون آواز میں کہا۔

"بالکل ٹھیک جبشید۔" پروفیسر پولے۔

"ویسے رفت خوب رہی... بلکہ خوب تر رہی۔"

"لیکن وہ اپ تک یہاں پہنچی کیوں نہیں۔" آصف نے ہمرا
سامنہ ہٹایا۔

"وہ بے چاری ہاں ایکلی رہ گئی تھی... ظاہر ہے... ان
لوگوں کے رواد ہونے کے بعد ہاں سے نکلی ہو گی۔ پھر اس نے
وروں کی یستعیٰ تک پہنچنے کی ہر ممکن کوشش کی ہو گی... اللہ اہمیں
رفعت کا انتظار ہے۔" شوکی نے جلدی جلدی کہا۔

"وہ نیبات ہے... جو اس نے دریافت کر لی تھی۔"

"ہمیں اپنے دوست احسان میاں کے گھر سے چند آلات
چھپے ہے تھے... ان آلات کو دیکھ کر ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ اب ہمیں
پروفیسر عقلہ ان صاحب سے ملتا ہو گا... ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ

لوگ دہاں پہنچ گئے...“

”اور وہ آلات؟“

”وہ رفت کے پاس رہ گئے تھے۔“

”ارے باپ رے... تب تو وہ حکل مندی دکھائے گی۔“
انپکڑ کار ان مرزا نے بھکلا کر کہا۔

”میں... کیا کہا... وہ حکل مندی دکھائے گی۔“

”ہاں اودہ فوری طور پر اوہر کارخ نہیں کرے گی... بدھ
پسلے پر و فیر عقلان کے پاس جائے گی...“ انہوں نے فکر مندان انداز
میں کہا۔

”جب تو ہم مارے گئے... اس کے جلد آنے کی رہی سی
امید بھی دم توڑ گئی۔“

”پھر وہی ما یوسی... بھی اللہ سے دعا کرو... رفت تھیں
آئے گی تو کوئی اور آئے گا۔“ انپکڑ جمیل نے مدد بیایا۔

”اس جنگل بیلان میں... وہ بھی گھنے درختوں کے جھنڈ میں
چھپی اس عمارت کی طرف کون آئے گا... جب کہ یہ گزر گاہ تھیں
ہے... اور یوں بھی خطرناک علاقہ ہے...“

”آئے گا... آئے گا۔“ انپکڑ جمیل نے کھوئے کھوئے انداز
میں کہا۔

”کیا آپ کا رادہ گاہ کا نے کا ہے۔“

”نہیں... بلکہ مجھے ایک واقعہ یاد آگیا... بہت پیار واقعہ۔“

59
 ”اوہ واقعہ کیا ہے۔“
 ”اوہ واقعہ ہے... ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کے
ایک بہت پیارے صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور
بہت عجیب واقعہ ہے۔“
 ”جب تو پھر وہ ضرور سائیں۔“
 ”ہاں! کیوں نہیں... لیکن شاید تم نے سنا ہوا ہو گا۔“
 ”پھر بھی آپ سائیں۔“
 ”اچھا... حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیاوی
یقش و حضرت کے بالکل خلاف تھے اور جہاں کسی کو دیکھتے کہ وہ دنیا کی
طرف مل کل ہے... اسے نوک دیتے... نوکتے رہتے... لوگوں نے
ان کی شکاعت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی... وہ اس
وقت خلیف تھے... مسلمانوں کے تیرے خلیف، انہوں نے ابوذر
غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کما کر وہ رینڈہ پٹلے جائیں... رینڈہ ایک
بستی کا نام ہے... جو دینے سے باہر چھی... آپ دہاں پڑے گئے ان
کے ساتھ ان کی بیوی بھی تھیں... رینڈہ اس وقت بے آباد جگہ تھی...
دہاں کوئی بھی اور شخص آباد نہ تھا... اللہ آپ تھائی کی زندگی دہاں پر
کرتے رہتے... جب آپ کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی
ہدی سے کہا... میں مرنے کے قریب ہوں... اس طرف سے کچھ
لوگ آئیں گے... وہ میرا جتازہ پڑھائیں گے... ان کے لیے جانور
ذبح کر کے کھانا تیار کرنا... وہ مسافر ہوں گے... جو دی تے یہ سن کر

کما... اس جنگل میباں میں کون آئے گا ہلا، اس پر انہوں نے جواب دیا...
میرے نبی مکھتہ نے مجھ سے فرمایا تھا۔ تم اکیلے رہو گے،

اکیلے رہو گے... البتہ تمہارا جنازہ کچھ لوگ پڑھائیں گے... سو مجھے اپنے نبی کی بات پر پورا لیٹھن ہے... اس طرف سے ضرور کچھ لوگ آئیں گے... تم دیکھ لیتا۔"

پھر ان کی وفات ہو گئی... جو ہی بے چاری ایک ٹیلے پر چڑھے کر لوگوں کی راہ پر یکھتی رہی... اور آخر انہیں دور سے کچھ لوگ آتے نظر آئے... نزدیک آئے تو انہوں نے انہیں بتایا کہ یہاں ان کے ایک بھائی کی وفات ہو گئی ہے... جب انہوں نے میت کو دیکھا تو پچان لیا اور بولے... یہ تو لاذر غفاری ہیں... پھر انہوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور انہیں دفن کیا... اور ہر یوں نے ان کے لیے کھانا تیار کیا... سو میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ اس ولقتے کو یاد کرنے کے طائل... اس ولقتے کا ذکر کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ یہاں بھی کوئی بھی دیں گے۔"

"ان شاء اللہ۔" ان سب کے من سے نکلا۔

"ویسے شوکی... ہم نے تم لوگوں کی تفصیل ابھی تک نہیں سنی... ذرا بتاتا... کیا کچھ کرنے کے بعد یہاں پہنچے ہو۔" اسکر جشید نے کہا۔

شوکی تفصیل سنانے لگا... باقی لوگ مسکراتے رہے۔ جب"

اس پیغام تک پہنچا تو باتی لوگ زور سے پوٹکے... جب کہ اسکر جشید مسکراتے تھے... انہوں نے اس کی مسکراتت کو دیکھا اور فاروق
پہنچے بغیر نہ رہ سکا۔

"تو کیا وہ پیغام آپ کی طرف سے تھا؟"

"ہاں... پیغام تو یہ تھا کہ شوکی اور ہر پہنچ جاؤ... لیکن خفیہ پذیرت یہ تھی کہ اناشائی امید پر ہر گز پورانے اترنا... اور ان لوگوں نے واقعی زبردست کو شش کی... لیکن اناشائی معلومات پر بھی حرمت ہوتی ہے... اس کے آدمی بھی احسان میان کے گھر تک پہنچ گئے... اس وقت تک اگر کوئی کامیاب رہا ہے... تو وہ ہے... رفت۔"

"رفت... " ان سب کے من سے نکلا۔

اور پھر انہوں نے ہاں ایک آواز سنی... ایک پر ہول آواز... انہیں اپنے رو تکڑے کھڑے ہوتے گھوس ہوئے۔



اناشا

آئی تی اقوار عالم کے فون کی گھنٹی جی... وہ کسی فائل میں گم تھے، انہوں نے بے خیالی کے عالم میں ریسیور الٹلیا...
”انوار عالم ہات کر رہا ہوں۔“

”یہ میں ہوں انکل۔“ رفتہ نے دلی آواز میں کہا۔
”میں کون؟“ انہوں نے بہت اسامت ہٹایا۔
”اوہ وہ انکل میں۔“ اس نے قدر سے زور دے کر کہا۔
”آخر کون میں۔“
”حد ہو گئی انکل... میں ہوں... میں۔“

”اب میں سمجھا... یہ تم ہو...“
”ہم تیلہ انکل۔“
”اوہ اچھا... تم کہاں سے بات کر رہی ہو۔“
”کچھ نہ پچھیں انکل... میں آپ میرے لیے کچھ انتظامات کر دیں... فوری طور پر۔“

”میں کن رہا ہوں... بتاؤ۔“
وہ بتانے لگی... آدھ گھنٹے بعد وہ ایک گاڑی میں بیٹھ کر

پروفیسر عقلان کے پاس پہنچ گئی... وہ اسے دیکھ کر چکے۔
”تم اکلی ہو رفت۔“
”اکل خاموش۔“ اس نے فوراً کہا۔
”خلط... میرا نام اکل خاموش ہرگز نہیں ہے۔“ انہوں نے منہ ہٹایا۔
”یہ دیکھیں... یہ کیا ہے۔“
رفعت نے وہ آلات ان کے سامنے کر دیے... وہ ان آلات کو جھرت ہٹری نظروں سے دیکھنے لگے... پھر زور سے اچھے۔
”یہ... یہ کیا... یہ تمہیں کہاں سے ملے ہیں۔“
”تفصیل سنانے کا وقت نہیں ہے... میں بہت جلدی میں ہوں... آپ ان پر کام کریں... میں باقی لوگوں کو لے کر بہت جلد آپ کے پاس آری ہوں۔“
”اور باقی لوگ کہاں ہیں۔“ وہ ڈالے۔
”یہ بتانے کا وقت بھی نہیں ہے۔“
”تب پھر کیا بتانے کا وقت ہے تمہارے پاس۔“ وہ جھلانے لگے۔
”میں یہ بتانے کا وقت ہے میرے پاس کہ کچھ بتانے کا وقت نہیں ہے۔“
”حد ہو گئی یعنی کہ۔“ وہ چلائے... انداز مبار بیٹھنے کا تھا...
لین رفت تو انشکر دوازے کی طرف دوڑ کا پچھی تھی۔

میں نہیں ڈالوں گی... میرا مطلب یہ تھا کہ گاڑی کی پشت دروازے سے لگا کر بیک گیر لگائیں اور ایکسی لیٹر دبادیں... اس صورت میں تو نہ آپ کو کوئی خطرہ ہو گا... نہ گاڑی کو۔

”پاں ایسے ہو سکتا ہے۔“

”تب پھر پسلے بھی کریں... اگر کام نہ ہا تو آنکھہ بعد میں آزمائیں گے۔“

”لیکن آنکھہ پسلے کیوں نہ آزمایا جائے۔“

”اس لیے کہ دوسری طرف اگر دشمن موجود ہے... تو وہ آنکھے کی رہی کاٹ ڈالے گا اور خالی رہیں الجھ کتی۔“

”اچھی بات ہے... پسلے گاڑی کو آزمائیتے ہیں... دیے یہ ایک پیش گاڑی ہے...“

”آپ کا مطلب ہے... یہ تھی ہے... آپ فکرنا کریں... اگر گاڑی تباہ ہوئی تو میرے ساتھی آپ کو ایسی نئی گاڑی خرید دیں گے۔“

”اوہ... یہ بات نہیں... میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ بہت مضبوط ہے... ہو سکتا ہے... دروازہ توڑ ڈالے۔“

”اس سے اچھی بات کیا ہو سکتی ہے بھلا۔“

اب ڈرائیور نے گاڑی کا پچھلا حصہ دروازے سے لگا دیا اور پھر اس کا پورا زور لگادیا... اچانک ایک ہولناک آواز انہری... دروازہ ٹوٹ کر دوسری

”کب تک امید رکھوں... تم لوگوں کے آئے گی۔“

”پچھے نہیں کہ سکتے، حالات غیر معمونی ہیں۔“

اس نے باہر نکلتے ہوئے بلند آواز میں کہا... پھر وہ اس گاڑی میں نہ معلوم منزل کی طرف روانہ ہو گئی... اسے ہوائی سفر بھی کرنا پڑا... وہاں پھر ایک گاڑی اس کے لیے تیار تھی اور آخر وہ درختوں کے جنہدے سے چھپی اس عمارت تک پہنچ گئی... اس جگہ اس اس کے ساتھ گاڑی کا ذرا تیور آیا تھا... وہ اور کسی کو بھی ساتھ نہیں لائی تھی... گاڑی میں البتہ ایک موڑا اور بڑا رس ضرور موجود تھا... اس کے ایک طرف آنکھہ لگا ہوا تھا...“

”یہ ہمیں عمارت کی دیوار کی دوسری طرف پہنچانا ہے... امید ہے یہ دوسری طرف کیسیں پہنچ جائے گا۔“

”میں نے ایسے کام کبھی نہیں کیے۔“ اس نے کہا ”میں خود پھینک دوں گی... اچھا یہ تائیں... کیا یہ گاڑی ان دروازے کو توڑ سکتی ہے۔“

”گاڑی اگر پوری رفتار پر لا کر دروازے سے لکر آئی جائے تو شاید یہ ٹوٹ جائے... یا پھر گاڑی تباہ ہو جائے گی اور ساتھ میں میں بھی مر جاؤں گا۔“ اس نے ہوتاؤں پر زیان پھیری... کیوں نکلے اس پڑالیات تھیں کہ رفتہ کا ہر حکم بلا چون وجہ امانے۔ اس کی حالت دیکھ کر رفتہ مسکراوی...“

”آپ پر بیان نہ ہوں... میں بلاوجہ آپ کی زندگی خطر۔“

طرف جاگر اور گاڑی اندر تک چلی گئی... اگر ڈرائیور پھرتی سے
بدریک نہ لگا وہ بتاتوہ ان کے ساتھیوں پر جاگرتی...
اوہ رفتہ اندر کی طرف دوڑ لگا چکی تھی... وہ اسے دیکھ
کر اور رفتہ انہیں دیکھ کر چلا اسے۔
”وہ مارا۔“
ایسے میں وہاں انسان کی آواز اُھری۔

”تم لوگوں کو آزادی مبارک ہو... مارت کے اندر ایک
کمرے میں تمہیں وہ قائل مل جائے گی... جس میں ساری روودا اپنے
لکھ دی گئی تھی... قائل کی چاندی قائل کے اوپر ہی مل جائے گی...
ہر قاتل کے لیے چاندی لگانا پڑتی ہے... اب تم کیا کرو گے... میں
جانتا ہوں... اور اس کے بعد والی قائل ترتیب دینے میں مصروف
ہوں... تم وہی کرو گے... جو میں لکھ دوں گا... ہاں بس... صرف اور
صرف وہی کرو گے... یہ قائل اس کا شہوت ہے... اب تک تم نے
وہی کیا ہے... جو میں لکھ چکا ہوں... فرق کہیں پڑا ہے... تو رفتہ
کے یہاں باقی لوگوں کے ساتھ نہ چنچنے کا پڑا ہے... باقی کہیں کوئی
فرق نہیں پڑا... اور نہ آئندہ پڑے گا... میرا منصوبہ کیا ہے... یہ تم
سوچ بھی نہیں سکتے... تم لوگ یہ خیال کرتے رہے ہو... کہ میں نے
ہر دل کی بستی پر قبضہ کر لیا تھا تاکہ خائنان کے باغیوں کو اسلو
پنچاتے رہیں... تاکہ خائنان میں مضبوط ترین اسلامی حکومت قائم
نہ ہو... لیکن نہیں... یہ کام اس بستی میں ہو تا ضرور رہا ہے... لیکن
میرے منصوبہ کا اس کام سے دور کا بھی واسطہ نہیں... ہاں میں نے

اس بستی کو اس کام کے لیے پسند ضرور کیا تھا اور خانستان کے باغیوں نے مجھے یہاں کام کرنے کی تکمیل اجازت دی تھی... کیونکہ میر املک بھی ان کی پوری مدد کر رہا ہے... اور یہ مدد وہ شار جہستان کی مدد سے کرتا ہے... لیکن اس کا اسلحہ پسلے شار جہستان پہنچتا ہے... پھر شار جہستان کی مدد سے ان بااغیوں کو ملتا ہے... اور بھی کتنی مدد انہیں اسلحہ پہنچا رہے ہیں... پتا نہیں بے وقوفوں کو کیا ہو گیا ہے... ان لوگوں سے... تھوڑے سے لوگوں سے ذریعے کیا ضرورت پیش آگئی ہے... بہر حال... یہ ملک خانستان سے خوف زدہ ہیں اور میں سمجھتا ہوں... یہ خانستان سے نہیں... اسلام سے خوف زدہ ہیں... میں نے ان بے وقوفوں کو بہت سمجھایا ہے کہ اب جیسی خوف کھانے کی کوئی ضرورت نہیں... ہم نے مسلمانوں کو فرتوں میں باتش بیا ہے... وہ اب آپس میں لڑتے رہتے ہیں... غیر مسلموں سے جہاد کا تو اب انہیں خیال نہیں آتا... لیکن اس کے باوجود یہ لوگ خوف زدہ ہیں... ان کا کہتا ہے کہ اگر خانستان سے فرقہ بندی یک سرثمر ہو سکتی ہے... تو باقی مسلمانوں میں سے کیوں ختم نہیں ہو سکتی۔ یہ لوگ کسی وقت بھی جاگ سکتے ہیں... اور خطرناک ٹھاٹ ہو سکتے ہیں... اب معلوم نہیں... اس بارے میں میر اخیال درست ہے... یا ان سب کا۔

”اُس بات کو چھوڑیں... یہ تائیں... منصوبہ کیا تھا۔“

”اس وقت تک کا منصوبہ یہی تھا کہ تم لوگوں کو گھیر گھار کر سال لایا جائے اور شار جہستان کے حوالے کر دیا جائے۔“

”تو کیا اب پر و گرامبدل گیا ہے۔“

”اُرے نہیں... شار جہستان کی فوج تم لوگوں کو پوری طرح گھیر پھی ہے... تم لوگ پر و فیسر عقلان کے پاس جانا چاہئے تھے... پر و فیسر عقلان تک تم بھی نہیں پہنچ سکو گے... ہاں اُمیں نہیں ان کے پاس پہنچا دوں گا۔“

”کیا مطلب؟“ ان پکڑ جمیں نے پریشان ہو کر کہا۔

”رفعت ان سے رخصت ہوئی تو میرے آدمی انہیں الٹا لائے تھے... اور اب وہ بھی میرے قبضے میں ہیں... آلات صرف انہوں نے دیکھے ہیں... لہذا ان سے آپ لوگوں کی ملاقات نہیں کرانی جا سکتی... اب تم لوگ شار جہستان کے قیدی بن گر رہو گے۔“

”عن... نہیں... نہیں۔“ وہ بارے خوف کے چلائے۔

اب جو انہوں نے چاروں طرف دیکھا... تو ہر طرف شار جہستان کے فوجی کھڑے نظر آئے... ان کے پاس ہر قسم کا اسلحہ تھا... اور وہ پوری طرح ان کی زدہ میں تھے۔

”یہ... یہ کیا ہوا؟“ شوکی نے لاکھلا کر کہا۔

”ایسا بھی ہوتا ہے...“

اب فوجی ان کی طرف بڑاہ رہے تھے... ان کی تعداد اس قدر تھی کہ وہ ان سے مقابلہ کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور پھر... وہ اس وقت بالکل نستے تھے... جب کہ دوسرا طرف اسلحہ تھی اسلحہ تھا...“

"اس... اس کا مطلب ہے... ہم اس فائل کو بھی نہیں پڑھ سکتے۔"

"ایک آدمی اندر جا کر فائل لاسکتا ہے... میری آواز یہ فیڈ سن رہے ہیں... اور انہیں شارجستان کے کمائٹر اچیف کی طرف سے پہاہت ملی ہے کہ وہ میری ہدایات کو مانیں گے... لہذا تم جاؤ... اور فائل انھا لاو... جیل کی کوٹھری میں وہ فائل تم لوگوں کو کسی جا سوئی اور سماں تاول کامز اوے گی۔"

"لیکن یہ بات کیا ہوئی... اباشا صاحب تو اس طرح عابر ہو گئے جیسے گدھے کے سر سے یتگ..."

"انہوں نے اپنی فائل بد کر دی ہے... جو نہی فائل کے خلاف کوئی بات ہو جاتی ہے... پھر وہ اس پر کام نہیں کرتے..."

"ان کا منصوبہ تھا کیا؟"

"یہ ان کے سوا کوئی نہیں جانتا... یہاں سے رخصت ہوتی وقت انہوں نے سوچا... تم لوگوں کو ستائیکوں پچوزا جائے... ہمارے حوالے کیوں نہ کر دیا جائے... لہذا انہوں نے ہم سے بات کی... ہم نے کہا... نیکی اور پوچھ پوچھ... تم لوگوں سے تو ہمیں جنم کے بد لے لینے ہیں۔"

"جم جنم کے بد لے... یعنی... پیدا ہونے سے لے کر اب تک کے۔"

"بلکہ اس سے بھی پہلے کے... سلطان محمود غزنوی کے

زنانے کے بد لے... جس نے ہم پر سڑھ جلتے کیے تھے... ہمیں تو ابھی ان مخلوق کا بد لے بھی لیتا ہے۔"

"ارے باپ دے... وہ بد لے آپ لوگ ہم سے لیں گے۔"

"ہاں! مسلمانوں سے لیں گے... آپ کیا مسلمان نہیں ہیں... اگر موت کا خوف طاری ہو گیا ہے تو ہندو ہونے کا اعلان کرو... جان ج جائے گی۔"

"تو پہ تو بہ... کیسی بھروسہ بھی باتیں کر رہے ہیں... ہم اور موت سے ڈر کر اپنا دین پھرزو دیں..."

"خیر خیر... تم جانو... اب کوئی جانے اور فائل لے آئے۔"

"میں جاتا ہوں۔" انپکٹر کا مردانہ مرزانے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

انپکٹر جشید نے سر پلا دیا... وہ آگے چڑھے گئے... پھر ٹوارت کے اندر ورنی حصے میں داخل ہو گئے اور ان کی نظروں سے او جیل ہو گئے... جلد ہی وہ باہر نکلے... ان کے ہاتھوں میں ایک بڑے سائز کی فریم نہا کوئی چیز تھی... اس کے اوپر باقاعدہ چاقی لگی ہوئی تھی... وہ کافی موٹی تھی...

"تو یہ ہے وہ فائل۔" نزدیک آنے پر شوکی نے سرد آہ بھری۔

"کیوں... کیا ہوا؟" انپکٹر جشید سکراۓ۔

"پا نہیں انکل... کچھ عجیب سامحوں ہو رہا ہے... اباشا کا

کھیل انہی تک ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔“

ہمیا۔

”اوہ ہاں... اچھا۔“

اور پھر انہیں وہاں سے آگے لے جایا گیا... راستا پلازی تھا انہیں کئی پہاڑی دروازے سے گزرنی پڑا... دونوں ٹکوں کے درمیان پہاڑی علاقے سرحد کا کام دیتا تھا... پہاڑ بند و بالا تھے اور ان کے درمیان راستے نہیں تھے... لیکن اس وقت انہیں راستا نظر آ رہا تھا... گویا ان لوگوں نے راستا خود بنا لایا تھا اور اس راستے کے بارے میں ان کی حکومت تک کو علم نہیں تھا... یہ شارجستان کے فوجوں کی کارروائی تھی...“

وہ تیزیت زدہ سے چلتے رہے... اب یہ سوال ان سب کے دماغوں میں گونج رہا تھا... اہاشماکا منصوبہ کیا تھا... وہ ایک ذرا سی بات پر سارا منصوبہ درمیان میں پچھوڑ کر کیوں چلا گیا... بھلا ایک رفتت کے پیچے رہ جانے سے اسے کیا فرق پڑ گیا تھا... اتنے بڑے بڑے کام کرنے والا... ایک ذرا سافر قریب پر جانے پر اس قدر خوف زدہ کیوں ہو گیا تھا... یہ بات ان میں سے کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی...“

”شاید میں سوچ سوچ کر پا گل ہو جاؤں گا۔“ شوکی ہو ہو ایسا۔

”انہی نہیں ہیں... انہی تو ہمیں بہت کام کرنا ہیں۔“

”اب جیل میں رہنے کا سوا کیا کام رہ گیا ہے۔“

”وقت سے پہلے کچھ نہیں کا جا سکتا... مس اللہ کو یاد کرو۔“

الپٹکر کا مردانہ میرزا نے منہ ملیا... یہ اشارہ تھا اس طرف کہ ایسی باتیں نہیں کرنا چاہئیں۔ راستا خاموشی سے مٹے کرنا چاہیے... کوئی نکر منہ سے کوئی ایسی بات نہیں سکتی ہے، جس سے دشمن فائدہ اٹھا سکتا ہے... لہذا نہیں نہیں چھپ سادھے لی... اور اللہ کے ذکر میں لگ گئے... انہیں تین گھنے تک پیدل چلتا پڑا... وہ بڑی طرح تھک گئے... سب سے بر احالت پر و فیسر داؤ د کا تھا... ایک جگہ تو وہ گرفتی چڑے... اب ان پکڑ جمیش سے رہا نہ گیا۔

”سنو بھی... آخر اور کتنا چلا ہے... میرے ہزار سو ستمیں کم از کم اب پیدل نہیں چل سکتے... میریاں فرمائ کر انہیں کم از کم گازی پر ٹھاکریں۔“

”گازی میں ٹھاکریں... ایک قیدی کو... ہماری کمال کھینچ لیں گے ہمارے آفیسر۔“ اس نے آنکھیں نکالیں۔

”تب پھر مجھے اجازت دیں... میں انہیں اپنی کمر پر لاد کر لے چلوں۔“

”بھلا اس میں نہیں کیا اغراض ہو سکتا ہے... ضرور ایسا کریں۔“

”شکر یہ بہت بہت۔ آپ نے اتنی بات تو مانی۔“

یہ کہ کر دو پر و فیسر داؤ کی طرف بڑھے:

”آپ میری کمر پر آ جائیں۔“

"نہیں... نہیں... جمیشید... تم اتنی دیر تک چلنے کے بعد
کس طرح اٹھا سکو گے۔"
"آپ اس کی فکر نہ کریں... میں بالکل حکمن محسوس نہیں کر
رہا۔" وہ مسکرائے۔

"میں... میں یہ بات نہیں مان سکتا۔"
"اوہہ! آپ آئیں۔"

انہوں نے زبردستی انہیں کمر پر سوار کر لیا، وہ اڑے اور
کرتے رہے گئے... اس حالت میں انہیں ایک گھنٹا اور چلتا پڑا... وہ ٹھک
کر چور ہو گئے... فوبی تو پیچھے آنے والی گاڑیوں میں باری باری میختہ
رہے تھے... اتر رہے تھے... مطلب یہ کہ ان کی پیچھے فوجیوں کی
گاڑیاں تھیں... ان کے ساتھ جو فوجی پیدل مل رہے تھے وہ ایک
جھنٹے کے بعد ڈیونٹی تبدیل کر لیتے تھے... ان کی جگہ گاڑیوں سے نئے
آجائے تھے... اس لیے ان کے تھکنے کا سوال ہی نہیں تھا۔

"آخر خدا کر کے سفر فتح ہوا... انہیں ایک بلاے خیے
کے ساتھ لا کھڑا کیا گیا... یہ خیمہ بھی پہاڑوں کے درمیان تھا...
"کرفی براٹا... آپ لوگوں کو دیکھنا چاہتے ہیں۔"
"ہم کیا کر سکتے ہیں... ہم ٹھہرے قیدی۔" اپنکر جمیش
نے منہ نہایا...
اب انہوں نے پروفیسر صاحب کو نیچے اتار دیا تھا... وہ سب

ایک قطار میں نیچے گی طرف من کر کے کھڑے تھے...

"آپ لوگ اپنے ہاتھوں کی الگیوں کو الگیوں میں ڈال کر
بھیلیاں سردوں پر رکھ لیں... جس طرح قیدی کھڑے ہوتے ہیں...
کرفی براٹا یہت غصے والے آدمی ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔" انہوں نے حکم کی تتمیل کی۔

آدھہ گھنٹہ تک وہ اسی طرح کھڑے رہے... بڑی طرح پیچ
وتاب کھاتے رہے تھے کہ بالا وجہ کھڑا رکھا جا رہا ہے... آخر خیے کا
پر دو درمیان سے انخلا دیا گیا... اور ایک چوڑا چکلا اور لہسا آدمی ان کے
سامنے آکھڑا ہوا... اس کے پیچے پرہادی بہت بخشن شکی۔

"تو یہ ہے ہمارے اناشاکی طرف سے ہمارے لیے تھا...
تجھ پسند آیا... انہیں کامی بیبل میں پہنچا دو... اس بیبل سے آج تک
کوئی قیدی بھاگ نہیں سکا... ہم میتھے میں ایک بار ان سے ملاقات کیا
کریں گے... ویسے نہیں ہے... یہ ہمارے لیے بہت مقید ٹھہٹ ہو سکتے
ہیں... ہم ان کے بد لے اپنے بہت خاص آدمی پاک لینڈ کی حکومت
سے چھڑا سکتے ہیں... لہذا میں آج ہی کماٹر سے بات کروں گا اور وہ
صدر سے بات کریں گے... اگر پاک لینڈ نے منکور کر لیا تو اس
صورت میں شاید ہم انہیں زیادہ دن یہاں شرکھ سکیں... لہذا انہیں
عزت و احترام سے یہاں سے لے جایا جائے... اور یہ کیا... بے
دغوف آدمی... تم نے ان کے ہاتھ سردوں پر کوئی رکھوائے... یہ
بہت معزز لوگ ہیں... آپ لوگ ہاتھوں گراؤں۔"

ان کی حرمت بڑھ گئی... اس نے تو ان سے کوئی سخن

سلوک نہیں کیا تھا... اور جوبات اس نے کہی تھی... اس صورت میں تو فوری طور پر ان کی واپسی ممکن تھی... چھروہ خیسے کی طرف پلت گیا... انہیں جیل میں لا کر ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔

”ان کا پروگرام یہ ہے کہ ہم قیدیوں کے بد لے اپنے ملک پہنچیں اور ہمارا خوب مذاق اڑائے... لوگ ہم پر نہیں... طوکریں... بھٹکیں...“ شوکی نے وہی آواز میں کہا۔

”ہاں! شوکی... یہی بات ہے... لیکن ہم ان کی یہ نواہش پوری نہیں ہوتے دیں گے... ان شاء اللہ... پروفیسر صاحب ہمارے ساتھ ہیں۔“

”ہاں! بھئی... کیوں نہیں... تم فکر نہ کرو۔“

”کویا آپ کے پاس۔“ مکھن نے کہنا چاہا۔

”کوئی کام کی بات کرو...“ آصف نے فوراً اسے فوک دیا۔

”اس جیل میں میں کام کی بات کھاں سے لاوں۔“ مکھن چونکا۔

ایسے میں انہوں نے بھاری قدموں کی آوازیں سنیں... انہوں نے دیکھا... ایس پی جیل اپنے چند ماتحتوں کے ساتھ یہاں اکڑ فوٹ سے قدم اٹھاتا چلا آ رہا تھا... ان کی کوٹھڑی کے سامنے رک کر چند لمحے تک وہ انہیں غور سے دیکھتا رہا... پھر حقارت سے بولا۔

”تو یہ ہیں وہ سورما... جو یہے مشور و معرف ہیں۔“

”لیں سر...“

”کیا خیال ہے... ان کی ساری مشہوری اور معروفیتی نکال دی جائے آج کی رات۔“

”حکم نہیں ہے سر... کہ یہ اذکار کی بدایات ہیں کہ ان کے بد لے ہم اپنے بہت اہم فوجی قیدی والبین لیں گے۔“

”وہ جب لیں گے... لیں گے... ہم انہیں جان سے نہیں ماریں گے کہ ان کے بد لے میں قیدی نہ لے سکیں... لیکن ان کی مرمت بہت ضروری ہے... ورنہ شاد جہستان کی جیلوں کو اپنے ملک میں یاد نہیں کریں گے۔“

”بھیسے آپ کی مرضی سر... میں کیا کہ سکتا ہوں۔“ اس کے ماتحت نہ کہا۔

”تم سے کسی نے پکھ کرنے کے لیے کہا کہ ہے...“ ایس پی غریباً۔

”وہ سُم گیا...“
”ان لوگوں کو باہر نکالو... اور میدان میں لے آؤ... آدمی رات کے وقت ان کی مرمت کا نظائر اہی اور ہو گا۔“

”لیکن سر... ابھی تو شام کا وقت ہے۔“

”بے وقوف امیں نے کب کہا کہ اس وقت آدمی رات ہے۔“

”ابھی آپ نے کہا... آدمی رات کو ان کی مرمت کا نظائر اہی اور ہو گا۔“

"اور میں نے غلط نہیں کیا... مرمت آدمی رات کو شروع ہو گی... تم اس سے پہلے انہیں میدان میں لکھا کر دو... کھڑے رہیں گے یہ آدمی رات تک... کیا کبھے۔"

"اب بالکل بچھ گیا سر۔"

"لیکن دیر سے کبھے ہو۔" اس نے منہٹا یا۔

"مم... معافی پا ہتا ہوں سر۔"

"معافی چاہئے سے تم جلدی تو نہیں سمجھنے لگ جاؤ گے۔" اس نے جل کر کہا۔

اور پھر دہاں کا نشیلوں کی بھماری تعداد لائی گئی... وہ سب کے سب اسلو سے لیس تھے... ان کی موجودگی میں انہیں کو غہری سے نکالا گیا... وہ اس بیل کے راستوں سے واقف نہیں تھے... ورنہ اس وقت ان کے لیے دہاں سے لٹک آسان تھا... اس کے پروگرام نے انہیں الجھن میں ڈال دیا تھا... ورنہ آدمی رات کے وقت تو وہ اپنا کام کرتے... مرمت کے بعد ان میں اتنی سکت ہوتی بھی یا نہیں... کہ دہاں سے فرار ہو سکتے... ان خیالات نے انہیں الجھن میں ڈال دیا تھا...

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... جیسے کہ رہے ہوں۔

"اب کیا کریں۔"

آخر انپکٹر جشید نے سر سرا تی آواز میں کہا۔

"ایس پی صاحب... ہم اپنی مرمت نہیں کرائیں گے۔"
"کیا... کما... مرمت نہیں کرائیں گے۔" وہ چونک کر ان کی طرف گھوما۔

"ہاں! اس لیے کہ ہم قابل مرمت ہیں ہی نہیں۔"

"خوب! یہ ایک ہی کسی... تم لوگ مرمت کے قابل ہو یا نہیں... یہ سوچنا سیر الکام ہے... تم لوگوں کا نہیں۔"

"ٹھکریہ ہمارے خیال میں مرمت کے قابل آپ ہیں۔"
"کیا کہا۔" وہ دھڑا... پھر تیر کی طرح ان کی طرف آیا اور

ایک مکاتاں کر ان کی ناک پر دے مارا... لیکن اس کی کالی انپکٹر جشید کے ہاتھ میں آگئی اور مکاتاک تک نہ پہنچ سکا اور یہی وہ چاہئے تھے...

فوری طور پر انہوں نے اس کا بازو مردوڑ کر کر سے لگادیا اور کالی پر زور لگاتے ہوئے گردن کے گرد بازو ڈال دیا...
خبردار... اگر میں نے ذرا سازور اور لگادیا تو تمہاری گردن

نوت جائے گی... کیا تم اس بات کو محسوس کر سکتے ہو۔"
ہاں! اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"تب پھر اپنے ان تمام ماجھتوں سے کو... یہ اسلو گرا دیں۔"

"اسلو گرا دو۔" وہ سست اور تکلیف دہ آواز میں لا۔
ماجھتوں نے حکم کی تعیین کی...

"چلو بھئی... اسلخ انخلاءو... جلدی کر دو... اور جادو۔"
"یہ... یہ کیا کہا... جادو۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔
"جھنے کی آواز سن بدی لو گے۔"

انہوں نے رائٹنگ انجھالیں...

"تم لوگ ہاتھ پر انخلاءو... اور قطار میں کھڑے ہو جاؤ۔
ورنہ۔" اسپکٹر کامران مرزا سر و آواز میں بولے۔
انہوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی... وہ سب ان کی کروں کی
طرف آگئے اور رائٹنگوں کے مت جلدی جلدی ان کے سروں پر
چلتے چلے گئے... وہ سب گرتے چلتے گئے... ایس پی کی آنکھوں میں
خوف دوڑ گیا۔

"اب سمجھ لیں اس کا مطلب... جادو کا۔" فاروق ہنسا۔

وہ کچھ نہ بولا... ساری الازفون نئی ہوئی تھی اس وقت اس
کی...

"اپنی جیپ کی طرف چلو... اگر کسی نے مجھ پر حملہ کیا تو
جسم کو حرکت ہو گی اور میرے جسم کی بکلی سے حرکت بھی تمہاری
گردان کی ہڈی تو زدے گی... کیا تم اس بات کو محسوس کر رہے ہو یا اور
دباوڑاں کر محسوس کر رہوں۔"

"تن... نہیں... میں یہ بات اچھی طرح محسوس کر رہا
ہوں۔"

"ہم تو پھر جیپ کی طرف چلو... راستے میں آنے والے ہر

فنس کو بتاتے چلے جاؤ... بلکہ نہیں... پسلے پر ویسر صاحب یہاں اپنا
کام کریں گے... چلیے جتاب حرکت میں آجائیں۔" پروفسر نے دوڑ
دوڑ کر اپنا کام کیا۔...

پھر وہ جیپ تک پہنچے... جیپ کے چھپتے ہے میں وہ سب سما
گئے... ذرا سچھ گیٹ سیٹ پر اسے بھایا گیا... اس کے ساتھ والی سیٹ پر
وہ خود پیش ہے... میکھلی طرف سے بھی اس کی کمر پر پستول کی ناہی اسپکٹر
کامران مرزا نے لگادی... آگے پسلو پر پستول اسپکٹر جمیش نے لگادیا۔
"اب چلو۔" وہ بولے۔

"کماں چلوں۔"

"اپنے گھر۔"

"کیا... کہا... اپنے گھر۔" مادرے حیرت کے اس نے کہا۔

"ہاں! ان الحال تم اپنے گھر چلو۔"

"لیکن میرا اگر جیل کے ساتھ ہی ہے۔"

"تو وہیں چلو اور جیپ کو اندر لے چلنا۔"

"اچھی بات ہے... لیکن اس طرح میرے ہڈی چے پریشان
ہو جائیں گے۔"

"ہم انہیں کچھ نہیں کہیں گے۔"

"اور مجھے۔"

"تھیں... اگر تم نے کوئی گزیدنہ کی تو تھیں بھی کچھ نہیں

کہیں گے۔"

”اچھی بات ہے...“
وہ انسین اپنے گھر لے آیا۔
”ہم یہاں سے آدمی رات کو روان ہوں گے۔“
ایسے میں فون کی گھنٹی جا تھی۔ اس نے سوالہ انداز میں ان
کی طرف دیکھا۔

”بھم خود فون سن لیں گے... تم پر بیان نہ ہو۔“
یہ کہہ کر انہوں نے فون اٹھایا۔ دوسری طرف کی آواز سن
کرو۔ ہمی طرح اچھل پڑے۔



وہ اس آواز کو اچھی طرح پہچانتے تھے... ہر آرہوں بار اس
آواز کو سننے کا انتقال ہوا تھا اور اس جگہ فون پر اس آواز کو سننے کی انسین
ایک پیغمد بھی امید نہیں تھی۔

”بیلو گرمائی... ایس پی کے پچھے... کیا حال ہے۔“

”آبا... راہی نولنا صاحب... آپ ہیں۔“ انہوں نے من
سے ایس پی کی آواز بتاتے ہوئے کہا۔

اوھر ان کے من سے ایس پی کی آواز تکی... اوھر ان پر
کامران مرزا نے اس کے من پر ہاتھ رکھ دیا۔

”بالکل تھیک... کیا حال چال ہیں... سناء ہے... ہمارے شیر
تمارے پنجے سک پنج پکے ہیں... اور اناشاذ راما کر کے چاچکا ہے...
اب اس پے چارے کا یہاں کام بھی کیا رہ گیا تھا... اصل میں تو انسین
ان لوگوں کو تمہارے حوالے کرنا تھا اور اس...“

”ہاں! بالکل... وہ جہاں آپکے ہیں۔“

”ملیکن جیل والے نمبر پر بیات کیوں نہیں ہو سکی تھی پلے میں
نے اوھر فون کیا تھا۔“

"جیل کے فون یک دم خراب ہو گئے ہیں... مجھے کا آدنی آنے والا ہو گا۔"

"اوہ... تب تو ٹھیک ہے۔"

"اچھا ہم... ان کے بارے میں پوچھنا تھا... ذرا خاطر مدارات اپنی طرح کرتا۔ ان کے سارے کس بل نکال دینا..."

"آپ فکر نہ کریں... کسی کو من دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔"

"واہ... یہ ہوئی تباہ اچھا ہم... آج کے لیے اتنی ہی بات کافی ہیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ تنی فون بند کر دیا گیا... انہوں نے سرد آواز میں کہا۔

"تورانی ٹوانا تمہارا دوست ہے۔"

"میرا نہیں... ہمارے ملک کے وزیر دا غلمہ کا... اور ہم اس کے ماتحت ہیں۔"

"اوہ اچھا تھا۔"

اب وہ اپنے کام میں مشغول ہو گئے... انہوں نے جعلی تبدیل کیے... لباس تبدیل کیے... ایس پی اور اس کے گھر کے دوسرے افراد کے پیڑے ان کے کام آگئے... جلدی وہ سب ہندو نظر آرہے تھے۔

تن گھنٹے کے سفر کے بعد وہ اپنے ملک میں داخل ہو رہے

تھے اور اس وقت صبح ہونے والی تھی... ایس پی جیل ان کے ساتھ تھا۔ بمحض اپنی جیپ چلا کر وہی انہیں یہاں تک لا یا تھا... سرحد پر انہیں روک لیا گیا... ان کے ایک فوجی آفیسر کے سامنے انہیں پیش کیا گیا... اس نے انہیں گھور کر دیکھا۔

"تو تم سرحد پار کر رہے تھے۔" وہ سرداً آواز میں بولا۔

"جی... ہاں لس کر تورہے تھے۔" محمود نے مسکرا کر کہا۔

"تب پھر اب ہزا بھی چکھو... ان کی فائل تیار کرو اور جیل میں ڈال دو... صبح بد گینہ یہ صاحب کے سامنے پیش کریں گے..." پھر جو حکم وہ دیں گے... ویسا کیا جائے گا..."

"لیں سر۔" انہیں یہاں تک لانے والے فوجیوں میں سے ایک نے کہا پھر ان سے بولا:

"چلو بھئی۔"

"رہنے دیں... اس کی ضرورت نہیں۔"

"کیا کہا... اس کی ضرورت نہیں۔"

اب انہوں نے میک اپ فتحم کر دیا... فوجی آفیسر زور سے اچھلا۔

"آپ ہیں سر... آپ۔"

"ہاں ہم... اس شخص کو قابو میں کر لیں... یہ شار جمنان کی ایک فوجی جیل کا ایس پی ہے... ہم اس سے بعد میں باقیں کریں گے... پہلے ہمیں ایک اور شخص سے مانا ہو گا، صبح ہم آپ کے پاس

"مجی... کیا فرمایا... ایس پی کاچھ۔"

"یہ نام وہ بیار سے لئتے ہیں... یہت بے تکلفی ہے نا۔" وہ مکرا دیے۔

"اوہ... تو آپ دوست ہیں مسٹر نواح کے۔"

"دیر سے سمجھے جناب۔"

"سوری... آپ اندر تشریف لے آئیں۔"

اس نے انہیں ڈرائیکٹ روم میں بنھایا اور اندر چلا گیا۔

"محبود تم بیدرنی دروازے پر چلے جاؤ... کہیں اسے بھکر د

بڑھائے اور فرار نہ ہو جائے۔"

"اوکے... اس نے کہا۔"

"اور قاروق تم بھکٹے دروازے پر۔"

"جنی اچھا۔"

دونوں نکل گئے... پھر انہوں نے بھماری قدموں کی آوازیں

سکل۔

"ارے یہ کیا... گرمائی تو بیال نہیں ہے... الو کے پٹھے..."

تم نے سمجھے کیا بتایا تھا... ارے ہم... مگر... نہیں میر ادمان چل کیا ہے

"شاید... گرمائی بھلا یہاں کہاں... وہ تو..."

"شار جستان میں ہے۔" انپکڑ جمیں نے اس کا جملہ تکملہ کر

دیا۔

"راہی نوانہ یہت زور سے اچھا... اس کی آنکھوں میں

آجیں گے یا اسے اپنے پاس بلوالیں گے... لیکن خیال رہے... یہ فر نہ ہو۔ لپائے۔"

"آپ گلرنہ کریں... ہم اسے اس قابل نہیں چھوڑیں گے۔"

"اوہ کس کا بھی فون آئے... آپ اسے نہیں چھوڑیں گے۔"

"باکل نہیں۔" اس نے فوراً کہا۔

"شکریہ... آپ بہت اچھے ہیں۔"

"ن... نہیں... تو۔" اس نے گھبرا کر کہا اور وہ مکرا

دیے... پھر دہاں سے ایک فونی جیپ میں روان ہوئے... اور رانی نوانہ کی کوئی نہیں پہنچ کر دم لیا... اگر اس شخص کی غداری سامنے آ جاتی... تو وہ اپنے ملک کا رخ ہرگز ہرگز کرتے... سیدھے ادا

کے تعاقب میں جاتے... لیکن پہلے غدار سے بیننا ضروری تھا... گھنٹا کے جواب میں ملازم بنا ہر آیا... انہوں نے طیوں میں تدریجی تبدیلی کر رکھی تھی۔

"جنی فرمائیے..."

"ہمیں نوانہ صاحب سے مانا ہے۔"

"پہلے سے وقت ملے کیے بغیر ان سے ملاقات ممکن نہیں۔"

"آپ صرف ایک نام انہیں بتاویں..."

"کیا مطلب؟"

"آپ انہیں بتاویں... گرمائی آیا ہے... ایس پی کاچھ۔"

خوف دوڑ گیا۔

"لک... کیا مطلب... کیا کہا۔"

"سیا میں نے کچھ خلط کر دیا۔"

"کون ہو تم اور بلا اجازت میرے ذرا سچ روم میں کیے آگئے۔"

"بلا اجازت نہیں... بایا جات... آپ کا ملازم ہمیں یہاں نہ کر گیا ہے۔" آقاب نے مہامنہ بنا دیا۔

"یہ... اجتنب بہت سے ملائمی اس نے ایک ہی وقت میں کیے ہوا ہے... اس کا دماغ تو نہیں چل گیا..."

"لگتا تو ہے۔" فاروق مسکرا دیا۔

"لک... کیا لگتا ہے۔"

"لوان صاحب... اب ڈرائی بازی چھوڑیں... اور یہ بتائیں... آپ کب سے شار جستان کے لیے کام کر رہے ہیں۔"

"کیا کہا... میں اور شار جستان کے لیے کام کر رہا ہوں... ہوں... دماغ تو خراب نہیں ہے تم لوگوں کا... تم ہو کون... تمیں تو پولیس کے جوالے کرنا پڑے گا... وہ بھی بھیچل پولیس کے..."

کہتے ہوئے اس نے ایک بلن دبادیا... کوئی میں کہیں فوراً ہی الارم جا اور پھر دوڑتے قد موس کی آواز سنائی دی... اوھر انہوں نے میک اپ ختم کر دیے... وہ اس وقت ان کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا... آنے والوں کے لیے اس نے اپنارخ دروازے کی طرف کر لیا تھا... پھر

جو نبی فوجی نظر آئے... اس نے چھ کر کہا۔

"ان لوگوں کو گرفتار کر لیا جائے۔"

یہ کہتے ہوئے وہ ان کی طرف مرا:

"یہ... یہ... یہ کیا۔" اس کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

"تی بان ایہ ہم ہیں... شار جستان کی قید سے نکل کر سیدھے آپ کی طرف آئے ہیں اور ساتھ میں آپ کے گرمائی صاحب کو بھی لائے ہیں۔"

"نہ نہیں... اس کے من سے ڈری ہوئی آواز لفی۔"

"آپ شار جستان کے لیے جاسوں کرتے ہیں اور یہاں کی اطلاعات آپ گرمائی کو دیا کرتے تھے... کیا یہ بات درست نہیں۔"

"غلط ہے... الزام ہے۔"

"تب پھر گرمائی کو چیل کیا جائے گا آپ کے سامنے۔"

"وہ... کون گرمائی... میں کسی گرمائی کو نہیں جانتا۔"

"اکھی جان جائیں گے۔"

"تم لوگوں نے علم کی تھیں میں کی... ان لوگوں کو گرفتار نہیں کیا۔" وہ کر جا... وہ لوگ تھیں کے... پھر آگے بڑھے... انکل جمیشہ

نے فوراً خصوصی اجازت نامہ خفیہ جیب سے کاٹ کر ان کی طرف بڑھا دیا۔

"پہلے اس کو پڑھ لیں... یہ صدر صاحب کی طرف سے

ہے۔“

”خبردار... اس کو نہ بڑھنا۔“

”صدر صاحب کے حکم کوت پڑھنا اور زیادہ جرم ہو گا... اور یہ غسل خدار ہے... ہم اس کی خداری کا ثبوت ساتھ لائے ہیں... اگر آپ لوگوں نے اس خدار کا حکم مانا تو پھر آپ کو بھی جیل جانا پڑے گا۔“
”ابھی آپ نے ان کی خداری ثابت نہیں کی۔“ فوجی آفسر نے تجھر اکر کر کہا۔

”تو ہم ثابت کر دیتے ہیں... خان رضاخان... تم جا کر گرمائی کو لے آؤ۔“

”اچھی بات ہے...“ انسوں نے کہا اور باہر چلے گئے... کچھ دیر بعد وہ گرمائی کو لے کر اندر داخل ہوئے:

”یہ ہے گرمائی... شارجستان کی ایک جیل کا ایس پی...“
بمیں اس جیل میں قیدی ہا کر لے جایا گیا تھا... ہماری موجودگی میں اس خدار کا فون گرمائی کے لیے آیا... اور وہ فون میں نے سناتھا... گرمائی کی آواز میں... کیوں گرمائی یہ بات درست ہے ؟... اگر تم نے جھوٹ بولा تو پھر ہم تمہیں یہاں سے کمرہ امتحان میں لے جائیں گے... وہاں جب تمہیں ملکنے میں کسا جائے گا... تو تم فر فر کوئے اس سے یہ بکھر رہے گا کہ تم یہیں سچ اگل دو... ویسے تو فون پر ہونے والی بات چیت میں نے سچ کر لی تھی۔“

”کیا کہا... سچ کر لی تھی۔“ گرمائی نے ہوکھلا کر کہا۔

”نا آپ نے... یہ جملہ صاف کہ رہا ہے... ایسا واقعی ہوا ہے۔“

”اوہ ہاں۔“ فوجی آفسر نے چوہک کر کہا۔

”اب میں پہلے آپ کو سچ شدہ الفاظ سناتا ہوں۔“
یہ کہہ کر انہوں نے گھڑی والا سچ پر لیکار ذر آن کر دیا...
پہلے اس میں نوان کی آواز سنائی دی... پھر گرمائی کی... بات چیت ختم ہوئے پرانہوں نے گرمائی کی طرف دیکھا۔

”اب آپ کیا کہتے ہیں...“

”ٹھیک ہے... سچ ہے۔“

”تن نہیں... نہیں گرمائی... تم مجھے بھی لے بیٹھ۔“

”اس میں میر اکیا قصور جناب۔“

”اب آپ اپنے وزیر صاحب کو خود گرفتار کریں...“

”ضرور جناب اکیوں نہیں... ہم ایک خدار کو اپنا آفسر نہیں مان سکتے۔“

”آصف! ہم باہر سے محدود اور فاروق کو بلا لو... اب اسیں باہر نہ کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔“

وہ لوگ بھی اندر آگئے... پھر وہاں صدر صاحب کو اور دوسرے اہم آفسرز کو بلا یا گیا... سب لوگ اسیں دیکھ کر دھک سے رہ گئے...

”یہ کیا جمیشید... ہمارے خیال میں تو تم لوگ شارجستان

کے قیدی ہئے جا چکے ہو۔ ”

”جی ہاں... قیدی من چکے تھے... لیکن اللہ تعالیٰ کی مربانی سے ہم وہاں سے نکل آئے... اور اب یہاں آپ کے پاس موجود ہیں۔ ”

”لیکن یہاں کیوں... تم سیدھے میرے پاس کیوں نہیں آئے۔ ”

”پہلے ندرار کو گرفتار کرنا ضروری تھا۔ ”

”ندرار... کیا مطلب... ارے یہ کیا... ٹوان صاحب کے ہاتھوں میں بھٹک لیاں۔ ”

اب انہیں ساری یادتھائی کئی... ”

”اف ماں! ہم نے بھی کیسے کیے آئین کے سانپ پال رکھے ہیں... ” صدر صاحب کا نپ گئے۔

”اب آپ اسے جیل بھجو اوس... ”

”وہ تو خیر میں بھوارہا ہوں... لیکن یہ چکر کیا تھا... یہ بات تو اب تک سمجھ میں نہیں آئی۔ ”

”اس میں شک نہیں کہ یوروں کی بستی کے ذریعے خاستان کے باغیوں کو یہ کئی ملک اسلحہ پہنچا رہے تھے... یعنی شار جستان... وٹاس، بازان طان اور شاید شا نا بھی... بلکہ اس کام میں اشارچہ اور بیگان بھی ان کا ساتھ دے رہے ہیں... وہ شار جستان کو اسلحہ پہنچا رہے ہیں اور وہ آگے یوروں کی بستی کے ذریعے ان باغیوں کو پہنچاتے

ہیں... مقصد ان کا صرف اور صرف یہ ہے کہ اسلامی حکومت کمل طور پر تھام گز ہو جائے... کیونکہ اگر ایسا ہو گیا تو پھر وہ ان کا رخ کریں گے۔ اسلام کا سیاہ پھر ان کے رو کے نہیں رکے گا... لیں اسی بات سے یہ سب کافر خوف زدہ ہیں... اور پورا ذرور اُن باغیوں کی مد پر لگ رہے ہیں... لیکن اناشکا مخصوصہ وہاں کہیں بھی فٹ نہیں بیٹھتا... کیونکہ یہ کام تو وہاں تھیہ طور پر چاری تھا... اناشکا کو وہاں بلاۓ کی کیا ضرورت تھی... ہمیں وہاں الجھانے کی کیا ضرورت تھی... ”

”یہ بہت الجھا ہوا سوال ہے... ” اُنکے کامر ان مرزا نے شدید بے چینی گھووس کرتے ہوئے کہا۔

”اور اس کا جواب؟ ” پروفسر بدے۔

”اس کا جواب سوائے اناشکا کے اور کسی کے پاس نہیں۔ ”

”اور اناشکا چاچا ہے۔ ”

”تب پھر ختم کرو... معاملہ ختم ہو گیا... بدے میں صرف ایک ندرار ہاتھ آیا... اسی کو غنیمت ہاںو۔ ” صدر صاحب نے سکر اکر کہا۔

”یہ کتنا آسان ہے سر... اور کرنا مشکل... آپ غور فرمائیں ہم کب تک پریشان رہیں گے... سوچتے رہیں گے کہ آخر اناشکا کا مخصوصہ کیا تھا... وہ کیا چاہتا تھا... لیکن جان نہیں پائیں گے... کیونکہ اناشکا نے یہ راز کسی کو بتایا ہی نہیں۔ ”

”تب پھر تم کیا کتنا چاہتے ہو۔ ”

”ہم جائیں گے... انشا کے تعاقب میں جائیں گے... اس کا منصوبہ کھل کریں گے۔“ اسپر جمیل نے پر جوش انداز میں کہا۔

”کیا... کیا کہا بالا جان... انشا کا منصوبہ ہم کھل کریں گے۔“

”بال! جس منصوبے کو وہ درمیان میں چھوڑ گیا ہے... اس کا کواہ ہم کھل کریں گے... اسی طرح ہمیں معلوم ہو گا کہ اس کا منصوبہ کیا تھا... لہذا پسلے ہم اس قائل کو کھولیں گے...“

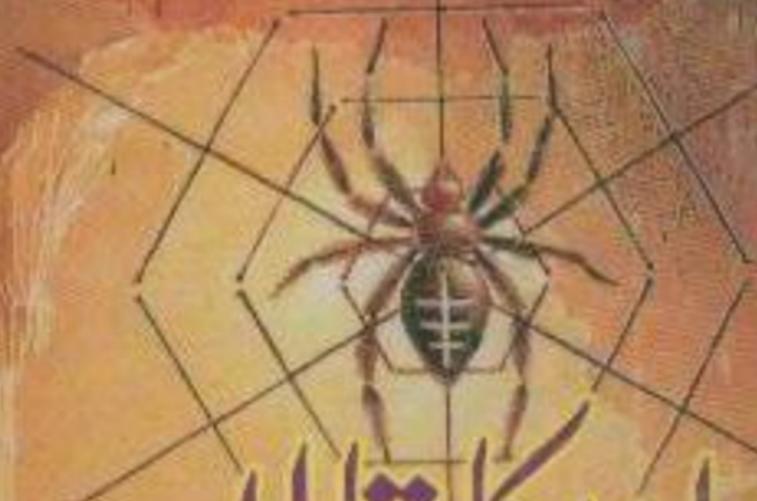
جیل کی کوٹھری میں قائل ان کے پاس رہنے والی گتی تھی... لیکن وہ اس کو پڑھ نہیں سکتے تھے... فوری طور پر وہ بال سے نکلنے کا پروگرام شروع ہو گیا تھا... اب انہیں قائل دیکھنے کا موقع ملا تھا... اور اچ تو یہ ہے کہ اس وقت اس کو دیکھنے کے لیے انہوں نے خود کو بڑی طرح بے چین محسوس کیا...
قابل کو درمیان میں رکھ کر اس کا پسلاورق الٹا گیا... پسلے

ورق کو چافی لگانے کی ضرورت نہیں پڑی...
جو نہی پسلاورق الٹا گیا... ان کے جسموں کو ایک زبردست

جھکا لگا... آنکھیں مارے حرمت کے پھیل گئیں... رو تکٹے کھڑے ہو گئے... اور ساموں سے پسینے پھوٹ لگئے۔

خون کاتالا

اشتیاق احمد



الفاظ

پہلے ورق پر لکھے الفاظ پڑھ کر وہ دھک سے رہ گئے...
الفاظ یہ تھے:

"مخصوصہ جاری ہے... ایک لمحے کے لیے بھی نہیں رکا...
ایسی گھریوں میں وقت دیکھ لیں... تاریخ دیکھ لیں... اس وقت آپ
لوگ رہا ہی نہ کوئی میں موجود ہیں... اور یہاں سے آپ سیدھے
پروفیسر داؤڈ کی تحریر کاہ جائیں کے... تاکہ جان سکیں... میں پہلے
سے فائل میں آنے والے واقعات کیے لکھ دیتا ہوں... کل آپ کیا
کریں گے... یہ فائل کے اگلے صفحے پر درج ہے... فائل کی چالی
آپ کے پاس ضرور ہے... لیکن کل رات آنہ بجے سے پہلے آپ
اس سے دوسرا ورق نہیں کھول سکیں گے... دوسرا وقت چالی سے بھی
اپنے وقت پر ہی کھل سکے گا... جب آپ اس دن کے کام کر پکے ہوں
گے... یہ میں ہوں اناشا! آپ کا خادم۔"

انہوں نے ان الفاظ کو بار بار بڑھا... الفاظ کمپوز کیے گئے
تھے... آخر اپنے جمشید نے قابل بند کروی... ان سب پر ایک نظر

ٹورس کی بڑی سے شروع ہوتے والا یہ تھا، ایک بیگب ناول، ان کیا
ہے۔ غورونگی بڑی، فائل کے قیدی، اناشا کا وار... یہ ناول اس طبقے کے آپ
پڑھ پکے ہیں... اور خون کا تالاب پڑھتے ہوئے ہیں... بھری ورتواست ہے،...
اس ناول کو ذرا سimpl کر پڑھیے گا... اور بذریعہ انساف سے بھر ایک بڑھا رہ لیجئے گا۔
آپ جو ان ہوں گے... یہ مطالبہ ہے... یہ یعنی فرمائش ہے...

یعنی میں بھروسہوں... یہ فرمائش کرنے چاہیے... آپ نوکو بھروسہ پاٹیں گے... ایسا بھا
لستھنے ہے... پھر میں خود کو بھروسہ کروں گا... آپ کے غلطواڑی ہتھ پر... اس
وقت تک اکا ناول آپ تک پہنچ پہنچا ہو گا... لہذا ان دونوں باتوں کو تم نہیں کہاں دعویٰ
کر دیں... لیکن نہیں... ایک دوسری باتیں رہی جاتی ہیں...

ہر ماہ ایک ناول کا تحریر بھی تو اسی ماہ سے ہوتا ہے... بلکہ آپ کو یہ
تحریر کرایا جاتا ہے... اور آپ اس تحریر کا تجویز بھرنے پر بھروسہ ہیں... جیسے کہ
سہر کا نکوٹ بھرنے پر کوئی بھروسہ ہوتا ہے... اسی پر نہ ماہ آپ کو میں تحریر دہراانا
ہے۔ کا... پھر دیکھیں... یہاں ہوتا ہے...

اس کے ساتھ ساتھ بھری یہ ورتواست ہے... اب چونکہ صرف ایک
ناول شائع ہو رہا ہے... غرض بہتر سنت کیا جائے۔ 241 روپے سے 721 روپے پر آپ
پر آگیا ہے... لہذا آپ میں سے ہر ایک طریقہ کریں ناول یہ میں... کرائے پر
لے کر ہاول پڑھنے میں وہ ہوا کہاں... جو تحریر کر پڑھنے میں آتا ہے... ہاہم میں
ہاتھوں... کچھ قارئین... خرید سکتے... ان کے لئے اب ہری سے ہاول
پڑھنے کی کھلی ابزار ہے... اور جو بھروسہ ہیں... اُنہیں تحریر کر پڑھنا ہوتا ہے...

اصحیہ ہے... تو چہ فرمائیں کے... اور ماسیہ فی الگی لئے دعا کریں

فقط

اشتیاق احمد

”اس کا مطلب ہے... ہم با تھوڑے ہوئے بغیر بچپے پر سکتے ہیں۔“ آپ فرحت مسکرا لیا۔

”آپ دیکھ رہے ہیں انکل... من رہے ہیں۔“ شوکی جلا اخوا۔

”ہاں! میں یہ توں کام کر رہا ہوں۔“ انہوں نے فوراً کہا۔

انہیں بھی آئی۔

”ویکھا تم نے۔“ اپنکم جمشید نے فوراً کہا۔

”لگ کیا... کیا... کیا دیکھا۔“

”یہ اب میرے بچپے با تھوڑے ہو کر پڑنے لگے ہیں۔“

”تو آپ انہیں روکیے نا انکل... اس طرح کام میں خلل پڑتا ہے۔“ شوکی پر زور انداز میں بولا۔

”میرے روکنے سے یہ بھار کجا میں کے... صدر صاحب تک یہاں موجود ہیں اور یہ شروع ہو گئے۔“ اپنکم جمشید جلا ار بولے۔

”م... میں تو جا رہا ہوں بھی۔“ صدر صاحب نے بوكھا لر کہا۔

”وہ ایک بار بھر من پڑے۔

”اہ... بہت خوب۔“ اپنے کام ان مرزا کے من سے

ڈالی... پھر وہ صدر صاحب سے بولے
”آپ تو ایوان صدر تشریف لے چلیں... یہ معاملہ اب ہمارا ہے... ہمدردی کیوں لیں گے۔“

”لیکن جمشید... شاید... اس سے زیادہ بھیب مجرم سے تمہارا واسطہ آئے تک نہیں پڑا ہو گا۔“

”اس میں تک نہیں۔“

”آخر تم... ایسے مجرم کے خلاف کیا قدم انہی سکھ کے... جسے تمہارے ہر اگلے قدم کے بارے میں بتا بے... فائل میں یہ تک لکھا ہوا ہے کہ ہم آج اس وقت اس قائل کونوانس کے گھر میں کھولیں گے۔“

”یہ سب درست ہے... لیکن... ہم... بھی آخر ہم ہیں انہی مہربانی سے۔“ شوکی بول پڑا... سب کے منہ بن گئے۔

”یہ کیا بات ہوئی... ہم بھی آخر ہم ہیں۔“ آصف نے اسے گھورا۔

”بے کوئی تک اس جملے کی۔“ فاروق نے منہ بنا لایا۔

”دورو ور تک نظر نہیں آتی۔“ محمود نے ادھرا وہر دیکھا۔

”کیا نظر نہیں آتی۔“ فرزاد نے یہ اسامنہ بنا لایا۔

”بھی... اب اس بے چارے کے بچپے با تھوڑے ہو کر تو شپور، فرحت مسکرا لی۔“

" یہ آپ نے کس کی تعریف کی... یا کس بات پر یہ کہا،...
واہ... بہت خوب۔ "

" میں نے ان سب کی تعریف کی ہے... ذرا ہی وہی میں
ماحوال کی صحیدگی کو ادا کر دکھ دیا... ورنہ ہم سی حد تک صحیدہ ہو چلے
تھے۔ "

" ہاں واقعی... یہ تو ہے... ان لوگوں میں بس بھی کام کی
بات ہے... یہ میں پریشان تھیں ہونے دیتے... ادھر ہم نے کوئی
پریشانی محسوس کی... ادھر انہیں نے اپنی شوخ خشک باتیں شروع
کر دیں... "

" گوینا یہ جان بوجھ کر ایسا کرتے ہیں۔ " صدر صاحب کے
لئے میں حیرت تھی۔

" ہاں بالکل۔ "

" لیکن یہ محسوس نہیں ہوا کہ انہیں نے جان بوجھ کر شروع
کی ہیں یہ باتیں۔ "

" یہ بھی ان کی کارنی گری ہے... فیر محسوس طور پر شروع
کرتے ہیں۔ "

" اچھا تو پھر... میں تو اب جاؤں گا... اس معاملے کو تم
جس طرح چاہو، لے سکتے ہو... یہ میں تو کہتا ہوں... اس قائل

کو آگ میں ڈال دو... اور اپنے روزمرہ کے کام کا ج شروع
کر دو۔ "

" یہ اب ہم سے نہیں ہو گا۔ "

" نہ... تم لوگوں کی مرضی... میں کیا کر سکتا ہوں۔ "

" آپ پچھت کریں... جو کرتا ہے... ہم خود کر لیں گے۔ "
انکھوں جمیلہ مکرانے۔

آخر صدر صاحب اور ان کے ساتھ آنے والے چلے گئے۔
ٹوان کو انہیوں نے، بھی تک وہیں رکھا تھا... اب وہ اس کی طرف
ڑہے۔

" اتنا کے بارے میں بتاؤ۔ "

" میرا اتنا شاہ سے کوئی تعلق نہیں... میں تو بس شاہزادیان کی
سہ تک تھا۔ "

" اچھی بات ہے... ہم پیک کریں گے۔ "

" کیسے؟" اس نے پوچھا۔

" آپ کو ایک خوبی مقام پر لے جایا جائے گا... ہاں آپ
کی زبان بخلموانی جائے گی۔ "

" کیا ایسا آپ قانون کے دائرے میں رہ کر کریں گے۔ "
اس نے بدل کر کہا۔

" اور جو پچھہ آپ کرتے رہے ہیں... قانون کے دائرے
جس طرح چاہو، لے سکتے ہو... یہ میں تو کہتا ہوں... اس قائل

میں رہ کر گرتے رہے ہیں۔"

وولا جواب ہو کر اوہ ہراہ ہر دیکھنے لگا۔ انہوں نے تھیرے فرس کے ایک کارکن کو فون پر ہدایات دیں۔ اس طرح نوٹ کو خلیفہ الحکما نمبر تین پر بھیج دیا گیا۔ اب سب پروفیسر صاحب کی تجویز کا وہ پہنچے۔ رفتہ ان آلات کو احسان میاں کے گھر پہنچا آئی تھی۔ پہلے انہوں نے خصوصی طیارے کے ذریعے وہ آلات منکوائے۔ احسان میاں کو ان کے گھر پہنچایا گیا۔ سب کہیں باکر انہوں نے اطمینان کا کام سائبی اور پروفیسر داؤڈ ان آلات پر جست گئے۔ پھر وہ اپنے پل کھڑے ہو گئے۔

"مر... مجھے اپنے ایک خاص کمرے میں ان آلات کو دیکھنا ہوگا۔" وہ بولے۔

"آپ کے خاص کمرے سے ہمیں بہت ڈر لگتا ہے۔" اس لیے کہ وہاں صرف آپ ہوتے ہیں۔ ہم میں سے کوئی نہیں ہوتا۔ لہذا ہماری درخواست ہے۔ اس بار آپ نہیں بھی وہاں لے چکیں۔ "نہیں... نہیں... تم لوگ نہیں نہیں ہو۔ بس میں ابھی آیا۔" انہوں نے گھبرا کر کہا۔

"اچھی بات ہے۔ آپ کی مرضی۔"

پھر وہ آلات اٹھا کر چلے گئے۔

"مر... مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ انہیں روک لیں۔" رفتہ

چلائی۔ اس کی آنکھوں میں خوف تھا۔ آواز سے دھشت نیک رہی تھی۔

"عنیں... اسکے کامران بری طرح چلائے۔"

"کیا ہوا آپ کو۔ آصف بری طرح گھبرا گئے۔"

"بالکل یہی میں محسوس کر رہا ہوں۔" انہوں نے کہا۔ پھر وہ اندر کی طرف دوڑے۔

"بالکل نہیں ہے۔ انہیں روکو۔" اسکے جمشید چلائے۔

"اللہ اپنارحم فرمائے۔"

پھر تو وہ سب بے تحاشا دوڑ پڑے۔ اور پروفیسر صاحب کو راستے میں ہی جالیا۔ وہ ان سب کو دوڑتے دیکھ کر پہلے ہی بول کھا کر ان کی طرف ہڑپکے تھے۔ ان کے چہرے پر ہوا یاں اڑ رہی تھیں۔ "کیا بات ہے... کیا ہو؟" پروفیسر صاحب حیرت زدہ انداز میں بولے۔

"آپ ان آلات کو لے کر اپنے خاص کمرے میں نہیں۔"

"لگ... کیوں۔"

"ڈر لگ رہا ہے۔ نہیں ڈر لگ رہا ہے۔" غار واقع ہوا۔

"یہ تم کا نا تو نہیں کانے لگے۔" پروفیسر داؤڈ گھبرا کر بولے۔

"یہ کہ تم س آپ کے ساتھ اندھیں۔"

"یہ اتنا آسان نہیں... اس کرے میں جانے کے لیے خاص بس... اور خاص ہنکوں کی ضرورت ہوگی... ورنہ باقی بوج اندھے ہو سکتے ہیں... یا پھر جم کل سڑکتے ہیں... اس لیے کہ وہاں بہوں کا جال بچتا ہے۔"

"میرا خیال ہے... ہم بینچ کر غور کر لیتے ہیں... آخر اس میں جلدی کرنے کی کیاضرورت ہے۔" اسکے کامران مرزا نے کہا۔

"بالکل تھیک۔" ملحن نے فوراً کہا۔

"وہ تجہی پڑگاہ کے عام کرے میں آگئے..."

"یہ آلات مجھے احسان میان کے گھر سے ملے تھے... جب کہ ان کی وہاں کوئی ضرورت نہیں تھی... صرف باتیں سننے کے آلات ایسے نہیں ہوتے... اس وقت تو مجھے اس بات کی بھجنیں آئی تھیں اور میں نے فیصلہ کیا تھا کہ انگلی پر، فیسر عقلان کو یہ آلات دکھاؤں گی... لیکن حالات نے مجھے اتنی محبت تھی تھی دی... یہ وہیں چھپا کر میں بس ان کے تعاقب میں بورہوں کی سمتی کی طرف روانہ ہو گئی تھی... اس کا مطلب صاف ہے... وہ سبھی چاہتا ہے... ہم یہ آلات لے کر آپ کے پاس آئیں اور آپ فوراً اس کرے کارخ کریں۔"

"لیکن کیوں... سوال تو یہ ہے۔"

"اس کا جواب سبھی ہو سکتا ہے کہ... مگر نہیں... پہلے آپ

"نہیں... لیکن آپ ان آلات کو لے کر اپنے کرے میں شجاہیں۔"

"اچھی بات ہے... لیکن بات ہے کیا۔"

وہ وہاں چل پڑے...

"اس کرے میں کیا ہے... یہ بھی معلوم نہیں... آپ آج تک بھیں اس میں نہیں لے گئے بلکہ اپنے کسی ماحصلت کو بھی نہیں لے سکے.. لیکن آج آپ ان آلات کو لے جائے ہیں... ذرا سوچیں.. کہیں اناشا کا منصوبہ یہی تو نہیں تھا کہ ہم حالات کے ہنور میں پکھاں طرح پکڑا جائیں کہ سوچنے کی بحثت تک نہ بھیں ملے... اور جو تھی وہ آلات نہیں تھیں... ہم اندھا وہندہ آپ کی طرف دوڑ پڑیں اور آپ ان آلات کو لے کر اپنے اس خاص کرے میں چلے جائیں..."

"ہاں! ہوتونہیں رہا ہے.. لیکن پھر... اب کیا کیا جائے۔"

"ان آلات کو اس کرے میں نہیں... عام کرے میں چیک کریں۔"

"لیکن ان آلات کو عام کرے میں چیک نہیں کیا جا سکتا... میں کوشش کر پکا ہوں۔"

"تب پھر ایک اور طریقہ جاتا ہے۔"

"اور... اور وہ کیا؟"

بتاب میں... اگر اس کمرے کوچ جایا جائے... تو کیا ہو گا۔"

"لک.. کیا کہہ رہے ہو جیشید، کمرے کوچ جایا جائے۔"

"ہاں! میں نے یہی کہا ہے... اگر انہاشا آپ کے اس

کمرے کوچ لائے تو؟"

"تب میں کہیں کا نہیں رہوں گا... میری سالہا سال کی منت و شن کے قبیلے میں ٹلی جائے گی... اور وہ اس سے بے تحاشا فائدہ اٹھائے گا... جب کہ ہم بے تحاشا تقسان میں رہیں گے... ہم یہ کہ اس کمرے میں جو چیزیں... جو قاتلین... ححفوظیں... وہ بھی تو ہاتھ سے نکل جائیں گی... اور یہ اتنا بڑا تقسان ہو گا کہ پورے ملک کی کرنٹوں کر رہے جائے گی۔"

"بس تو پھر انہاشا کا منصوبہ سکی تھا۔"

"کیا!!!" ان کے مذہ سے ایک ساتھ نکلا۔



چند لمحے تک وہاں موت کا سناٹا طاری رہا... سب لوگ

توں کی طرح پیشے رہے... پھر اپکلہ کامران مرزا کی آواز سنائی دی: "لیکن میرے علق سے یہ بات نہیں اتردی۔"

"اس سلسلے میں ہم آپ کی کچھ مدد کر سکتے ہیں ابا جان۔"

آفتاب نے فوراً کہا۔

"کس سلسلے میں...، انہوں نے منہ بنا یا۔"

"بات علق سے اتارنے کے سلسلے میں۔"

"حد ہو گئی... پھلام تم کس طرح اتارو گے... جب کہ میں نہیں اتار سکتا۔" وہ جھلا کر۔

"جی وہ... ہم... میرا مطلب تھا... ہم کوشش تو کر سکتے ہیں۔"

"نہیں اپنی کوشش اپنے پاس رکھو... اور مجھے پروفسر صاحب سے بلکہ اپکلہ جیشید سے بات کرنے دو... ہم اس وقت بہت زیادہ غمین صورت حال سے دوچار ہیں...، انہوں نے جلدی جلدی

کہا۔

”جوابی اعلان... لگ... کیا مطلب؟“ اسکرچ جمیں نے
محمورا۔۔۔

”جوابی اعلان... یعنی آفتاب بھتنا جی چاہے زور کا لے...
میں جو انہیں ہوں گا۔۔۔

”نہیں بھی... اتنا بڑا دعویٰ نہ کرو... تم جو ان سی خدیں...
دھک سے رہ جاؤ گے۔۔۔ آفتاب نے خدا رجے بنجیدہ ہوا کہا۔

”یاد ریات ہے۔۔۔ فاروق بول اٹھا۔

”کیا مطلب... یہ اور کیا ریات ہے۔۔۔ فراز نے جیران
ہو کر کہا۔۔۔ اب ان کی ریاتوں نے سب کو جیران کیا۔

”یہ کہ میں جیران ہونے کی بجائے، دھک سے رہ جاؤں
گا... یہ ہو سکتا ہے۔۔۔

”وہت تیرے کی... ارے بھائی... یوش کے تاخن لو...
جیران ہونا کم درجہ ہے... دھک سے رہ چتا اس سے زیادہ
لے... یہ کیسے ممکن ہے... کہ تم جیران تو ہوں اور دھک سے رہ
چاؤ۔۔۔ محمود نے بھلا کر اپنی ران پر با تھہمارا۔

”اس کا جواب میرے پاس ہے اور تم بھی فراہی میرے
جواب کو مان جاؤ۔۔۔“

”خیر... یہ شروعی نہیں۔۔۔ محمود مسک
کیا ضروری نہیں۔۔۔

”چلے یہر... نحیک ہے... چلے آپ بات کر لیں... جب
آپ تھک جائیں گے تو مجھ سے بات کر لیجئے گا۔۔۔ آفتاب بھی نہیں
نظر آیا۔۔۔

”کیا مطلب... کیا تم یہ کہتا چاہے ہو... کہ آخر کار مجھ
تمہاری مدد لینا پڑے گی۔۔۔

”ن... بلے... آفتاب کے منہ سے نکلا۔۔۔
”یہ ن... ہا کیا ہوتا ہے بھی۔۔۔ فاروق نے جیران ہو کر
پوچھا۔۔۔

”دو لفٹکوں کا نصف۔۔۔ وہ مسکرا یا۔۔۔

”حد ہو گئی... میں نے کہا ہے... تم۔۔۔

”جی باں! ہم بہت ٹھیں صورت حال سے دو چار ہیں...
سوال یہ ہے کہ دو چار کیوں ہیں... ایک دو کیوں جیسیں ہیں... یا پھر
چار آٹھ کیوں نہیں ہیں۔۔۔ آفتاب نے فوراً کہا۔

”حد ہو گئی... آج میں آپ سب کو جیرت میں ذاتے
ہو گرام رکھتا ہوں۔۔۔ اس نے گویا اعلان کیا۔

”خبردار... میں جوابی اعلان کرتا ہوں۔۔۔ فاروق بدن
آواز میں بولا۔۔۔

" یہ ہمارا وقت برداشت کرنے پر ٹھل کے میں پروفیسر صاحب۔ " اسپلے جمیل نے گویا خبر دار کیا۔

" تم چپ رہو۔ " وہ بولے۔

" ہائیں... یہ آپ نے مجھ سے کہا۔ " اسپلے جمیل دھک سے رو گئے۔

" میں نے کہا ہے... تم چپ رہو۔ " وہ حدود رجے شجیدہ لپک میں بولے۔

" انداز تام فرمائے... یہ ہم لوگوں کو ہوا کیا رہا ہے۔ "

" پپ پتائیں... جمیل... تم پھر بولے... ہاں قاروں ق تم کیا کہہ رہے تھے۔ "

" کہہ میں نہیں... آفتاب رہا تھا... میں نے تو صرف یہ اعلان کیا تھا کہ میں اس کی بات سن کر جان کر جیں ہوں گا... ہاں یہ ہو سکتا ہے... کہ میں دھک سے رہ جاؤں... اس پر محدود نہ اعتماد اش کیا کہ یہ یہ سوکھا ہے... سو جواب اس کا یہ ہے کہ ہنیا میں کیا ممکن نہیں۔ " یہ لکھتے ہوئے ہمیں انداز میں مسکرا یا۔

" ہم ہوتی... " افراد جملہ کر یوں۔

بے عالم، داشت سے باہر ہے۔ آفتاب بدل دی کیوں۔ کیا کہہتے ہوئے۔

تھا آپ ملی باری ہے... آپ شامت کریں... کیا

بات آپ کے طبق سے نہیں اتر رہی۔ " آفتاب پر زور انداز میں بولا۔

" اوه ہاں... واقعی... یہ بھیک ہے۔ "

" کمال ہے... حیرت ہے... افسوس ہے... آج آپ پوری طرح ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ " اسپلے جمیل نے حیران ہو کر کہا۔

" اور جمیل... ہم ان کا ساتھ دیتے کب نہیں۔ " خان رحمان بول اخھے۔

" نہیں... نہیں۔ " ایسے میں پروفیسر داؤد مارے خوف کے چلا گئے۔

" اب آپ کو کیا ہوا۔ "

" مجھے بھی ابھی ابھی ایک خیال سوچتا ہے... خوف کے خیال۔ "

" ارے باپ رے... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔ "

" ہیں ہو یعنی آج کام کی کوئی بات۔ " اسپلے جمیل نے بر اس منہ بنا یا۔

" اگر ہو یعنی تو پھر روتا کیا... بھیں تو خوش ہونا چاہیے... خان رحمان مسکرا گئے۔

" تم سب مل کر ہم سب کو پاگل کر دو گے۔ " اسپلے جمیل

چلائے۔

"کون سب مل کر کن سب کو۔" خان رحمان کے لپکے میں بلا کی حرمت تھی۔

"اف تو پہ... تو چ۔"

"دو مرتبہ تو پہ کا مطلب ہے... آپ واقعی تھک آپ کے ہیں... لہذا اب اصل بات کی طرف آ جانا چاہیے... باں تو پروفیسر انکل... آپ کو کیا بات سمجھی ہے..."

"میری بات بعد میں... پہلے کامران مرزا بتائیں... وہ کیا ہات ہے... جوان کے طبق سے نہیں اتر رہی۔"

"میں بتاتا ہوں... شرط یہ ہے کہ آپ سب درمیان میں نہیں بولیں گے... باں بات پوری ہونے پر ضرور بات کریں۔"

"پلیٹ منکور ہے۔" آفتاب نے فوراً کہا۔

"بول تو پھر بھی ڈے۔" نکھن مسکرا دیا۔

"دھت تیرتے کی... نہیں خاموش رہ سکتا۔" محمود نے بجا کر کہا۔

"اور تم تو جیسے بولے ہی نہیں۔" نشوکی بول اخوا۔

"باں باں... خاموش تو ایک تم رہے ہو۔" فرزانہ فہمی۔

"میرا خیال ہے... اب تک اگر کوئی خاموش رہا ہے تو رفت... اخلاق اور اشتقاق۔"

"تھی باں ایسے بالکل تھیک ہے۔" اشتقاق نے فوراً کہا۔

"بول تو پھر ڈے آپ بھی... خدا کا ٹھہر ہے... میں نہیں بولا۔" اخلاق نے کہا۔

وہ سب مکارا دیے... ایسے میں انہوں نے دیکھا... رفت
نے ہونٹ بہت مضبوطی سے بھیجن رکھے تھے۔

"معلوم ہوتا ہے... چاہے کچھ ہو جائے... تم نہیں بولا
گی۔" اخلاق نے اسے گھورا۔

اس نے فتحی میں سر ہلا دیا۔

"مان گئے بھی... مان گئے... تم جیت گئیں... سب بار
گئے... اب انکل یہ بتاویں کہ وہ کیا بات ہے... جو آپ کے علق سے
نہیں اتر رہی۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"بالکل سامنے کی بات ہے... یہ کہ اگر بات صرف اتنی تھی... کہ یہ آلات پروفیسر صاحب کے اس کرے تک پہنچانے کا
مسئلہ تھا تو اس کے لیے اتنا لمبا پڑا چکر چلانے کی کیا ضرورت
تھی... یہ آلات تو وہ گیلانی جیسے غنڈے کے ذریعے بھی انہیں دے
سکتے تھے کہ یہ قلاں جگ سے ملے ہیں... آپ ذرا انہیں چیک
کر لیں۔"

"اس صورت میں میں ان کو اس کرے میں ہرگز دے
جاتا۔" پروفیسر داؤڈ یوں۔

کرے میں جائیں گے اور اوہڑہ کرے سمیت قاتب ہو جائیں گے۔"

"لکھ... کیا؟" پہنچا۔

"عنہمیں... پروفیسر داؤڈ نے مارے توف کے کاپ کر لکھا۔

"یاد سمجھئے... دلدل کا سندھ، الائیں... کیا ہمہ بہوں میں تبدیل ہو کر اس دلدل میں نہیں جا کرے تھے۔"

"اوہ ہاں... واقعی۔" اسکلر کا مردانہ حکم سے ۱۰ گئے۔

"اوہ... اوہ... قاروئی بھی دھک سے رہ گیا۔"

"دیکھا... آپ سب میری باتوں میں گے ہیں... لہذا میں پھر کہوں گا... ان آلات کو اس کرے میں ہرگز ہرگز نہ لے جائیں۔"

"تب پھر... پروفیسر داؤڈ کے منے مارے جاتے کے لکھا۔"

"تب پھر کیا... آپ رک کیوں نہیں؟"

"ہم ان آلات کی حقیقت بھی بھی جان نہیں سکیں گے۔"

"اس کا طریقہ ہے۔ آفتاب مسکرا یا۔"

"بھی... آج بہت ہرگز ہرگز کریاتیں کرو ہے ہو... میری صحبت کا اثر تو نہیں ہو گیا۔" قاروئی نے جل کر کیا۔

"تب پھر... اب آپ کیوں مجبور ہوئے؟" اسکلر کا مردانہ حداہنے کیا۔

"ہم اب ایک ایسے موڑ پہنچ چکے تھے... سپس نے ہمیں اس حدیث پر بیان کر دیا تھا کہ ہم سب بری طرح بے تاب ہو گئے تھے... یہ جانتے کے لیے کہ انسان شپلے سے کس طرح ہمارا پروگرام جان لیتا ہے... اسے کس طرح بتا جاتا ہے... کہ اب ہم یہ کریں گے... وہ کریں گے... جب کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سکی کو نہیں... ہاں، اپنے رسولوں کو اللہ تعالیٰ غیب کی خبریں عطا کرتے رہے ہیں... لیکن ان خبروں کو غیب کا علم نہیں کہا جاتا... بہر حال... یہ سوال ہمارے ذہنوں میں کچھ اس شدت سے گونجا کہ کیا ہتاوں... اور ان حالات میں ملتے ہیں ہمیں یہ آلات... ظاہر ہے... اب ہم کیا سوچتے... صرف اور صرف یہ کہ جلد از جلد ان آلات کی حقیقت بیان لیں... اس صورت حال میں ہم کسی اور طرف غیب پہنچ سکتے تھے... لہذا انسان نے یہ لہماچوڑا پروگرام ترتیب دیا۔" پروفیسر داؤڈ نے جلدی جلدی کہا۔

"اے یہ کیا... یہ تو حل سے نیچے اتر گئی۔"

"پسیے خدا کا شکر ہے... اب آفتاب بتاوے... وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔"

"مجھے ڈر ہے... اوہ پروفیسر انکل ان آلات کو لے کر اس

کے... کی یہ بات اسیں منظور ہے۔ "انپر جمیڈ ہو لے۔
"نہیں... باکل نامنکور... ان کی حقیقت ہم ہر حال میں
جاننا چاہیں گے۔"

"اس صورت میں ظرہ ہے... یہ سارا کمرہ اور پروفیسر
صاحب انسٹیٹیوٹ کے پاس تھے جائیں۔"
"تب پھر... اس کا ایک راستا اور ہے۔" پروفیسر داؤد
بولے۔

"اور وہ کیا..."

"ہم ان آلات کو پروفیسر عقلاں کی تحریر گاہ لے چلتے
ہیں۔"

"اب سے کیا ہو گا... کیا ان کی تحریر گاہ اس طرح خطرے
میں نہیں آجائے گی۔"
"ایسا ہی ہے... وہ دوسرے درجے کی تحریر گاہ ہے.. کم
نقشان ہو گا۔"

"کیا وہ منکور کر لیں گے۔"

"ظاہر ہے... نہیں کریں گے... انہیں تو ہائل کرتا ہے
گا۔"

"چلیے پھر... وہاں چلتے ہیں۔"

وہ اسی وقت انہوں کھڑے ہوئے... خصوصی طوارے کے

"تو جسے بینے کیوں جا رہے ہو۔" آفتاب مکرا یا۔
"خدا کا شکر کرو... انگارے نہیں چہارہا۔" فاروق نے اور
بھی جل کر کہا۔

"خدا کا شکر ہے۔" اس نے فوراً کہا۔
"بابا۔" انپر جمیڈ ہے۔
"آپ... آپ میرے بھٹے پر ہے۔" آفتاب نے خوش
ہو کر کہا۔

"نہیں... باکل نہیں... میں نے تو سنائی نہیں... تم نے
کیا کہا تھا۔"

"گک... کیوں آپ اس وقت کجاں تھے۔"
"گک... کس وقت۔" پروفیسر داؤد بے خیال کے عالم
میں بولے۔

"حد ہو گی... ایک سے بڑھ کر ایک واٹی بات ہو رہی ہے..
سب ایک رو میں بھے جا رہے ہیں۔" عقلاں و حمان نے تکملائے کہا۔

"تو انکل.. آپ بھی بہہ جائیں تا۔" مکعن نے درخواست
کی۔

وہ بے ساختہ پڑے۔
"بس... اب سمجھیڈی... اگر پروفیسر صاحب اس کمرے
میں نہیں جائیں گے تو ہم ان آلات کی حقیقت سے بے خبر رہیں

لکیر

وہ گھبرا گئے... پر بیٹا ن ہو گئے.. آخر پر دیسر داؤ نے کہا:

”لیک ہے... آپ قلندر کریں... ہم واپس چلے جاتے ہیں۔“

”شش... شش... شش۔“ ان کے مند سے فوراً اگلا۔

”یہ شش، شش، شش تو سمجھ میں نہیں آیا انکل۔“ شوکی نے یوکھلا کر کہا۔

انہوں نے آنکھیں بند کرتے ہوئے صوف کی پشت پر اپنے سر کا پچھا حصہ نکال دیا... جیسے کہ رہے ہوں...“

”آپ جاسکتے ہیں۔“

وہ دھک سے رہ گئے...

”یہ شش شش... کہیں ٹھرے کا نصف تو نہیں تو تھا۔“ فاروق تے پوچھا۔

”ہاں... ہاں... ہاں... آپ چلے جائیں بس... میں اپنی تحریب کا وجاہ کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا... آپ جا گروپی۔“

ڈر لیجے پر دیسر عقلان تک پہنچے... انہوں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان سب کو دیکھا... پھر ان کے مند سے اگلا۔

”تن... نہیں... نہیں۔“

”جی... کیا مطلب... ہم سمجھے نہیں... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں... مہربانی فرمائ کرو ضاحٰت کرو۔“ فاروق کے لجھے میں حیرت دوڑ گئی۔

”تن... نہیں... نہیں۔“ وہ پھر مارے خوف کے بوئے۔

”یہ کیا... آپ نے تو وہی افاظ دھرا دیے۔“ انکھ کا مران مرزا نے حیران ہو کر کہا۔

”تن... نہیں... نہیں۔“

اس بار ان کا انداز اس قدر خوفناک تھا کہ خود ان کے رو گھٹ کھڑے ہو گئے۔

ھھ... ھھ... ھھ

تجربہ کاہ تباہ کریں۔"

"مشکر یہ! اب آپ جا سکتے ہیں۔"
"کوئی آپ کوئی مدد کرنے کے لیے تیار نہیں۔"
"مدد کرنے کے لیے تیار ہوں... لیکن اپنی تجربہ کاہ جاہ
کرنے پر تیار نہیں۔"
"ایچھی بات ہے... ہم چلتے ہیں پھر... صرف اتنا تادیں،
کیا اناشانے آپ ہے کیا بات کی ہی۔"

"اس نے کہا تھا... وہ فیسر داؤ داپنی تجربہ کاہ بچانے کے
لیے میری تجربہ کاہ داؤ پر لگانے آ رہے ہیں... یاد رکھیے... آپ کی
تجربہ کاہ اس تجربے کے بعد مکمل طور پر تباہ ہو گی... اس کا کچھ نہیں بچے
گا۔"

"اوہ... اوہ... کیا آپ نے اس کے الفاظ دریکارڈ کیے
تھے؟" اسکے بعد جمیل نے پوچھا۔
"بالکل کیے تھے۔"

"آپ بس فوراً نہیں اس کی آواز سنوادیں... تاکہ یقین
ہو جائے... وہ وہی تھا۔"

"ہاں! کیوں نہیں... یوں آپ لوگ میرے دوست
ہیں... پرانے ساتھی ہیں... ہم سب اپنے ملک کے خیر خواہ ہیں...
لیکن مجھے اپنی تجربہ کاہ بہت عزیز ہے... میں اس کی تباہی کی اجازت
نہیں دے سکتا۔"

تجربہ کاہ تباہ کریں۔"
"مشکر یہ! ہم جا رہے ہیں... آپ پر بیشان دھوں... لیکن
اتھا تو بتا دیں آپ سے یہ کس نے کہا..."
"اما شانا نامی ایک شخص نے..."
"خوب! وہ بھا جتا ہے... صرف میری تجربہ کاہ تباہ ہو... یا
اس تک پہنچے،" پروفسر داؤ د نے طنزیہ انداز میں کہا۔
"کی مطلب؟" وہ چونکہ گریوولے۔
"آپ پہلے ہماری پوری بات سن لیں۔"
"ضرور سنوں گا... لیکن آپ کی بات پھر بھی نہیں مانوں
گا... آخر آپ کو کیا حق ہے... اپنی تجربہ کاہ کو بچانے کے لیے میری
تجربہ کاہ کو داؤ د پر لگائیں۔"

"کوئی حق نہیں... لیکن آپ پہلے ہماری بات تو سن لیں۔"
"کہا تو ہے... ضرور سنائیں۔"
وہ انہیں اپنے ڈرائیکر روم میں لے آئے... جب سب
الٹھیناں سے بیٹھ گئے... تب اسکے بعد جمیل نے انہیں تفصیل سنا نا شروع
کی... آخر بات پوری کر کے وہ خاموش ہو گئے... اور سوالیہ انداز
میں ان کی طرف دیکھنے لگے۔

"بس! آپ بات پوری کر چکے۔"
"ہاں! بالکل..."

”آپ نہیں کہتے ہیں... میں آپ آواز سنوادیں۔“

انہوں نے نیپ ریکارڈ پر انسٹاکی آواز سنوادی۔

ختنے ہی بول پڑے۔

” یہ... یہ واقعی انسٹاک ہے... گویا وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ہے

یہاں آئیں گے۔“

” چلو پھر جمیش چلتے ہیں... یہ مسئلہ یہاں حل نہیں ہو گا۔“

پروفیسر تھکی آواز میں بولے۔

” جب آپ کو چاہتا ہے... کہ یہاں حل نہیں ہو گا... تو پھر

کیوں آئے تھے... اور کوئی پریشان ہوتے ہیں... آپ ان

ساتھ میں آپ کو بھی موت کے گھاث اتنا رنے کا تھا۔“

آلات کو جلا دیں... جلا کر انکھ کرویں... بات ختم۔

پروفیسر عقلانی نے کیا ضرورت

نے گویا مشورہ دیا۔

”مشورے کا شکر یہ...“

” ہم ان آلات کو راکھنیں کر سکتے... ان کی حقیقت جان

خاص کرے میں لے جاتا... اور اس طرح اس کا منصوبہ پورا ہو

گر رہیں گے... چاہے انسٹاک تھے یہ روڑے انکاۓ۔“

”تب پھر اس کا سیدھا اور آسان راستا بھی ہے... آپ

یہ تجربہ خود اپنی تجربہ گاہ میں کر لیں۔“

” ہاں! میں بھی کروں گا۔“ وہ پر زور لے گئے میں بولے۔

” کیا... نہیں۔“ پروفیسر عقلانی چلا گئے۔

” کیوں... اب آپ کو کیا ہوا۔“ انپکٹر جمیش نے۔

” کیا یہ عقل مندی ہو گی۔“ پروفیسر عقلانی نے منہ بنا دیا۔

”تب آپ ہی بتائیں... ہم کیا کریں... ہمارے پاس اور

کون سارا استارہ جاتا ہے۔“

” راستا ہے... ان آلات کو کھلے میدان میں جلا دیا جائے۔“

” پھر ہم یہ نہیں جان سکتے گے کہ انسٹاک کا منصوبہ کیا تھا۔“

” معلوم تو ہو گیا ہے۔“ پروفیسر عقلانی مسکرا کے۔

” کیا معلوم ہو گیا ہے۔“ وہ ایک ساتھ بولے۔

” یہ کہ... اس کا منصوبہ آپ کی تجربہ گاہ تباہ کرنا تھا...“

” کیوں آئے تھے... اور کوئی پریشان ہوتے ہیں... آپ ان

آلات کو جلا دیں... جلا کر انکھ کرویں... بات ختم۔“ پروفیسر عقلانی

تحمی... وہ سیدھے سادے طریقے سے یہ آلات تجربہ گاہ میں پہنچا

دیتا... جب میں ان کو عام کرے میں چیک نہ کر پاتا تو یہ خود ہی اس

مشورے کا شکر یہ...“

” ہم ان آلات کو راکھنیں کر سکتے... ان کی حقیقت جان

خاص کرے میں لے جاتا... اور اس طرح اس کا منصوبہ پورا ہو

جاتا... نہیں جتاب بات کوئی اور ہے۔“

”تب پھر آپ ہی بتائیں... وہ کیا ہے۔“

” یہ ہم ابھی تک نہیں جان سکتے۔“

” رہ رہ کر میرے ذہن میں ایک ہی بات ہے... ان

آلات کے ذریعے آپ کا وہ خاص کرہ... اور ہم انسٹاک کے پاس منتقل

ہو جائیں گے۔“ شوکی نے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے... پورا کمرہ... دلواروں سمیت چیز دلیمیت ہے جائیں...“ محمود نے منہ بھایا۔
پر و فیر عقلان بوكلا اخے۔

”لیکن اگر اسی تو... کیا یہ اچھا ہو گا۔“

”جی تھیں... کمرے کی تمام چیزیں... اور ہم لوگ لہا۔“

میں تبدیل ہو گرا ناشا کے پاس بھیجا کیں گے... اگر صرف آلات...“ سب پھر اس کا اچھا حل وہی ہے... جو انکل عقلان نے
پر و فیر انکل کے پاتھ کلتے تو صرف یہ اس خاص کمرے میں جاتے جاتا ہے... کھلے میدان میں ان آلات کو آگ لگادی جائے... اور صرف یہ ہاں منتقل ہوتے... لیکن وہ ہم سب کو لے جانا پڑ رہے ہاں اور نبجے گی بانسری۔“

”گویا اس طرح صرف یہ نقصان ہو گا کہ تم ناشا کے
ہے...“

”آخری ضرورت ہمارے دلکش ملک کو ہے... ان سب...“

”ہماری ضرورت ہمارے دلکش ملک کو ہے...“ ہاں... لیکن یہ اتنی نقصان دہ بات نہیں... جتنا چیز دل کا
میں خواہش ہے... کسی طرح ہمارا کائنات نکال دیں... بھاں بھوئے اس کے پاس بھیجا جائے۔“ خان رحمان نے کہا۔

مراد صرف ہم نہیں۔“ اسکے بعد چیدنے آخر میں بھیب بات کہہ دی۔

”بات بھی معمول نظر آتی ہے... ہم وہ خطرہ مول نہیں لے
کیا مطلب... صرف ہم نہیں... یعنی ہم صرف نہیں کہتے... ساری زندگی اس سفیں میں گزار سکتے ہیں کہ ناشا کا
پار بیان نہیں۔“

”ہاں... صرف ہم تین پار بیان نہیں... بلکہ ہم یہ سے لوگ آنکھوں میں بھکتے ہیں۔“

فرزاد کی آواز ابھری۔

”ہاں! یہ تو ہے... لیکن ہم خود تو ناشا کے پاس جائے میں... اس کمرے میں موجود ہم تین سماں اور آلات اور ایجادات بولی۔“ رفت
کے قارموں اپنے ساتھ نہیں لے جائتے۔“

”اوہ وہ چال کیا ہے۔“

”ہم یہ کام کل سے پہنچنیں کریں گے... ناکل کے اگلے

”یہ صرف ایک خیال ہے... ضروری نہیں کہ ہم کمرے کی

ورق پر چاہی اب کل لگ سکے گی... پہلے ہم چاہی لگائیں گے... آصف نے من بنا یا۔

ان آلات کو جلا دیں گے... کیونکہ اس طرح ہمیں یہ بھی مم
ہو جائے گا کہ ہمیں فائل کے مطابق کیا کرنا تھا اور ہم نے فیصلہ

"لگ... کون سی بات۔" اسپلز جشید نے چلا کر پوچھا۔
کیا۔"

"یہ کہ فائل کا ورق نہیں کھلے گا۔"

"کیا کہا... تمہارے دماغ میں یہ بات آئی تھی کہ فائل

"اور پروفیسر عقلان بھی ہمارے ساتھ چلیں گے... اور نہیں کھلے گی۔" فرحت چلانی۔

آلات کے جلنے یا کوئی تین بات پیش آنے تک یہ ہمارے ساتھ رہیں
گے... ضرورت پڑی تو ہم انہیں اس مہم میں ساتھ ہی رکھیں گے۔

"ہاں بالکل۔" "حرمت ہے... کمال ہے۔" فرحت نے کھوئے کھوئے

ایسے میں پروفیسر داؤ دیول اٹھے۔

"یہ اچھا ہے گا۔" اسپلز کا مردانہ فوراً کہا۔

"لیکن... پروفیسر صاحب نے اپنی رائے ظاہر نہیں کی۔"

"مم... مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

"شکریہ۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

پھر وہ اسی وقت اپنے شہر کے لیے روانہ ہو گئے... دوسرے دھان نے سرسراتی آواز میں کہا۔

دن اسپلز جشید کے گھر فائل کو چاہی لگائی گئی... لیکن چاہی نہ گی۔

"چاہی نہیں لگ رہی۔"

"لگ... کیا مطلب۔" فرزاد اچھی... اس کی آنکھیں ہو... لیکن شاید اس بارہم فائل کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو گئے

مارے حرمت کے چھیل گئیں۔

"کیا ہوا... تمہیں کس بات پر حرمت ہے... اس قدر۔" کو کھلے میدان میں جلایا... گویا ہم نے کچھ بھی نہیں کیا... اب اس

ستھے پر پچھے سچھے لکھا ہوگا... لیکن یوگیا اس کے آٹ... اس طرز
اناشائی کی اڑے گی خوب بھلا... جیسے رفت کے سلسلے میں اڑ پھلی ہے...
اور وہ فرار ہو گیا تھا... حالانکہ اتنی ہی بات فائل کے خلاف ہو جاتی
کی صورت تھی اس کا فرار ہونا بھی ہمارے لیے کم جیب تھیں... ”
”اس کے سوا کیا خیال قائم کیا جا سکتا ہے... بہر حال فائل
کھلتے کھلتے... ہم ان آلات کو آج جائیں گے۔“

”میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔“ فرحت کی آواز
نے ان سب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

”پلو ہتا وہ... کیا بات آئی ہے ذہن میں۔“ اپنکے کامران
مرزا نے سکرا کر کیا۔

”ان آلات کو آگ لگانے سے پہلے صدر صاحب سے
منظوری لے لی جائے۔“

وہ سوچ میں ڈوب گئے... پھر انپکڑ جھیلی نے کہا۔

”بات محقق ہے... کیونکہ آگ لگانے کی صورت میں ن
جائے کیا بات مانند آئے... اس طرح ہم پر بو جھنپس رہے گا۔“

صدر صاحب کو فون کیا گیا... صورت حال ہتا ہی تھی... وہ
فوراً ماں آگئے... ایک بار پھر انہوں نے ساری بات غور سے سئی...“

پھر فرمانداں انداز میں ہو لے:

”گویا تم ساری ذمہ داری جھوپڑاں دینا چاہئے ہو۔“

”یہ بات تھیں ہے سر... تم چاہتے ہیں... یہ بات آپ
کے علم میں بھی ہو... بلکہ حکومت کے سب لوگوں کے علم میں ہو۔“
”تب پھر مجھے اپنی کابینہ کا جلاس ہلانے دو... میں یہ معاملہ
اپنی رکھتا ہوں... جب سب منظوری دے دیں گے... جب ہم یہ
کام کریں گے۔“

”لیکن اس میں تو ہمی دن لگ جائیں گے۔“

”ہمیں... میں ابھی اور اسی وقت انہیں بلا رہا ہوں... تم فر
ذکر و... آج شام تک ان سب کی تحریری منظوری تھیں مل جائے گی۔“

”واہ... یہ اور ابھی بات ہو گی۔“

پھر اسی شام انہیں منظوری مل گئی... وہ سب کھلے میں ان میں
بن ہوئے... ان چیزوں پر پڑوں چھڑ کا گیا... فائل کو بھی ان چیزوں
تھی دکھا گیا... تاکہ یہ بھگڑا ہی ختم ہو جائے... لے دے کے ان کے
ڈھنڈوں میں یہ بات رہ جائے گی کہ وہ اداشا کا منصوبہ نہ جان پائے...
لیکن یہ خطرات مول یعنی سے بہت بہر تھا... کم از کم اس میں کوئی
خطرہ تو نہیں تھا... صرف ذہنی اچھی ہی باقی رہتی تھی...“

پڑوں کی ایک لیسر دور تک سمجھ کر لالی گئی... پھر لامپ کے
ڈریے اس لیسر کو آگ دکھاوی گئی...“

پھر آگ کی لیسر بہت تیزی سے ان چیزوں کی طرف پلکی۔

###

۲۲

دیکھتے ہی دیکھتے ان آلات کو اور فائل کو آگ کے شعلوں
نے اپنی پیٹ میں لے لیا... انہیں یوں لگ جیسے انہوں نے ان چیزوں
سے نجات حاصل کر لی ہے... اس لئے انہوں نے ایک سکون حسوس
کیا... اور پھر چند منٹ تک وہ آگ کے شعلوں کی آواز سنتے
رہے... آہتہ آہتہ آگ مدھم پرستی چلی گئی... یہاں تک کہ بالکل
ختم ہو گئی... اب وہ آگے بڑھے... اس جگہ کے نزدیک پہنچے... جہاں
ان چیزوں کو رکھا گیا تھا۔

ان سب کی حرمت کی احتیاط درہی... وہ تمام آلات اور فائل
جوں کے توں موجود تھے۔
”یہ... یہ کیا؟“ خان رحمان کے لیجے میں بلا کی حرمت تھی۔
”اس کا مطلب ہے... یہ فائل اور آلات فائز پروف
ہیں... ان کو آگ جلانہیں لے کیں۔“

”انہیں بالکل کر ان کے ساتھ وزن رکھ کر سمندر میں ڈال
دیا جائے... اس وزن کی وجہ سے یہ سمندر کی تباہ میں رہے گے۔“
شوکی نے تجویز پیش کی۔

”نہیں... اس کا بھی کوئی قابو نہیں ہو گا..“ اسپکٹر کامران
مرزا نے نفی میں سر بلایا۔
”وہ کیسے انکل۔“

”ہم ان چیزوں اور اس فائل سے نجات حاصل کرنا چاہتے
ہیں... اس طرح تو یہ ہمارے سمندر میں موجود ہیں گی۔“

”اوہ... ایک خیال اور... کیا ان چیزوں سے ریڈی یا تی
لہریں تو نہیں انکل رہیں... تابکاری اثرات تو ہمارے ملک میں نہیں
کھلی جائیں گے۔“ رفت چیخ اٹھی۔

”نہ نہیں...“ پروفیسر داؤن نے بوکھلا کر کہا۔

”الیک کوئی بات نہیں... کیونکہ اگر بات صرف اتنی سی
ہوتی... تو یہ سامان تو ویسے ہی ملک میں کہیں رکھا جاسکتا تھا اور کوئی
اس کی طرف توجہ بھی نہ دلتا... مثلاً اس کو کسی سمندر میں رکھ دیا جاتا...
کہیں بھی رکھ دیا جاتا۔“

”تب پھر اس کا کیا کیا جائے۔“

”صرف اور صرف وہ... جو اتنا شاچا ہتا ہے۔“ اسپکٹر جمشید
”حد ہو گئی... یہ چیزیں تو ہاتھ دھوکر ہمارے پیچے پڑیں۔“ اداں انداز میں مکراۓ۔

کوئی سر انہیں مل رہا۔ اپنے کام کا مران مرزا بھالے۔
وہ سب سر پکڑ کر بینے گے... انہیں اپنے سر پکرا تے مجھوں
اور ہے تھے... ایسے میں آسف ہوا۔
”اب... اب ہم کیا کریں۔“
”حد ہو گئی... اور سے بھائی سب یہی سوچ رہے ہیں... اب
کیا کیا جائے۔“ محمود نے جھلا کر کہا۔
”اور یہی تو میں کہہ رہا ہوں۔“ آسف نے اسے گھورا۔
”کیا کہہ رہے ہو تم... تم نے تو صرف اتنا کہا ہے کہ اب ہم
کیا کریں اور میں نے کہا ہے... یہ تو سب ۲۰ فارے ہے یہیں... تم نے
کوئی یہی بات کہہ دی۔“
”حد ہو گئی... اب کیا تم لڑو گے آپس میں۔“ اپنے کام
مرزا نے جھلا کر کہا۔
”ہمارے درمیان فرزانہ، فرحت اور رفتہ موجود ہے...
یہ ہمیں تاکہیں گی کہ اب ہم کیا کریں۔“
”وہ تو خیر ہم پہلے ہی سوچ چکی ہیں۔“ رفتہ مسکرائی۔
”کیا کہا... پہلے ہی سوچ چکی ہو... تو بتایا کیوں نہیں۔“
”وہ کسی نے پوچھا کہ ہے۔“
”حد ہو گئی... ہے کوئی تک... سوال تو یہی زیر بحث
ہے... اب کیا کریں۔“

”جی... کیا مطلب؟“
”ہمیں ان چیزوں کو اس خاص کمرے میں لے جانا ہو گا...
پر ویسرداو و صاحب کو ان چیزوں پر اپنا تجربہ کرنا ہی ہو گا۔“
”عن... نہیں۔“ وہ مارے خوف کے چلا گئے۔
”گھٹ کے مر جاؤں... یہ مرضی میرے صیاد کی ہے۔“
اپنے جمیشید گھٹنائے۔
”جی... کیا مطلب؟“
”جو اناشا پاہتا ہے... ہمیں وہ کرتا ہو گا۔“
”لیکن ہمیں تو معلوم تک نہیں... کہ اناشا کیا چاہتا ہے...
اس لیے کہ اس کی طرف سے ہمیں کوئی پیغام نہیں ملا۔“
”پیغام... پر ویسر عقلان صاحب کو ملا تھا... یہ کہ ہم اپنے
تجربہ گاہ پچانے کے لیے ان کی تجربہ گاہ داؤ پر لاگانا چاہتے ہیں... لہذا
وہ ایسا نہ کرنے دیں... آخر کیوں... سوال یہ ہے کہ اس کے
پر ویسر عقلان صاحب کو یہ بات کیوں بتائی... گویا وہ نہیں چاہتا تھا
کہ ہم یہ تجربہ پر ویسر عقلان کے ہاں کریں... اس کی صرف اس
صرف یہ خواہش ہے کہ ہم ان آلات کو پر ویسرداو و صاحب کے
خاص کمرے میں لے جا کر چیک کریں۔“
”یہ بھی ابھی تک صرف ہمارا خیال ہے۔“
”اف مالک... یہ ہم کس مشکل میں پھنس گئے... جس

"ہم ان آلات سمیت اور اس فائل سمیت... اناشیل
ٹلاش میں جائیں گے۔"

"کیا!! ان سے کہہ سے ایک ساتھ ہے۔"

"بہت خوب! مرا آگیا۔" خان رحمان چلا گئے۔

"نظر تو نہیں آیا انکل۔"

"مری آنکھوں سے دیکھو۔" وہ بولے۔

"لائیے پھر۔" فرحت مسکرائی۔

"کیا دوں؟"

"آنکھیں... اپنی... تاکہ ہم دیکھ سکیں۔"

"ہاہاہا۔" خان رحمان نہیں۔

"کیا آپ ہم پر ہنس رہے ہیں انکل۔"

"نہیں... اناشاپر ہنس رہا ہوں۔"

"اس کی بھی کیا تک ہے بھلا... ہاں اناشا ہم پر نہیں تو ایک
بات بھی ہے۔"

"وہ ہنس رہا ہوگا.. خوب ہنس رہا ہوگا.. اور کہہ رہا ہوگا
دیکھا... تم مری طرف آنے پر مجھوں ہو... وہ بھی اس فائل
آلات کے ساتھ۔"

"لک... کیا اب ہم فائل کو چاہی لگا کر دیکھیں۔"

"اوہ ہاں... واقعی۔"

اب جوانہوں نے چاہی لگائی... وہ لگ گئی اور ورق اوپر اٹھ
لیا... وہ زور سے اچھے... فائل میں صاف لکھا تھا... اور ان پلے چمیش
اور ان کے ساتھی... فائل سمیت اور آلات سمیت میری سوت آنے کا
فیصلہ کریں گے... انہیں آخر کار بھی کرنا ہو گا۔"

وہ دھک سے رہ گئے بہت دیر تک خاموشی کی حالت میں
ایک دسرے کی طرف دیکھتے رہے...

"یہ... یہ سب کیا ہے... وہ ہمیں ہم سے زیادہ کس طرح
جاہاتا ہے... یا پھر اس نے پہلے ہی کیسے تمام منصوبہ لکھ دیا ہے... کہ
ہم یہ کرسی گے اور یہ نہیں کریں گے... یہ... یہ کیسے ممکن ہے۔"

"واقعی... پروفیسر صاحب... آخر ہم یہ کیوں نہیں چان
سکے اب تک۔"

"اوہ مارا۔" فرزان اچھی۔

"کیا مارا... کیا مارا... آصف نے اسے گھورا۔

"یہ آلات ہمیں احسان میان کے گھر سے ملے تھے... لیکن
ہم نے کسی اور جگہ تو ٹلاش کیے بھی نہیں تھے..."

"کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ ہمیں اور جگیوں پر بھی ٹلاش کرنے
ہواں گے۔"

"تجھ پر کرنے میں کیا تحریج ہے۔"

"لیکن اس سے کیا ہو گا۔" شوکی نے منہ بنا یا۔

ہوئے والی لہروں کو پڑھ لیتے ہے... بالکل میلی پرستی طرح اس کے دماغ میں الفاظ پر سٹ ہوتے چلتے جاتے ہیں اور ادھر وہ فائل کے لیے الفاظ بخوبی لگاتے ہیں... اور فائل میں الفاظ تالپر ہوتے چلتے جاتے ہیں... یہے داڑ پہلے سے وہ کیسے جان لیتا ہے کہ تم کیا کریں گے۔"

"تب پھر... رفتت کی باری میں ایسا کیوں نہیں ہوا۔"

لکھن نے سوال کیا۔

"ہاں! اچھا سوال ہے... بہت خوب لکھن... " پرد فیر
اوہ نے خوش ہو کر کہا۔

"لیکن اس کا جواب بھی بتتا نہیں نا۔"

"ہاں! جواب اس کا یہ ہے کہ رفتت کے دماغ کو اس وقت خوار لے جگ کر بتا جائے... اس میں کوئی خرابی واقع ہوگی... اور وہ یہ جان شکا کہ رفتت اس وقت ایسا کرے گی... یہ آلات آفرانشان نے بنائے ہوئے ہیں... ان میں خرابی بھی ہو سکتی ہے۔"

"ہات تو ہن تسلیم کرتا ہے... تو کیا ہمیں اب تمام جگہوں پر پہلے آلات تلاش کرنے ہوں گے۔" ان پرکشہ جشید بولے۔

"اس کے سوا کوئی چارہ نہیں گے۔" اس نے پرد فیر
پر گراموں کے بارے میں اب بھی پوری طرح آگاہ ہو رہا ہے۔"

"اوہ ہاں... کیوں نہیں... اب میں تمہاری بات کو کہہ کوچاہ کرنا ہو گا... تجھی ہماری کارروائیاں اتنا شاہ سے پوشیدہ رہ سکیں ہوں... اصل میں یہ آلات ایسے ہیں جو ہمارے دماغوں سے خار

"پتا نہیں... اس سے کچھ ہو گایا نہیں... لیکن اگر ہمارے گھروں... ہمارے دفتروں اور ہماری کارروائیوں نیز نہیں... ہر جگہ ایسے آلات موجود ہیں... تو پھر اتنا شاہ آلات کے ذریعے ہمارے آیندہ پروگراموں کے بارے میں معلوم کرتا جائے اور ساتھ ساتھ فائل میں لکھتا جاتا تھا... لکھنے کے لیے اس کے لیے ضروری لگائی تھا کہ فائل اس کے باوجود میں ہوتی... اس کے پاس ہوتی... یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کہیں ہو... فائل کہیں ہو اور وہ پھر بھی ساتھ ساتھ فائل میں لکھتا رہے۔"

"یہ... یہ کیسے بھلا۔"

"بھی میلی پرست کو ہن میں رکھو... آج کل کے لفڑیوں پر غور کرو... کیا اس نظام میں پیغام باحتجہ سے لکھا جاتا ہے... نہیں پیغام کی تصویر... میرا مطلب ہے... تحریر کی تصویر دوسری طرف ملئی جاتے ہیں... تو آلات کی حد سے اتنا شاہ جان لیتا تھا کہ اب تم اس کریں گے یا کرنے والے ہیں... کیا خیال ہے انکل... آپ شاہی اس بات کو زیادہ واضح طور پر بیان کر سکیں گے۔" اس نے پرد فیر داؤ دی کی طرف دیکھا۔

"اوہ ہاں... کیوں نہیں... اب میں تمہاری بات کو کہہ کوچاہ کرنا ہو گا... تجھی ہماری کارروائیاں اتنا شاہ سے پوشیدہ رہ سکیں ہوں... اصل میں یہ آلات ایسے ہیں جو ہمارے دماغوں سے خار

کارہ، ایجین سے آگاہ ہوتا رہے گا۔

”خیر... اب تو ایسا نہیں ہو سکے گا... ان آلات کو اگر ہم شاخ نہیں کر سکتے... تو بھی کوئی بات نہیں... ہم ان کو زمین میں فشن کر دیں گے۔“ پرو فیسر ملکراۓ۔

”اوہ بہاں... واقعی... یہ نہیک رہے گا۔“

”تو پھر آپ اپنے خاص کمرے میں جا رہے ہیں۔“

”ہاں اجاتا ہی ہو گا... لیکن... لیکن مجھے ذر سالگراہے... لیکن کام از کم میرے ساتھ کوئی ایک ضرور پڑے۔“

”نہیک ہے... آپ جسے چاہیں، ساتھ لے لیں۔“

”شوکی کیا خیال ہے... چل رہے ہو۔“ وہ ملکراۓ۔

”میں تو خیر حاضر ہوں... لیکن میرے خیال کے مقابل...“

”آپ کو اس وقت محمود، فاروق، آصف، آفتاب وغیرہ میں سے کسی کو

پرو فیسر انگل کی تحریک کا دکوچاہ کر دیں گے... یا اوہاں کی وہتا ویزاں

لہروں کے ذریعے اٹاشا کے پاس منتقل کر دیں گے۔“ شوکی نے جلدی

جلدی کہا۔ ”محمود زور سے ہنسا۔“

”یہی کس بات میں آگئی۔“ شوکی نے منہ بنا یا۔

”ڈر گئے... تم ڈر گئے۔“ محمود بولا۔

”خیل... میں ڈر انہیں... لیکن اس وقت مجھے جو صحیح محسوس

جا سکتے ہیں تاکہ ان کے بارے میں یہ معلومات حاصل کر سکیں... جس

وارہ ہے تو پھر میں ہی جاؤں گا انگل کے ساتھ۔“

کی۔“

”بہت خوب... یہ امید کی پہلی کرن ہے... جو نظر آتی ہے... لہذا ہم سب پہلے یہی کام کرتے ہیں۔“ انہوں نے کویا اعلان کیا۔

پھر اسکے جو شید کے گھر سے خیریہ بھجوں سے اس قسم سے آلات مل گئے... اب تو ان پر جوش ملا رہی ہو گیا... انہیں باقی بھجوں پر بھی جانا پڑا... یہاں تک کہ اسکے کامران مرزا کے گھر، دفتر اور دوسری متعلقہ بھجوں سے بھی آلات مل گئے... شوکی برادر وہ کے گھر، دفتر اس کی خالہ کے ہاں سے بھی مل گئے... احسان میاں کے ہاں سے تو پہلے ہی مل چکے تھے...“

اب وہ ان سب آلات کو ایک جگہ جمع کر کے بینچے گئے...“

”تب پھر... ہمارا پہلا خیال خلا تھا... یہ کہ یہ آلات

پرو فیسر انگل کی تحریک کا دکوچاہ کر دیں گے... یا اوہاں کی وہتا ویزاں

لہروں کے ذریعے اٹاشا کے پاس منتقل کر دیں گے۔“ شوکی نے جلدی

جلدی کہا۔

”اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔“

”تو پھر... اب یہ ان آلات کو لے کر اس کرے گی...“

جا سکتے ہیں تاکہ ان کے بارے میں یہ معلومات حاصل کر سکیں... جس

وارہ ہے تو پھر میں ہی جاؤں گا انگل کے ساتھ۔“

”ہاں اکوں نہیں... یہ خوف میرے ذہن میں ابھی تک
ہوں... اس وقت محو د، فاروق، آصف، آفتاب میں سے کسی کا
موجود ہے... کہ کہیں یہ آلات ہیں لہریں بنا کر دوسروی طرف منتقل
ساتھ چلا رہا تھا اور شوکی تم نے یہ بات کسی خوف کی وجہ
نہ کروں... یا میری ایجاد اور ستاویر اس کو ادھر پہنچانے کیسے
نہیں کی۔“

”ارے باپ رے... یہ... یہ تو بہت زیادہ خوفناک بات
ہوئی... مکھن کا بچ آیا۔“

”بیس انھل... انھل گئی ان صاحب کی تو جان... اللہ آپ
ہم اللہ کریں۔“

”اور باقی لوگ تجربہ گاہ کے دراٹک رہنمیں موجود رہیں
جی۔“

”بانکل تھیک ہے...“

”کہ میاں ہوئی تو میں دروازہ کھول دوں گا اور تم لوگوں کو
بانے کے لیے ان میں سے کسی ایک کو بینج دوں گا۔“

”بانکل تھیک۔“

ایں درجہ گاہ میں آئے... ایسے میں پر و فیر عتلان
بولے:

”اگر آپ کوئی خطرہ محسوس کریں تو اس صورت میں بھی
دروازہ ضرور کھول دیں... اور خطرے کا رامضیر رہ جائیں...“

”فلکن کریں... میں ایسا ہی کر دیں گا۔“

”اور کیا میں آپ کے ساتھ چلوں۔“

”نہیں شوکی... تم نہیں جاؤ گے... میں تمہاری تائید رہ
ہوں... اس وقت محو د، فاروق، آصف، آفتاب میں سے کسی کا
موجود ہے... کہ کہیں یہ آلات ہیں لہریں بنا کر دوسروی طرف منتقل
ساتھ چلا رہا تھا اور شوکی تم نے یہ بات کسی خوف کی وجہ
نہ کروں... یا میری ایجاد اور ستاویر اس کو ادھر پہنچانے کیسے
نہیں کی۔“

”خش... شکریا انھل۔“

”بے چارے شکریے کے دو بلکوے کر دیے۔“ فاروق نے
منہ بنایا۔

”تب پھر... فاروق میرے ساتھ چلے... یا پھر آفتاب۔“

”تو ہم دونوں ہی کیوں نہ چلیں... کیا آپ کا کمرہ ادا
چھوٹا ہے۔“

”ارے نہیں... اس میں سے تو تم سب ساکتے ہو۔“

”بس تو پھر... ان دونوں کو لے جائیں۔“

”ضرور... یہ اور اچھا ہے... یہ بھے بورنیں ہونے والی
گے۔“

”اگر یہ بات ہے... تو پھر تو آپ مکھن کو بھی ساتھ
چلیں۔“ آفتاب سکرایا۔

”نہیں بھی... میں دو سے زیادہ کو جانے کی اجازت نہیں
دے سکتا۔“ پر و فیر بولے۔

”آخر کیوں... کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔“

"نہیں... یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہو گا۔" انہوں نے مجھے کھل جائیم میتھی میل بابا پا لیس چورگی کہانی سنایا کرتی تھیں... میں نئی میں سر بلادیا۔

"اوکے... آ، بھی... آ، آفتاب... فاروق... چلیں۔" "امچھاں... اپنے پچھن کے دو ان اپنے پاس رکھو۔" آصف

"اور ہم آپ کو کمرے کے دروازے تک پھوڑ آج سے منتظر ہیا۔"

"حد ہو گئی... میں ۵۵ دن آپ کو ہے کب رہا ہوں۔" "اپنے کام مزامنکارے۔" یہ میں پر فیر مکھن مل گیا۔

"خودر... خودر... لکھا نہیں۔" جواب میں پر فیر داؤ دھنس دیے۔ "آم جا رہے ہیں اور تم ٹور رہے ہو... یہ اچھی بات نہیں۔"

پھر وہ ان آلات کو انہی کراس کمرے کی طرف قدم اٹھانے پر فیض داد نے بر اسمانت بنایا۔

"لگے... کمرے کا دروازہ بند تھا... پر فیض داد نے نہ بیان کیا۔" "اوہ ہاں انکل... واقعی۔" وہ شرمند ہو گئے۔

طرح اس کو کھووا... یہ، لیکن کراپلے جیشید ہوئے۔ "بھی اب اس میں اس قدر شرمند ہونے کی بھی کوئی سیاری بھرت نہیں ہو کا کہ آپ ہمیں کمرے کا دروازہ کھوئے خود دت نہیں۔" پر فیض مسکرا۔

"تب... تب پھر انکل... اس میں کتنا شرمند ہونے کی کا طریقہ بتا دیں۔"

"اچھی بات ہے... آصف نے پوچھا۔"

انہوں نے کہا، "وہ اشارے بتا دیے جن سے رہا، انکل۔" "حد ہو گئی... بے کوئی تک دیکھو وہ نے جھاکر کہا۔

"میں نے تم سے نہیں... انکل سے پوچھا ہے۔" آصف تھا۔

"یہ اشارے سن کر سب سامنے یاد آیا۔" میں نے مرا لے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"دامغ تو نہیں چل گیا؟" محمود ہوا۔ آہ بھری۔

"ابھی تک تو چلا ٹھیں... جب چل پاے کا... بتا دوں گا۔"

"تو یہ ہے تم اکوؤں سے... ان بے چاروں کو جانتے جاتے ہو دیں یا،" تھے... جب میں چھوٹا سا تھا اور دادی اماں

دروازے پر انکالیا۔ اُنپکڑ جمیل جملائی۔

”اور یہ بے چارے کب سے ہو گئے انکل۔“ آمد۔

جس ان ہو کر پوچھا۔

”جب سے اس کمرے میں جانے لگے ہیں۔“ فاروقی۔

منہ بتایا۔

اور وہ سکراویے۔۔۔

”تم جاری ہے ہیں۔۔۔ دروازہ بند کر رہے ہیں۔۔۔ اسلام

حیکم۔“

”وعلیکم السلام۔۔۔ اللہ نے جیسا تو بہت جلد پھر ملا قات۔“

اور آپ ہمیں تفصیل سے ان آلات کے بارے میں بتائیں گے۔“

”ان شاء اللہ۔“

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے دروازہ بند کر دیا۔۔۔

وہ ڈر انگر روم کی طرف مڑے۔

گھو... گھو... گھو

”کیا ہم ڈر انگر روم میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر میٹھے رہیں
گے انکل۔۔۔ شوگی کی آواز نے انہیں پوکا دیا۔

”تب پھر... تم کیا چاہیے ہو۔“

”ہم... میرا مطلب ہے... کچھ کھانے پینے کا پروگرام
سامنے ماحصر چلا رہے ڈرائیں جانے ہمیں کب تک انتقال کرنا پڑے
گا۔“

”اوہ ہاں... پھر و... میں شاستہ کو بلاتا ہوں۔“
یہ کہہ کر انہوں نے ڈر انگر روم میں لگے ایک بیٹھن کو دیا
کے لیے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ شاستہ کی آواز سنائی وی۔

”اس کی ضرورت نہیں... کھانے پینے کی چیزیں حاضر
ہیں۔“

”ارے... او یہ تو کمال ہو گیا... شاستہ... آج تو تم نے
اپنی آنی کو بھی لکھا دیا۔“ اُنپکڑ جمیل کے لمحے میں حیرت در آئی۔

”کہاں انکل...“ شاستہ نے سر داد بھری۔

"کوں... کوں؟" اپنے کامران مرزا مکارے۔

"جو نبی اجیس آپ لوگوں کے اس پر گرام کا پیٹا چلا... وہ

بیہاں آگئی تھیں میرے پاس اور یہ سب پیچے ہم دونوں نے ملے

بنائی ہیں... ورنہ صرف میں تو ہرگز نہ بنا سکتی۔"

"اوہ اورے ہائیں... تو بیکم بھی بیہاں ہیں... بھی وادی... پھر تو مرزا آگینا۔"

"بلکہ انکل خان رحمان والی آئندی بھی یہیں آگئی ہیں۔"

"ہائیں ہائیں۔" خان رحمان مارے جھرتے کے پولے

"اور تو اور... انکل کامران مرزا والی آئندی بھی۔"

"کیا ہیں... اپنے کامران مرزا چلا۔"

"معلوم ہوتا ہے... ان لوگوں نے ایکا کر لیا ہے۔"

"ہاں! اور کیا... آپ بھی تو ایکا کر لیتے ہیں۔" باہر سے

بیکم جوشید کی آواز اپنی۔

"لیکن ہمارا ایکا تو دشمنوں کے خلاف ہوتا ہے۔"

"وہ ایکا اور... یہ ایکا اور۔" اس بار بیکم کامران مرزا کی آواز اپنی۔

"یہ ہم کیا ایکا کے پیچے ہاتھ دھوکر پڑ گئے۔" آصف نے بوکھا کر کیا۔

"ہاں واقعی... اب بے چارے ایکا کا پیچھا پیچوڑ دیجے

"چیزوں دیا... جاؤ بھائی... اینا کام کرو۔" محمود نے مت بنایا۔

آصف نے فوراً وہر اور ہر دلکی

"کیا دلکھ رہے ہو بھائی... کوئی چیز کم تو جیسیں ہو گئی۔" محمود

"ہاں! وہ کچھ رہا تھا... ایکا چلا کیا ہیں۔"

"میرا نداق اڑاؤ کے... اب تم... " محمود نے آنکھیں بولیں۔

"کوشش تو کروں گا کہ نہ اڑاؤں... اگر خوب نکو داڑ کیا تو

میں لوہی کیا ملکا ہوں۔"

"ہم نے کہیں اوث پانگ بائیں کرنے کی بھان تو نہیں

"یا انکل اس طرح جیسے اتنا شانے ہیں پر بیشان کرنے کی

بھان مل ہے۔"

"اوہ... اب کھانے پینے کی چیزوں سے بھی تو انساف

اکریں بھی۔" شانت نے جھلا کر کہا۔

"اوہ اورے ہائیں... یہ تو ہم بھول ہی گئے... بیکمات برا

وں جائیں گی۔"

"اماں تھیں ہماری جوستیاں۔" باہر سے بیکم خان رحمان کی

آواز سنائی دی۔

واملے بھی ان پچھوں کی طرح مذاق کریں گے۔ ”پروفیسر عقلان جھاٹا
ہونے والا۔“ اسکندر کامران مرزا بوجھلا کر بولے۔

”آپ کو معلوم نہیں۔“ اسکندر جوشیدہ سکرائے۔

”کیا معلوم نہیں۔“

”جب یہ لوگ باتوں کے طوفان میں گمراہتے ہیں...
معلمون کا... بخادرات کا... ضرب الامثال کا اور لوگوں
بخارات کے بھلڑ جب انہیں بھر لیتے ہیں اور ضرب الامثال کے
آپس میں۔“

”اوہ... ایسے مقابلوں کی خیر ہے... کوئی بات نہیں...
آپسیزے جب انہیں الایلان دیتے ہیں تو پھر بدے بھی اس دھارے
ہوتے ہیں تو ہو جائیں... تھارا کیا لے جائیں گے بنے چارے۔“

”لہجہ بھر جاتے ہیں۔“ ”لکھ... کون... کس کی بات ہو رہی ہے بھی۔
”دھارا... کون سا دھارا... مجھے تو یہاں کوئی دھارا ادا را
نظر نہیں آیا۔“ ان کے لمحے میں بارکی حیثت تھی۔

پروفیسر عقلان نے چونکہ کر پوچھا۔

”بھی... مقابلوں کی بات ہو رہی ہے... ویسے آپ کہاں
بھر جو آپ کو بھی ہو جائے گا... کیا آپ بتا سکتے ہیں... ما تمہرے لئے کوئی
تھے۔“

”مم... میں... پروفیسر صاحب کے بارے میں سوچ، آرہی کا کیا مطلب ہے؟“ فرزان بولی انھیں۔

”یہ... سے کیا بچھی ہوتی ہے۔“ انہوں نے بوجھلا کر پوچھا۔

”تو انہیں بتا دیتے ہیں۔“ اسکندر کامران مرزا سکرائے۔

”کیا بتا دیتے ہیں؟“ پروفیسر عقلان نے جبراں ہنا نشجانے آگئے لیے چاہا۔ اس بار فرحت نے پوچھا۔

”نالج نشجانے آگئن میڑھا... مم... میں نہیں جانتا...
پوچھا۔“

”یہ کہم نے تقطیلی کی ہے۔“ دیے نئے نالج و اچ نہیں آتا... میں تو فقط ایک سائنس دان ہوں...“

”صد ہو گئی... اب آپ لوگ... میرا مطلب ہے... بڑی بھی بس عام سا۔“

"خبر جانے دیں... یہ بتائیں... اس کا کیا مطلب ہے۔
ایک کریا وہ سر ایم بچے ہا۔" محمود بول اخوا۔

"پپ... پتا نہیں بھائی... میں... میری اردو بس دا جی تی
ہے... یوں بھی نہیں پوری تعلیم انگریزی میں حاصل کرنا پڑتی ہے۔"
"خبر جانے دیں... یہ بتائیں... تین میں سنتیرہ میں کا کی
مطلوب ہے۔"

"میری مسئلہ سے باہر ہے... چاہے تین میں ہو یا تیرہ میں
چاہے ان دو توں میں نہ ہو۔" انہوں نے بر اسمانہ بتایا۔

"خبر جانے دیں... بالکل آسان سی بات بتائیں... اس
کیا مطلب ہے... آنکھ اور جمل پہاڑ اور جمل۔"

"نہ نہیں... معلوم نہیں... نہیں معلوم۔" وہ بری طرح
ناٹن لو... بوش کی دو اکرو... ورنہ میں تم لوگوں کا مار کر پھر کس
ٹکال دوں گا۔"

"کیا آپ اس کا مطلب بھی نہیں بتا سکتے... اوسان
ہوتا۔"

"یہ کچھ جانا پہچانا سالگرتا ہے... ہاں یاد آگیا... بچپن
کسی کلاس میں پڑھاتھا... اس کا جملہ بھی لکھا تھا... یاد آگیا... شے
نے اگر پڑا اکر کہا۔"

"لکھ کر میرے اوسان خطا ہو گئے... یہ ہے اس کا مطلب۔"

"لیکن یہ تو خود مجھے اپنے بیلوں میں گھست لائے ہیں۔"
ہو گیا۔ محمود نے منہ بتایا۔

"یار پھوڑو... ان محاورات کو... سیدھی سادی بات کرو
مجھ سے تو۔" وہ بھٹا اخوا۔

"پپی... آپ سے ہم سیدھی بات کر لیتے ہیں... دیے یہ
ہے ہمارے لیے بہت مشکل... پکد مشکل ترین۔"

"کیا مطلب... تم لوگوں کے لیے سیدھی اور آسان ترین
بات مشکل ترین ہے۔"

"جی بس! یہی مشکل ہے ہم سب کی..."

"ت... تم لوگ مسئلہ سے بالکل پیدل تو نہیں ہو...
کھاس تو نہیں کھا گئے... یا پھر تم لوگوں کی مسئلہ نوں میں تو نہیں چلی

گئی... کہیں تم مسئلہ کے پیچے لٹے کر تو نہیں پڑ گئے... مسئلہ کے

نہ نہیں... معلوم نہیں... نہیں معلوم۔" وہ بری طرح
ناٹن لو... بوش کی دو اکرو... ورنہ میں تم لوگوں کا مار کر پھر کس
ٹکال دوں گا۔"

"ہائیں بائیں... اب آپ کو کیا ہو گیا... یہ اتنے بہت سے
محاورات کہاں سے لے آئے آپ اپنی باتوں میں۔"

"میں... میں اپنی باتوں میں محاورات کو نہیں لایا۔" انہوں
کسی کلاس میں پڑھاتھا... اس کا جملہ بھی لکھا تھا... یاد آگیا... شے
نے اگر پڑا اکر کہا۔"

"تب پھر؟" شوکی فور ابولا۔

"یہ محاورات خود مجھے اپنے بیلوں میں گھست لائے ہیں۔"
آپ نے دیکھا۔ محمود شوخ آواز میں بولا۔

"لک... کیا دیکھا... مم... میں نے تو پہنچنیں دیکھا۔"

"آپ باتوں کے دھارے میں بہرہ ہے جیس یا نہیں۔"

"لک... کیا!!! وہ چلا اٹھے... مارے حیرت کے ان کی آنکھیں بھیل گئیں۔"

"دیکھا آپ نے... ان لوگوں نے آخر آپ کو بھی اپنی باتوں میں لکای لیا۔" انسپکٹر کامران مرزا نے۔

"ہاں واقعی... اور تو اور... میں تو محاورات تک فرفر ہے لگا ہوں۔"

"بس! مبھی ہے ان کا کمال... یہ سب کو اپنے رنگ میں رنگ لیتے ہیں اور ہمیں ایک عدد تکلیف سے بچالیتے ہیں اور ہم صاف صاف بچ جاتے ہیں۔" انسپکٹر جشید نے رکے بغیر جلدی کہا۔

"یہ... یہ کیا... انسپکٹر جشید آپ تو بالکل ان کے انداز میں باتیں کرنے لگدے۔"

"ہاں... مبھی تو میں آپ پر واضح کر دہا ہوں... ان کی باتوں کے دھارے میں آتے سے انسپکٹر کامران مرزا تک نہیں پہنچ... اور باقی تو ہیں کس کھیت کی مولیاں۔"

"ہاں میں باسیں اکل... یہ آپ کیا کہہ گئے۔" شوکی نے، "ہاں کر کہا۔"

"اوہ معاف کرنا بھی... غلطی ہو گئی... مجھے یہ نہیں۔"

چاہیے تھا۔" وہ فوراً بولے۔

"تب پھر آپ کو کیا کہتا چاہیے تھا۔" آصف نے فوراً پوچھا۔

"باقی تو ہیں کس شادر قطار میں۔"

"یہ بھی تو ویسی ہی بات ہے۔" فرزان نے ہر اسامتہ ہٹایا۔

"یہیں ہے ذرا اچھے انداز میں۔"

"اور وہ بات تو رہ ہی گئی... یہ آپ لوگوں کو کس تکفیف سے بچالیتے ہیں۔"

"یہ ہمیں انتظار کی زحمت سے بچالیتے ہیں... اب آپ دیکھ لیں... ہمیں انتظار ہے تا اس وقت... بلکہ بہت شدت سے انتظار ہے کہ کب پروفسر داؤڈ، فاروق اور آفتاب دروازہ کھوں کر ہاہر نکلتے ہیں اور ہمیں آلات کے بارے میں بتاتے ہیں... لیکن ان کی باتوں نے ہمیں اس طرح جائز لیا... اس طرح چنانیا کہ ہم انتظار کی تکفیف سے بالکل بچ گئے۔"

"اوہ... اوہ... واقعی۔" ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اور ابھی کیا ہے اکل... ابھی تو ہم ابھی طرح شروع بھی ہیں... اور باقی تو ہیں کس کھیت کی مولیاں۔" کیے کیے طوفان اٹھتے ہیں۔"

"یار... بھائی... ڈراؤٹ تو نہیں۔"

"ویے... چنکل ارو فیر... آپ کے خیال میں پروفیر بے تھا شادوڑتے ہوئے وہ اس کمرے کے دروازے تک آگئے... انکل کتنی دیر میں فارغ ہو جائیں گے۔" فرحت نے پوچھا۔ دروازہ بستور بند تھا... اسکنڈ جمیش نے بے جیس ہو کر دروازے پر

"ت... تم نے مجھے کیا کہا... چنکل ارو فیر اور انہیں لی ما تھہ ما را اور بلند آواز میں بولے:

کپا پرد فیر انکل... "انہوں نے ہر امان کر کیا۔" "پروفیر صاحب... آپ خیریت سے تو ہیں... اندر سب

"یہ جان بوجہ کرنیں کہا... مجھے ایک صاحب تو شعر پڑھنے خیریت تو ہے تا۔"

ہوئے علام اقبال کا شعر گزر برا گئے تھے۔" تھوڑی دیر کے انتظار کے بعد وہ پھر پکارے... "کیا مطلب... کون سا شعر۔"

"پروفیر صاحب... آواز دیں... ہم... وہ کہتے کہتے کہتے

دک گئے... پھر زور سے بولے: "ان کا ایک شعر ہے... دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے

"جواب دیں... آپ اندر خیریت سے تو ہیں۔" بحر خلقات میں دوزا دیے گھوڑے ہم نے۔" ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا... اب تو انہوں نے

"اچھا تو پھر... وہ صاحب اس شعر کو کس طرح پڑھے گی دروازہ دھڑ دھڑ اڑا لالا... بھلا۔"

"بلیں کرو جمیش... خدا کے لیے دروازہ کھول ڈالو... اب

اس انتظار میں دروازہ ت دھڑ دھڑاتے رہو... کہ وہ اندر سے

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے دروازہ کھولیں گے... پا جیس اندر ان کے ساتھ کیا ہوا ہے۔"

بحر خلقات میں گھوڑا دیے دوزے ہم نے۔" "اوہ اچھا۔" وہ بولے۔

ان سب کوٹھی آگئی... لیکن پھر اچانک ان سب کی ہنسی پھر انہوں نے پروفیر داؤد کے بتائے ہوئے اشارے

گلا گھٹ گیا۔ وہ اچھل کر کھڑے ہو گئے... انہوں نے تجوہ گاہے دہرانے... آخر دروازہ کھل گیا۔

اس کمرے میں گوئخنے والی ایک آواز سنی تھی۔

وہ آواز عجیب سی تھی... سب باہر کی طرف درڑ پڑے... #...#...#

حوار

"لک... کیا میں مر چکا ہوں۔"
 "ہاں! بالکل... تم مر کر دسری دنیا میں آچکے ہو... صرف
 تم ہی نہیں... تمہارے یہ دوساری بھی۔" حور نے اشارہ کیا۔
 فاروق نے اپنے دائیں ہاتھیں دیکھا... پر وہ سرداڑہ اور
 آفتاب گھری تیندہ سور ہے تھے۔
 "اوہ... تو میرے ساتھ ساتھ یہ لوگ بھی مر گئے ہیں۔"
 "ہاں بالکل۔"
 "جب یہ سوکھوں رہے ہیں... کیا لوگ مرنے کے بعد بھی
 چیز ہو... شاید میرے دماغ کے کسی خانے میں اس قابل و صورت کے سوتے ہیں۔" فاروق نے پوچھا۔
 "مرنے کے بعد سونے کی زیادہ ضرورت ہے۔"
 "وہ... وہ کیسے؟" فاروق کے مذہب سے نکلا۔
 "تم... میں کہاں ہوں۔" اس نے آفتاب کی آواز سنی۔
 "خدا کا شکر ہے... تم ہوش میں تو آئے۔"
 "ہاتھیں... یہ تو اپنے فاروق بھائی کی آواز لگتی ہے۔"
 آفتاب نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔
 "صرف لگتی نہیں... ہے بھی... یہ میری آواز ہے..."
 "اوہ... ارے... ہاتھیں... بھی وہ لفظ تھا... جو میرے فاروق نے من بنایا۔
 دماغ سے نکل کر ہوتوں پر نہیں آ رہا تھا۔"
 "تن نہیں... ارے... یا رفاروق تم عورت بن گئے... وہ
 بھی اس قدر خوبصورت عورت... تم سے یہ امید ہرگز نہیں تھی۔"

"تب... تب پھر کیسی امید تھی۔" فاروق نے پر اس امر
بنایا... کیونکہ آفتاب اس حور کی طرف دکھر رہا تھا۔

"ارے! یہ کیا... تم کھڑی تو اس طرف ہو... اور آواز
تمہاری اس طرف سے آری ہے... اور یہ تم ہوت ہلاۓ بغیر کہ
طرح بات کر رہی ہو۔"

"عد ہو گئی... کروہی نہیں... کروہا... میں فاروق
ہوں... کوئی عورت نہیں... اور ہر دیکھو... میری طرف۔"

"بھی نہیں چاہتا۔" آفتاب بول انجما۔

"کیا کہا... بھی نہیں چاہتا... کس بات کو بھی نہیں چاہتا۔" پلاۓ۔

"اس خوبصورت عورت کی بجائے تمہیں دیکھنے کو۔"

"بھائی... یہ حور ہے... عورت نہیں... اور یہ دوسرا دن
کاباغ ہے... ہماری پرانی اور باسی دنیا کا شہنشہ۔"

"تن نہیں... ہم... ہم مر چکے ہیں۔" آفتاب اچھل کر بینجہ شر حوریں ملیں گی... یہاں ایک ایک بھی نہیں ہے... لہذا یہ جنت

نہیں... ہاں! ہمارے لیے قید خانہ ہے... باغ کی شکل کا قید خانہ...
یا پھر تم اس کو جیل کہہ لو۔"

"ہاں اور کیا۔" فاروق مسکرا یا۔

"لک... کیا صحیح ہو گئی... اس بارہ دنوں نے پروفیسر
داؤ دکی آواز سنی۔"

"صحیح سے پوچھ کرتا تھے ہیں... بتائیے مختصر... کیا صحیح
ہے۔" کہہ کر پروفیسر داؤ د نے اس عورت کو کلائی سے جکڑ لیا اور
ہو گئی..."

یہاں صحیح شام، رات دن نہیں ہوتے۔" حور نے مسکرا کر

"لک... کیا... کہا... یہاں صحیح اور شام نہیں ہوتے۔"
"نہیں... نہ دن اور رات۔"

"یہ... یہ کہی جگہ ہے۔" چلاۓ۔

"جیعت ہے... آپ اب تک نہیں سمجھے... یہ جنت ہے...
اور میں جنت کی حور۔"

"تن نہیں... یہ غلط ہے... جھوٹ ہے۔" پروفیسر داؤ د

"ہم سمجھے نہیں انکل... یہ جھوٹ کس طرح ہے۔"

"یہ جھوٹ اس طرح ہے کہ ہم یہاں تین ہیں... تین کے

لیے ایک حور نہیں ہو سکتی... میں نے تو پڑھا ہے... ایک ایک مرد کو ستر

"تن نہیں... ہم... ہم مر چکے ہیں۔" آفتاب اچھل کر بینجہ شر حوریں ملیں گی... یہاں ایک ایک بھی نہیں ہے... لہذا یہ جنت

نہیں... ہاں! ہمارے لیے قید خانہ ہے... باغ کی شکل کا قید خانہ...
یا پھر تم اس کو جیل کہہ لو۔"

تو اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کی احادیث کا مطابق کر رکھا ہے... علماء کرام سے احادیث کو سن رکھا ہے... لہذا جنت کا منتظر ہی اور ہو گا۔"

"ٹھیک کہتے ہو... آنکھانے کا وقت ہو گیا ہے۔"

"کھانے کا وقت۔"

"تم لوگ قیدی ضرور ہو... لیکن قیدیوں کو بھی تو کھانا دیا جاتا ہے۔"

"اوہ بہاں... واقعی... جیلے پھر کس طرف چلتا ہے۔"

"وائس طرف ایک ٹارٹ نظر آ رہی ہے... ششیٰ کی ٹارٹ۔"

"آ تو رہی ہے۔"

"بس اسی میں چلتا ہے... یہ آپ کی سرگاہ ہے... اور وہ آپ کی رہائش... سوتے اور آرام کرنے کی جگہ... کام تو بہاں کوئی ہو گا نہیں... یا سوکھیں گے یا آرام کریں گے اور کھائیں بھیں گے۔"

"واہ... مزا آ گیا... آپ بہت اچھی ہیں... کاش آپ حور ہوتیں۔"

"تو آپ مجھے حور ہی سمجھ لیں۔" "وہ مسکرائی۔"

"آخر نہیں... قیدی کیوں... ارے... ہم تو پروفیسر صاحب کی تحریر گاہ کے خاص کرے میں تھے... بہاں سے بہاں کیسے آگئے۔"

اسے ایک جھٹکا مارا... اس کے منہ سے ایک چین اکل گئی... اس نے گھبرا کر اپنا بیازہ ان سے چھڑا لیا..."

"ویکھا تم لوگوں نے... اگر یہ حور ہے تو اس نے بازوں کیوں چھڑایا۔"

"واقعی انکل... یہ جنت نہیں۔" اب فاروق نے چاروں طرف دیکھا... اس میں شک نہیں... وہاں سبزہ ہی سبزہ تھا... درخت ہی درخت تھے... اور سب کے سب پھلوں اور پھولوں سے لدے ہوئے تھے.. لیکن اس کے باوجود یہ جگہ جنت نہیں ہو سکتی تھی... اس لیے کہ بہاں کے پھل اتنے بڑے نہیں تھے... انہوں نے احادیث میں پڑھا تھا... جنت کے پھل اتنے بڑے ہوں گے... اتنے بڑے ہوں گے کہ جنتی کسی ایک پھل کو انہا بھی نہیں سکے، شاید... کھانا تو رہا درکنار... لیکن وہ دیکھ رہے تھے... یہ تمام پھل ان کی دنیا چھیسے تھے... لہذا یہ جنت نہیں تھی... اور ہم ابھی مرے نہیں تھے... "اللہ کا شکر ہے یہ جنت نہیں ہے..."

"بہاہا۔" عورت فٹی۔

"کیا آپ ہماری باتوں پر بٹی ہیں۔"

"تن نہیں... تم لوگوں کی عقل پر بٹی ہوں... کس قدر جلد معلوم کر لیا کہ یہ جنت نہیں... قید خانہ ہے۔"

"تو ہمارا اندازہ درست ہے... اور کیوں نہ ہو... ہم۔"

”لہروں میں تبدیل ہو کر۔“

”مل... لیکن... ہمارے لباس تو اسی طرح ہیں ہمارے

جسموں پر... اور جوتے بھی۔“

”اگر جسم لہروں میں تبدیل ہو سکتے ہیں تو پہنچے اور جوتے

کیوں نہیں۔“

”اوہ اوہ... تو ہمارا پہلا اندازہ ہی درست تھا... یہ سارا

پکڑ پر فیسر صاحب کے کمرے کو انفوکرنے کا تھا۔“ آفتاب نے

جلدی جلدی کہا۔

”لک... کیا... کیا کہا۔“ فاروق یوکھلا اٹھا... پر فیسر

داود بھی گھبرا کر اس کی طرف مڑے۔

”یے... یے... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے... ذرا سوچیں..

کمرے کا انفوکا... کیا یہ کسی ناول کا حیرت انگیز نام نہیں ہو سکے گا۔“

”پہنچیں... ہم اس وقت ناولوں کے ناموں پر بات نہیں

کر رہے... کیوں انکل۔“ آفتاب جل گیا۔

”ہاں! بانکل... ہم فضول باتیں نہیں کر سکتے۔“

”کیا کہا... انکل... آج آپ کو میری باتیں فضول لگ

رہی ہیں۔“ فاروق بر امان گیا۔

”تمام نہیں... بس ایک۔“

”خیر... ناولوں کے ناموں کو ماریں گوئی... تم اپنی بات

کر لیتے ہیں... یہ ان محترم نے کیا کہا بھلا... یہ سارا پکڑ پر فیسر انکل کے کمرے کو انفوکرنے کا تھا۔“

”حد ہو گئی... یہ جلد ان محترم نے نہیں... میں نے کہا تھا... لیکن تم آنکھوں سے تو نہیں سننے لگا اور کانوں سے دیکھنا تو شروع نہیں کر دیا۔“ فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

”کیا کہا... کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے۔“ آفتاب کے لجھے میں حیرت تھی۔

”میں نے غلطی کی... میں تو پر کرتا ہوں۔“ پر فیسر جھلا کر بولے۔

”یہ اس وقت آپ کو اپنی کونی غلطی یاد آگئی... اس خوب صورت مقام پر غلطی یاد آنے کا کیا سوال۔“

”تم دونوں نے احساس دلا دیا غلطی کا۔“

”آخر وہ کیا غلطی ہے... کچھ تباہیں بھی تو۔“

”یہ کہ میں نے تم دونوں کو ساتھوا ناپسند کیا... مجھے چاہیے تھا... محمود اور آصف کو لا تا... وہ تم دونوں کی طرح وقت ضائع نہ کرتے۔“

”لیکن انکل... یہاں وقت ضائع ہو کب رہا ہے... یہاں کیا کام کرتا ہے... کون سا کام ختم کرنا ہے... کیا کام شروع کرنا ہے... پہا بھی تو چلے۔“ فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

پروفیسر داؤد پکرا کر رہا گے... اس محتقول سوال کا جواب ان کے پاس بھی نہیں تھا۔

"اچھا چھوڑو... اب باتوں میں تو میں تم سے جیت نہیں سکتا۔"

"تب پھر سائنس میں ہم آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔" آفتاب نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"حد ہو گئی۔"

"وہ تو خیر ابھی ہو گئی۔"

"میں بھر پایا۔" وہ تکملا گئے۔

"آپ کو تو کچھ زیادہ ہی غصہ آ رہا ہے... مجھے... ہم نے چپ سادھی۔" آفتاب نے فورا کہا۔

"ہاں اور کیا... یہ ہمارے لیے بھلا کیا مشکل ہے۔"

"کون سا کام... کیا مشکل ہے۔" پروفیسر حیران ہو کر بولے۔

"چپ سادھے لینے کا کام۔"

"الشتم سے سمجھے۔" انہوں نے اپنی راتیں پیٹھ ڈالیں۔ "اب آپ محمود کی نقل اتارنے پر گل گئے۔" قاروق مکرایا۔

"تن نہیں تو۔" وہ گمرا گئے۔

"لوگ کیا کہیں گے... اتنے پڑے سامنے دان اور قتل اتارتے ہیں... ایک لڑکے کی۔" آفتاب نے جلدی سے کہا۔

"تن... نہیں... یہ... یہ غلط ہے۔" وہ چلا گئے۔

"کیا غلط ہے... آپ کو تو اور غصہ آ گیا۔ جب کہ ہم اس کوشش میں ہیں کہ پہلا غصہ بھی ہوا ہو جائے... بلکہ ہرن ہو جائے۔" قاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"غصہ ہرن ہو جائے... یہ کیا بات ہوئی۔"

"محاورہ ہے نا... نہ ہرن ہوتا... یعنی نہ جاتے رہنا... تو نہ کیوں نہیں ہرن ہو سکتا۔"

"چاہیں بھائی... میں اس قدر گاڑی اور وہیں جانتا۔" وہ بے بھی کے عالم میں بولے۔

"چاہیں... بات کیا تھی... کہاں سے شروع ہوئی تھی۔" قاروق نے آفتاب کی طرف دیکھا۔

"اب اس چکر میں کون پڑے... اب تو بات ثتم کرنے کی کوشش کرو... اور مجھے ذرہ ہے... اگر ہم نے اپنی بات ثتم نہ کی تو انکل ہمیں واپس بھیج دیں گے اور ہماری جگہ آصف اور محمود کو بلا لیں گے۔" "یہ... یہ کیسے ہو سکے گا بھلا۔" آفتاب پر جوش انداز میں بولا۔

"کیا... کیسے ہو سکے گا۔"

"یے... تجادلہ... تمہارا اور ان دونوں کا۔"

"کوئی بڑے بھائی... میرا مطلب... کیا ایسا ہو سکتا

ہے۔"

"کیا!!!" اس نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ کہ... مجھے اور اسے واپس بھیج دیا جائے اور ادھر سے
ہمارے دو بھائیوں کو لے آیا جائے۔"

"یہ نہیں ہو سکتا... اس لیے کہ یہاں آنے کے بعد کسی کی بھی
واپسی ناممکن ہے۔"

"ارے باپ رے... یہ آپ نے کیا کہہ دیا... کیا اب
ہمیں بھیش بھیش کے لیے یہاں رہنا ہوگا۔"

"ہاں اور گیا... ویسے تمہیں کہرا نے کی ضرورت نہیں...
باتی لوگ بھی یہاں آ جائیں گے۔"

"اوہ... جب تو خیک ہے... پھر ہمارے لیے کیا مشکل
ہے... ویسے تم ہیں کہاں... اتنا تو بتا دیں۔" قاروق جلدی سے بولا
کہ شاید وہ روانی میں جواب بتا دے۔

"کم از کم... تم لوگ اپنے ملک میں نہیں ہو۔"

"اور زیادہ سے زیادہ۔" قاروق بولا۔

"کیا مطلب۔" لڑکی نے چوک کر کہا۔

"اور زیادہ سے زیادہ ہم کہاں ہیں۔"

"یہاں... ہمارے پاس... اس جگہ کا کوئی نام نہیں ہے...
کیا مجھے۔" اس نے شوخ انداز میں مسکرا کر کہا۔

"مجھے گئے... آپ بتانا نہیں چاہتیں... ذرتی ہیں ہم
سے۔"

"ارے نہیں... تم لوگوں سے کیا ذرتا... تم تو گھرے کی
مچھلیاں ہو... کون نہیں کے مینڈک ہو... مگر کی بلیاں ہو..."

"بس بس... ہماری اس حد تک تعریف نہ کریں کہ ہم پھول
کر کپا ہو جائیں۔" قاروق نے بوکھلا کر کہا۔

پروفسر داؤڈ اور آفتاب بے ساختہ نہیں پڑے...
عمارت تک چلنا ہو تو چلیں... ورنہ جب جی چاہے گا...
ہاں کھانا تیار ہو گا... میں جا رہی ہوں... مجھے اور بھی کام میں۔"

"جائیے جائیے... شوق سے جائیے... ہم آپ کو روک کر
کیا کریں گے... آپ کا اچار تک تو ڈال نہیں سکتے... ارے مم...
مگر... ہا میں... آپ اردو اس قدر اچھی کس طرح بول سکتی ہیں۔"

"کیا تمہاری طرف کے لوگ اتنی اچھی انگریزی نہیں بول
لیتے۔"

"اوہ ہاں... بول تو لیتے ہیں۔"

"بس تو پھر... میں بھی اردو بول سکتی ہوں... ویسے تم اردو
میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتے... میں نے کانج میں گولڈ میڈل لیا تھا اردو

زبان پر ریسچ کرنے کے سلسلے میں۔“

”اوہ اچھا... یہ جان کر کافی تیار ہجت ہوئی۔“

اس نے بر اسامنہ بنایا اور چیز تیز قدم اٹھاتی چل گئی... جب وہ نظروں سے اوچل ہو گئی... تب انہوں نے عمارت کی طرف قدم اٹھائے... لیکن ایسے میں اچانک فاروق کے قدم یک دم رک گئے... جاتے ہوئے وہ ایک چیز گرا گئی تھی... اس چیز کو دیکھ کر فاروق پر حیرت کا پھاڑنوت پڑا۔

گھ... گھ... گھ

وہ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ کمرے میں داخل ہے... زندگی میں پہلی بار اس کمرے میں داخل ہو رہے تھے... حلم تو تمہاریں... کرہ استاذ ہے... اس میں کیا کچھ ہے... لیکن اس کے باہر جو اندر داخل ہوتے ہی انہیں ایک زبردست جھٹکا لگا... کرہ بہت طویل تھا چوڑائی میں کم تھا... بہت بسی مستطیل کی شکل کا تھا... لیکن اس میں دونوں طرف اور سامنے بالکل کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی... بس غالی کرہ تھا... دیواریں تھیں... روشن دالن تھے... اور وہ دروازہ تھا... جس سے گزر کر وہ اندر داخل ہوئے تھے۔

” یہ... یہ کیا... یہاں تو پروفیسر صاحب... فاروق اور قاتب نہیں ہیں۔“

”تب پھر... جس کا ڈر تھا... وہ ہو گیا۔“ پروفیسر عقلان کھوئے کھوئے انداز میں بولے۔

”اور وہ کیا؟“

”وہ لوگ اور تجربہ کاہ کے آلات اور دستاویزات تمام۔ وہ بہان پہنچیں گے... ان سے خاکہ دا لحاظ کرے گے... ان کو اس جگہ منتقل ہو گئیں... جہاں اناشا نہیں کرتا چاہتا تھا۔“

”لیے مقام پر منتقل کر پکے ہوں گے... اور وہ جیں وہی وفسر صاحب کو نہ... نہیں... نہیں۔“ پچاہے۔

اپ وہ سب بتوں میں تجدیل ہو چکے تھے... نہ جانے کہ ”کیا مطلب؟“ اس مرتبہ وہ ایک ساتھ ہو گئے۔

دیرے وہ ساکت کھڑے رہے... ان کی آنکھیں ٹھلی کی ٹھلی رہ کی تھیں۔ ”اب ان کی ایجادوں پر کام وہاں ہوا گا... انہیں مفت میں دلکشیں بھپ کانا بھول گئے تھے... پچھرے چانت اب انکے بیٹے میشی می آہا یہ عدد سانش و ان اور بہت سی ایجادوں میں ملتے ہیں... انہیں اور کیا نے انہیں چھوڑ دیا۔“

”آخر ہم کب تک اس طرح بیٹھ رہے گے۔“ ”اوہ بہاں... واقعی... یہ تو ہے۔“

”ہاں واقعی... اس طرح بیٹھے رہنے سے ہم انہیں بناڑیں... وہ سب کمرے کے آخر تک ہو آئے... لیکن بہاں کیا تھا... نہیں کر سکیں گے...“ اپنکے کام ان مرزا ہے۔ ”آخر ہو باہر نکل آئے...“

”اف مالک...“ تو پروفسر عقان نے مارے ٹووف کے کہا۔ ”ہم سے لطفی ہوئی... ہمیں یہ تجربہ نہیں کرتا چاہیے تھا۔“

”یا کوئی اور بات ذہن میں آگئی۔“ اپنکے جمیلے فی تھکے تھکے انداز میں کہا۔

”نہیں... میں تو یہ سوچ سوچ کر خوف زدہ ہو رہا ہوں...“ ”یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے... کیا اناشا کے آلات کو کس قدر قیمتی ایجادوں کے ہاتھ لگ گئیں۔“ اسی کمرے میں کام کر سکتے تھے... لیکن جب تک وہ ان آلات سیست

”آپ ایجادوں کی بات کر رہے ہیں اور ہم یہ وفسر اس کمرے میں داخل نہ ہو جاتے... وہ غائب نہیں ہو سکتے تھے؟“ صاحب کے بارے میں سوچ رہے ہیں... کیا وہ قیمتی نہیں ہیں۔“ ”اس سوال کا جواب تو پروفسر عقان صاحب ہی دے گا۔“ وہ ایجادوں سے بھی زیادہ قیمتی ہیں... لیکن ان تک نہ کتے ہیں۔ ”اپنکے کام ان مرزا نے خیال ظاہر کیا۔

آپ اونگتھی ہی جائیں گے... اور انہیں وہ اپنے لے آئیں گے... ”ہاں! ضرور... کیوں نہیں... ان آلات کا دوسرا سیست لیکن وہ ایجادوں تو دشمن کے ہاتھ لگ گئیں نہ... اور جب تک آپ بہاں پہلے سے موجود تھا... جب پہلا سیست اندر آیا تو دلوں سیست خود

مخدوم کر کام کرنے لگ گئے اور انہیں لہروں میں تبدیل کرنے شروع اب بھی کوئی چیز موجود ہے۔ ”ایسے میں رفتہ نے کہا۔
کامیاب ہو گے۔ ”وہ بولے۔
”اوہ... انہیں۔ ”وہ اچھل پڑے۔

”لیکن پہلے سے ان آلات کا دوسرا سیت اس خاص کمر۔ اب پر و فیسر عقلان نے اپنے آلات کے ذریعے کمرے کا
میں کیسے موجود تھا۔“

”پر و فیسر صاحب کے آلات میں وہ سیٹ قدرتی طور پر کردیکھے... آخر قلنی میں سر ہلا تھے ہوئے انہوں نے کہا۔
موجود تھا... لیکن تھا بس اسی کرے میں... لہذا اب اسی تحریک کا ہے میں ال۔“ دیکھیں رفت... تمہیں وہم ہوا ہے۔“

”آلات نے کچھ نہیں کیا۔“
”اوہ... وہمارا۔“ فرزانہ بری طرح اچھل۔

”لیکن اب... ہم کیا کریں۔“ فرزانہ پر یہاں آؤ گئی۔
”ہمیں انساٹ کی تلاش میں نکلا ہو گا... کیونکہ جہاں انا۔“

”ہمیں انساٹ کی تلاش میں نکلنے کی ضرورت نہیں... دوسرا ہے... وہ لوگ ہیں۔“ ان پکڑ جیشید بولے۔
”یہوں سے ملتے والے آلات ہمارے پاس موجود ہیں... ہم ان

”شاید ہم ان تک پہنچ جائیں... انہیں واپس لے آئیں۔“ کے ذریعے اپنے ساتھیوں تک پہنچ سکتے ہیں۔“
لیکن ان آلات کو ہم کس طرح واپس لائیں گے... کم از کم اسی۔“ دیکھی مطلب...“ پر و فیسر عقلان کا رنگ ادا گیا۔

”لکھ انساٹ مکمل طور پر تکشیت دے چکا ہے... ان کا حلقہ ار۔“ تو آپ نیری بات سمجھ گئے۔“ فرزانہ مسکرانی
ایجادات سے تو بھر پور قادو اخراجے گا... اور ہم جیش کے لیے ا۔“

”ہاں! ایسی لیے میں نے کہا تھا... ہم سے بہت بڑی غلام بولے۔“ سے محروم ہو گئے ہیں۔“ پر و فیسر عقلان بولے۔

”ہاں! اسی لیے میں نے کہا تھا... ہم سے بہت بڑی غلام بولے۔“
”فرزانے سوچا ہے... اب ہم اسے کریں گے۔“

”اب پہنچتا ہے کیا ہوتا ہے۔“ فرشتے سرداہ بھری۔ بوجہ میں داخل ہوں گے... اس طرح اسی میں تبدیل ہوئے اور پہنچ
”میں... میں بہت بے چینی محسوس کر رہی ہوں... کمر۔ باقیں گے... لیکن میں اس کی اجازت نہیں دے سکتے۔“

"اوہو... آپ کا اس میں کیا نقضان... آپ انی اوقت آپ کی تحریر کاہ جانا ہوا کا... تمہارے ساتھے کر تحریر کاہ ایپ، اسے پہلے ہی نکال لیں..." "اس نکرے میں جائیں تے... جیسا قریب قریب اس قسم کے اس طرح پھر میرے آلات تے جائیں گے ناس اتحوں..." اس توں کے... بیسے پر، فیر صاحب کے خاص نکرے میں رہے آپ کو آلات کی پیٹی ہے... اور جمیں پر، فیر داؤں کی، اس کے... کوئک عالم نکرے میں وہ آلات لے کر گئے تھے، اس اپ فیصل کریں۔"

"نگھا پہنچے آلات زیادہ غریز ہیں۔" "اور جمیں پر، فیر داؤں..." "اور جمیں آپ کو اس کی اجازت نہیں ہے۔ لکھا۔" پر، فیر مختار انداز گئے۔

"لیکن میری تحریر کاہ میری چیز ہے... میں اس کی اجازت نہیں... آپ کو ہو کیا گیا ہے؟ آپ پہلے ہم ایسے جیسے دوں یا تر دوں... یہ میری مرضی ہے۔ پر، فیر مختار بولے۔ تھے... آپ کو تو دین، قوم اور ملک کے لیے بروقت ہر قسم کی قربانی آپ اور آپ کی تحریر کاہ... اس پوری قوم اور ملک کی بیان کے لیے تیار ہیتھے تھے۔"

"ہانت ہے... آپ دی اتنی چیز نہیں ہے... یا آپ اب تک جو کہ... اب بھی تیار ہوں... لیکن اپنی تمام انجادات کے لذت ہے ہیں... اپنی ذات کے لیے مرمت دستے ہیں... یا پھر فارمولے اور تحریر کاہ شائع نہیں کر سکتا... اتنا ہو سدھو جو میں نہیں۔" ملک اور قوم کے لیے، انسکو جو شیئر نہ بھجا کر کبا۔

"ملک اور قوم کے لیے..."

"جب پڑ آپ، ملی امتحانیں نہیں رکھتے..."

"لیکن... نہیں... میں نہ ملت ہوں... میرا بھی پکھون نکال لیں... اس لئی آپ کو اجازت ہے۔"

"میں نکرے کے آلات بھی شائع نہیں رکھتا۔" سے یا نہیں۔ اپنی پوری زندگی اپنی کاموں پر صرف لیں۔

"آپ مجھوں ہیں۔" انسکو جو شیئر نہ لے۔

"کیا کہا... میں مجھوں ہوں... میں ابھی اور... میں اسلیے ہیں۔" اس پر نہ۔

اٹھے۔

"میری بات مانتے ہی نہیں ہیں۔"

"ہرگز نہیں... آپ میرے آئیں نہیں ہیں۔"

"جموں... انہیں خدمتی اجازت نامے دکھائے۔"

"تی بہت بہتر۔" جمودنے فوراً کہا اور اجازت نامہ نکال
ان کے سامنے کر دیا۔

"یہ... یہ کیا ہے۔"

"صدر صاحب کی طرف سے اجازت نامہ... یہ کہ جب
چاہیں... جہاں چاہیں... دین، قوم اور ملک کے مقاصد میں جو چاہیز
کر سکتے ہیں... ویسے عام الغایل میں ان کو فری مینڈ کہا جائے
ہے۔" یہ کہتے ہوئے وہ مسکرائے۔

"تن ہیں... میں اس اجازت نامے پر احتیاج کرتا ہوں۔"

"آپ کا احتیاج روکیا جاتا ہے۔" اسکر جمیش نے براہ
منہ بنایا۔

"ملک... میں آپ سے نہیں... صدر صاحب سے احتیاج
کروں گا۔"

"یرہاون... کریں۔" دو بولے۔

"نہ آپ خود میں۔"

اسکر جمیش صدر کے فہرمانے لگے... اوہ ران سب کی

بڑے حیرت کے برائی حال تھا... وہ آج پر و فیسر عطاں کا بالکل بیا
روپ دیکھ رہے تھے... آج سے پہلے وہ انہیں بھی ایسے نظر نہیں آئے
تھے۔

پھر سلسہ میں آیا... صدر صاحب کی آواز سنائی دی... اسکر
جمیش نے فوراً کہا۔
"صر... پر و فیسر عطاں صاحب آپ سے پہلے کہنا چاہتے
ہیں۔"

"اچھی بات ہے... پر و فیسر صاحب کا کیا رہا۔"

"یون اسی سلسلے کی لڑنی ہے۔" وہ مسکرائے۔

"میں بہت جلد انہیں رہا وہ بھٹا جاتا ہوں۔"

"بھم اسی کوشش میں ہیں... آپ فکر کریں۔"

"اچھی بات ہے... ایں پھر بیسیور انہیں۔"

اور انہوں نے بیسیور ان فی طرف کر دیا... انہوں نے فوراً
کہنا شروع کیا۔

"اسکر جمیش مجھ سے بہت زیادتی کر رہے ہیں میر۔"

"یہ میں نے کیا نہ ہے... وہ تو ایسے نہیں ہیں۔" آپ

ضرور غلط نہیں ہیں بتتا ہیں۔" صدر صاحب بولے۔

"آپ پہلے تفصیل سن لیں... پھر فیصلہ آپ کریں گے۔"

"اچھی بات ہے... سنائیے۔" انہوں نے کہا۔

انہوں نے جلدی بله دی تفصیل سنادی... پھر بولے:
 ”اب بتا میں... کیا یہ کسی طرح بھی مناسب رہتے گا۔“
 ”اس کا فیصلہ اپنے جمیلے ہی کر سکتے ہیں... جو وہ کہ رہے
 ہیں... کر لیں...“

”کیا... یہ آپ نے کیا کہا۔“

”اس قسم کے معاملات کے ماہر ہیں... اسی لیے انہیں
 اس قسم کے اختیارات حاصل ہیں۔“

”لیکن سر... آپ یہ بھی تو سوچیں... اس طرح ملک اور
 قوم کو کس قدر رنجناhan ہو گا۔“

”یہ بات انپکا بھیش کے ذہن میں ہے... اور وہ ملک و اور
 قوم کے خلاف کوئی بات پسند نہیں کرتے... لہذا آپ وہی کریں...
 جو وہ کہتے ہیں... اسی میں ہم سب کافی کہدے ہے۔“

”میں یہ بات نہیں مان سکتا۔“

”کیا مطلب... یہ آپ نے کیا کہا۔“ صدر صاحب پاٹک
 کر بولے۔

”میں ایسا نہیں کر سکتا۔“

”اس صورت میں آپ کو ارفار کیا جائے گا... جیل میں
 ڈال دیا جائے گا... آپ پر بغاوت کا مقدمہ چلے گا۔“ صدر صاحب
 ڈکٹ لجھے میں بولے۔

”تن... ٹھیں... ٹھیں...“ وہ چلا کے۔

”ہاں! آپ ہونج لیں... غور کر لیں... اور پھر انپکا جمیلہ
 کو اپنا فیصلہ سنادیں... وہ جو پسند کریں کے... کر لیں گے۔“

یہ کہہ صدر نے فون پسند کر دیا... پر وہ فیصلہ مختار نے است
 سے انداز میں رسور کھو دیا اور تھلی تھلی آواز میں بولے۔

”آپ بیت کے... میں بار بار... آئے پھیں۔“

”ٹھیں... پر وہ فیصلہ صاحب... دل پھونا نہ کریں... ہم یہ
 لڑائی ہار جیت کے لیے نہیں... پر وہ فیصلہ داؤ کے لیے بھر بھر جیں...
 اور ملک اور قوم کو ان کی بہت ضرورت ہے... اس لیے کہہ سکتے
 ہیں کہ یہ لڑائی ملک اور قوم کے لیے ہے۔“

”ہوں... خیر... آئے پھیلیں... پر وہ فیصلہ ہے۔“

پھر وہ ان کی تحریر پا گا آئے... پر وہ فیصلہ مختار نے یہ سے اپنے
 عاصی کمرتے گے دروازہ پر پہنچئے... انہوں نے ہاتھ کھولا... پرانی کی
 طرف ہرگز کر بولے۔

”ایک منٹ... پہلے میں تمام دروازے اور کھڑکیاں کھولو
 دوں... نہ چانے کرنے والے یہ بندیاں ہوں گے... آپ اس کی بند
 ہو ابرداشت نہیں کریں گے۔“ یہ لمحہ ہے... وہ اندر داخل ہو گئے۔

”ٹھیک ہے۔“ انپکا جمیلہ نے مسرا کر کہا۔

پھر وہ اندر داخل ہو گئے... اور فرائی دروازہ والہ رے بند

کر لیا...

92

" یہ... یہ آپ نے کیا کیا۔ " اسکلز کامران مرزا چلا ہے۔
” وہی جو مجھے کرتا جائے تھا... اب جائیں... بلا کر لے
آئیں اپنے صدر کو... کریں مجھوں مجھے۔ ”
” یا آپ اچھا نہیں کر رہے۔ " اسکلز جشید نے جمل کر کبا۔
” نہیں اسکلز جشید... آپ اپنی مرضی کسی اور پر چلا گیں...
مجھ پر نہیں۔ ”

” اور آپ کب تک بند کمرے میں بیٹھے رہے گے... آخر
آپ کو باہر آنا ہو گا۔ ”

” ہاہا... بہت بڑی خوش نہیں میں بتتا ہو اسکلز جشید اور اسکلز
کامران مرزا... بہت بڑی۔ " اندر سے کہا گیا۔
” اچھا... وہ کیسے... ذرا ہم بھی تو سنیں... یہ بہت بڑی
خوش نہیں کہاں سے پہنچ پڑی۔ ”

” تم خیال کر رہے ہو... میں بھوک بیاس سے بیٹک آکر
آخر باہر آنے پر مجھوں ہو بجاوں گا... یا تم دروازہ توڑ دو گے... جی
نہیں... ایسا ہونے سے پہلے میں بجاچ کا ہوں گا۔ ”

” آپ جا پہنچے ہوں گے... کہاں جا پہنچے ہوں گے... ”
آصف نے بوکھلا کر کہا۔

” شہزاداء پیر و فیض صاحب... آپ خود کشی نہ کریں... خود

93

کشی کرنے والا حرام موت مرتا ہے... مرنے کے بعد بھی ایسا شخص
بہیش خود کشی ہی کرتا رہے گا... بھیجی جب اسے جہنم میں داخل دیا جائے
گا... تو وہ خود کو اسی طرح بلاک کرتا رہے گا... زندہ ہوتا رہے گا...
خود کو بلاک کرتا رہے گا... اللہ آپ خدا کے لیے ایمان کریں۔ ”
” ارے کون کم بخت خود کشی کر رہا ہے... تم لوگوں کے
دماغ تکھل پھکے ہیں... ناکارہ ہو پھکے ہیں... میں جا رہا ہوں...
ہاں... جا رہا ہوں... پکڑ سکتے ہیں تو پکڑ لیں... ”
چرو فیض کی آواز بند ہو گئی... وہ انہیں پکارتے تھے گے...
” اف مالک... یہ انہیوں نے کیا کیا... انہیں ایسا نہیں کرنا
چاہیے تھا۔ ”

” لک... کیا مطلب... لک... کیا... ”

” دروازہ توڑ ناپڑے گا۔ ” انہیوں نے کہا۔

پھر جو نبی دروازہ دوسرا طرف گرا... وہ بہت زور سے
اچھلے۔

گ... گ... گ...

ڈیانا

وہ ایک لاکٹ تھا... سونے کا لاکٹ... اور فاروق اس کو
اچھی طرح پہچانتا تھا... وہ اس کی والدہ کا تھا... مارے بے چینی کے
اس کا بر احال ہو گیا۔

”اٹکل... یہ... یہ دیکھیے۔“ اس کے منہ سے نکلا۔

” یہ... یہ تو لاکٹ ہے... بے چاری حور کا گرگیا... اندر
چل کر اسے دے دیتے ہیں۔“

”تین نہیں... یہ اس کا نہیں... میری امی جان کا ہے۔“

”کیا... کیا مطلب... بھا بھی کا لاکٹ اس کے پاس کیے
آگیا۔“

”اسی بات پر تو میں پریشان ہوں۔“

”آؤ... اندر جل کر اس سے پوچھ لیتے ہیں...“

اب تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے تمارت میں داخل ہوئے...
ایک کمرے سے برتوں کے گرانے کی آوازیں سنائی دیں... وہ اسی
طرف بڑھ گئے... وہ باور پی خان تھا اور لڑکی اسی میں تھی... آہت

عن رہاں نے ان کی طرف، لیکھے بخج کہا۔

”تو آگئے آپ لوگ۔“

”بیان آگئے... ادھر دیکھیے... یہ کیا ہے۔“

وہ ان کی طرف مزی... فاروق کی انفلی میں جھولتے لاکٹ
و دیکھ کر پوکی... پھر بولی

”اوہ... شاید یہ میں باہر کرنا آتی ہوں۔“

”شاہید ہیں یقیناً... لیکن یہ لاکٹ آپ کے پاس آیا کہاں
ہے۔“

”کیوں... اس میں کیا خاص بات ہے... کیا یہ کوئی خاص
تمہ کا لاکٹ ہے۔“ اس کے لمحے میں حیرت تھی۔

”نہیں... یہ خاص لاکٹ نہیں... عام ہے... لیکن یہ
آپ کا نہیں ہے۔“

”تبہ پھر یہ اس کا ہے۔“ اس کے لمحے میں حیرت تھی... وہ
اس کی طرف غور سے، یہود ہے تھے... اس کی حیرت مصنوعی نہیں تھی،
اس پر، اور زیادہ حیران ہوئے...“

”یہ میری امی بان کا ہے۔“

”سیا... کیا مطلب؟“ وہ زور سے اپنی... اس کے
چہے کا رنگ از گیا۔

”کیوں... آپ یہ عن کر جیران کیوں رہ گئیں... کیا یہ

بات آپ کے لیے عجیب ہے۔

"ہاں! مدد درجے عجیب۔"

"آخ رکیے... آپ تک یلاک پہنچا کس طرح۔"

اس کے جسم کو ایک بھکارا گا... یوں چیزے اے کوئی خیال اچانک آ گیا ہو۔

"آئیے... کھاتا کھایے... ہر چیز تیار ہے... یعنی کھائیں... اب کون ڈائٹک روم میں لے جائے۔" اس نے جلدی سے کہا۔

"آپ نے لاکٹ کے بارے میں نہیں بتایا۔"

"چھوڑیں... کھاتا کھائیں۔"

"نہیں... پہلے ہم لاکٹ کے بارے میں معلوم کریں گے۔"

"آپ بیہاں قیدی ہیں... قیدیوں کی اپنی مرمنی نہیں چلا کرتی۔"

"ہم چلانے کی کوشش تو کر سکتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" اس نے پوچک کر کہا۔

ساتھ ہی فاروق نے اس پر چھلانگ لگادی... وہ اس سے پورے زور سے نکرا یا اور اچھل کر گرا... وہ صرف لڑکھڑا کر رہ گئی۔

"ایسی نظری بھرت کرتا۔" "ہم نہیں۔"

آفتاب نے آؤ دیکھا نہ تا تو... زمین پر لوٹ لگا کر دونوں پاؤں کی کمر پر دے مارے... اس پار وہ گھٹ گرتے پیچی... مگن ادھر آفتاب کو یوں لگا تھا جیسے اس نے کسی چنان پر دونوں پاؤں پاؤں مارے ہوں... ابھی وہ اس صدمے سے سنجھل نہیں پایا تھا کہ لڑکی غرما کر اس کی طرف آئی اور دوائیں پاؤں کی ایک بھوکر اس کی چھیلوں میں رسید کر دی... اب دونوں ساکت چڑھے نظر آئے۔ "مگر آپ کا ارادہ بھی لڑنے کا ہے۔" اس نے پروفسر آؤ دیکھا۔

"میں ذرا اور طرح لڑا کرتا ہوں اور فی الحال میرے پاؤں پاؤں کی کوئی وجہ نہیں ہے... ہاں میرے دونوں ساتھی اگر مجھے اشارہ رہ دیں کہ آپ سے لڑتا ہے... تو پھر آخ ری دم تک آپ سے جنگ کر دوں گا... کیوں دوستوں۔"

"نہیں... آپ جیسی لڑیں گے۔" آفتاب نے فوراً کہا۔ "ہاں! یہی میں کہتا ہوں۔"

"پروفسر صاحب آپ کے یہ دونوں ساتھی واقعی کے آپ کے ہمدرد ہیں۔" لڑکی مسکرائی۔

"ورست اندازہ لگایا... اس کا مجھے پہلے ہی یقین ہے۔" وہ کڑا۔

"انہوں نے جان لیا کہ اگر آپ مجھے سے لگ رائیں گے تو خود

عی پاش پاش ہو جائیں گے... اسی لیے آپ کو روک رہے ہیں۔"

"یہ بات نہیں۔" فاروق چینا... کا اس پیڑھ سرخ ہو گیا۔

"تب پھر کیا بات ہے...؟" لڑکی پر سکون آواز میں بولی۔

"اگر انکل آپ کے مقابلے پر اتر آئے تو پھر آپ ہمیں

لاکٹ کے بارے میں بتانے کے قابل نہیں رہیں گی۔"

"ہاہا... کیا پدی اور کیا پدی کا شور پہ...؟"

"کیا... کیا کہا... آپ نے ہمارے انکل کو پدی کہا...؟"

انکل... اب ہم برداشت نہیں کر سکتے۔" آفتاب بلند آواز میں بولا۔

"تون کرو... کہہ کون رہا ہے برداشت کرنے کے لیے۔" لڑکی نے اور ان

"میرا مطلب ہے... آپ کی بے عزتی اب ہم اور زیادہ دلوں نے دیکھا... وہ ایک نخما سا کھلونا تھا... ریل کا انجمن کوئی

کھلونا... انجمن مذکور لڑکی کی طرف بڑھا۔" برداشت نہیں کر سکتے۔"

"تون کرونا... بتاؤ... میں کیا کروں۔"

"آپ ان محترمہ کو چھٹی کا دودھ یاد کراؤ۔"

"صرف چھٹی کا کیا ہوتا ہے... میں تو ساتوں، آٹھویں، دھاؤ۔"

نک کایا و کرانے کے لیے تیار ہوں۔" وہ مکرائے۔

"جی نہیں... صرف چھٹی کا... ابھی ہم ان محترمہ سے بہت

کچھ پوچھنا ہے... خاص طور پر یہ کہ یہ لاکٹ ان کے پاس کیسے آیا۔"

لاکٹ کے ذکر پر یہ حیران رہ گئی تھیں... اور بتانے سے گریز کر ری

تھیں... لہذا اب ہم شدیداً مسکن محسوس کر رہے ہیں... فاروق نے

بلدی جلدی کہا۔

"اگر یہ بات ہے... تو پھر یہ لو... میں آگئیا میدان میں۔"

"چوتھا کھائیں گے پروفیسر آپ۔"

"پروا نہیں... ان کے لیے میں ایک چوتھ تو کیا... ہزار پوئیں کھانے کے لیے تیار ہوں۔"

"خوب!" وہ مکرائی... پھر ان کے بالکل سامنے آ کر

کھڑی ہو گئی۔

اوھر پروفیسر داؤ دا پنی خفیر جیب سے کوئی چھٹی سی چیز نکال

چکے تھے... انہوں نے اس چیز کو فرش پر رکھ دیا... لڑکی نے اور ان

دوں نے دیکھا... وہ ایک نخما سا کھلونا تھا... ریل کا انجمن کوئی

کھلونا... انجمن مذکور لڑکی کی طرف بڑھا۔

"یہ کیا پروفیسر، لڑکی ہے۔"

"میرا تھیمار تمہارا رخ کر چکا ہے... اس سے فوج کر

کھکھ کیا و کرانے کے لیے تیار ہوں۔" وہ مکرائے۔

"کیا مطلب؟" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"اس سے فوج کر دکھادیں۔"

"یہ کیا مشکل ہے۔" لڑکی نے مدینا یا۔

"مشکل نہیں ہے تو پھر فوج کر دکھائیں۔"

لڑکی نے انجمن کو دیکھا... آگے بڑھی اور اپنا بوتا اس کے

اور وہ باہر کی طرف دوڑ پڑے... پر و فیسر داؤ نے جھک کر
فوراً وہ اخجن انھالیا اور جیب میں رکھ لیا... پھر خود بھی باہر کارخ کیا...
ساتھ ہی وہ بلند آواز میں یوں:

"تم دونوں آنکتے ہو تو آ جاؤ... شاید تمہارے کچھ ساتھی
آگئے ہیں۔"

"ہم... ہم آ رہے ہیں... "فاروق نے فوراً کہا۔

"خدا کا حکر ہے... تم اس قابل ہو... جب کہ میرا خیال
تھا... اب تم حرکت کرنے کے بھی قابل نہیں رہ گئے ہو گے۔"
"حالت ہماری ایسی ہی ہے۔"

"خیر... آؤ۔" وہ یوں اور باہر نکل آئے... ڈیانا اس
طرف دوڑ رہی تھی... جس طرف سے وہ آئے تھے... وہ بھی دوڑ
پڑے... انہوں نے دیکھا... باخ میں پر و فیسر عقلان ایک جھولے پر
بینچے جھول رہے تھے...

"آہا... پر و فیسر عقلان... یہ آپ ہیں... باقی لوگ کہاں
ہیں۔"

"بھاڑ میں گئے باقی لوگ... آپ بھی جانا چاہے ہیں؟"
انہوں نے جمل کر کہا۔

"کہاں...؟" وہ یوں لے۔

"بھاڑ میں۔" پر و فیسر عقلان چلا گئے۔

اوپر رکھ دیا... اچانک وہ زور سے اچھلی اور دیوار سے جاٹکر آئی...
اس کے منہ سے ایک دل دوز چیخ نکل گئی...
"ہاہاہا... ہاہاہا۔"

کمرے میں گوئختے والے قہقہے نے انہیں یوکھلا ہٹ میں جتا
کر دیا... خدا خدا کر کے قہقہہ ختم ہوا اور ایک مردانہ آواز اجھری:

"میں نے کیا کہا تھا یا نہ۔"

"میں نے احتیاط نہیں کی سر... "ڈیانا نے یوکھلا کر کہا۔
"احتیاط کے باوجود یہ لوگ تمہارے قابو میں نہیں آئیں
گے۔"

"میں انہیں نہیں چھوڑوں گی سر۔"

"لیکن... آواز سنائی دی۔"

"لیکن کیا سر۔"

"ابھی نہیں... مقابلہ ہو گا... ضرور ہو گا... لیکن ابھی نہیں،
ان کے باقی ساتھی آ جائیں ذرا۔"

"ان کی آمد کب شروع ہو رہی ہے سر۔"

"وہ دیکھو... پہلی کیپ آ رہی ہے۔"

"کیسے دیکھیں... ہم تو عمارت کے باور بھی خانے میں
ہیں۔"

"باہر نکل کر دیکھو لو بھتی۔" جھلا کر کہا گیا۔

”نہیں... میری انگلی بالکل سیدھی اٹھی ہے۔“

”کیا... کیا مطلب... آپ ان کے ساتھی ہیں۔“

”ہاں... چلیں بتائیں مسڈیاٹا... مجھے کون سے کرے میں جانا ہے۔“

”جو کہہ اچھا لگے... وہاں کروں کے نمبر نہیں۔“

”مگر یہ مس۔“

یہ کہہ کر وہ عمارت کی طرف بڑھنے لگے۔

”یہ... یہ کیا... کیا یہ نہداری پر اتر آئے۔“

”تم لوگ بھی اتراؤ گے۔“

”ہرگز نہیں... ناممکن۔“

”کچھ دیر پہلے یہ بات آپ لوگ پروفیسر عقلان کے بارے میں بھی کہہ سکتے تھے... اب نہیں... اب یہ ہمارے ساتھ ہیں۔“

”عن نہیں۔“ وہ بڑی طرح چلا گئے۔

”یہاں چلانے پر پابندی نہیں... نہ حلق چھاڑنے پر... البتہ۔“ وہ کہتے کہتے رک گئی۔

”البتہ کیا؟“

”البتہ یہاں چھاڑے گئے گلے کا علاج نہیں کیا جاتا۔“

”سک کیوں... کیا آپ لوگوں کے پاس کوئی ڈاکٹر نہیں

”معلوم ہوتا ہے... باقی لوگوں نے آپ سے کوئی راستوں کیا ہے۔“

”ہاں کیا ہے۔“

”آئے دیں انہیں... میں کروں گا ان سب کی طبیعت صاف۔“ پروفیسر داؤڈ مکرانے۔

”آپ کیا کریں گے... آپ کی تو اپنی طبیعت بہاں آگ صاف ہو چکی ہو گی۔“

”آہا... پروفیسر عقلان... تو یہ آپ ہیں... آئیے آئیے، آپ کو آپ کے کرے میں پہنچا دوں۔“

”آپ بھول رہی ہیں... یہ ہمارے ساتھی ہیں۔“ آنتاب نے بر اسلام بنا یا۔

”نہیں... یہ ہمارے ساتھی ہیں۔“ ڈیاٹا شوخ آواز میں کہا۔

”ارے! آپ ان سے پوچھ لیں گے۔“

”تو آپ ان سے پوچھ لیں گے۔“ ڈیاٹا فہمی۔

”پہلے پروفیسر انگل... آپ بتائیں... آپ کن کے ساتھی ہیں۔“

”ان کے۔“ انہوں نے ڈیاٹا کی طرف انگلی اٹھائی۔

”آپ کی انگلی نسل اٹھ گئی انگل۔“ وہ بوجھا اٹھے۔

ہے۔"

"ڈاکٹر ہیں... لیکن قیدیوں کے لیے نہیں ہیں..."
 "خیر خیر... آپ فکر نہ کریں... ہم اپنا علاج خود کر لیں
 ہیں... ہمارے والد ہومیو ڈاکٹر ہیں... ان سے ہم نے اب ہوئے
 پتختی طریقہ علاج سکھ لیا ہے... کام چلا لیں گے۔"
 "اور یہاں ہومیو دوائیں کہاں سے لائیں گے۔" ڈیانا نے
 منہ بٹایا۔

"آپ فکر نہ کریں... ہمارے والد بھی آخر یہاں لاٹے
 جائیں گے... ان کی بیویوں میں بعض اہم دوائیں ہوتی ہیں۔"
 "ہمیں کیا... آپ جائیں۔" اس نے بر اسلامہ بٹایا۔
 "ہم ڈرائپر و فیسر علاج سے دو دو باتیں کر لیں۔"
 "دو دو باتیں... چار چار... لیکن وہ اب آپ لوگوں کی
 ایک بیویں شیں گے۔"

"اللہ مالک ہے۔"
 اور پھر وہ عمارت میں داخل ہو گئی... اس کے ایک مت دہ
 داخل ہوئے... لیکن ڈیانا انہیں کہیں نظر نہ آئی... البتہ ایک کمرے
 سے گانے کی آواز ابھر رہی تھی... کوئی بہت شوخ آواز میں ہاؤ ہا
 کر رہا تھا... اگر بڑی گانے انہیں صرف ہاؤ ہوئی محسوس ہوتے تھے...
 لہذا وہ اس کمرے کی طرف بڑھنے لگے... دروازے پر پہنچ کر

انہوں نے دیکھا... خود پر و فیسر علاج گاہ رہے تھے:

"یہ... یہ کیا... آپ گاہ را کہے ہیں۔"

"اب یہاں اور کیا کروں۔" وہ ایک دم خاموش ہو کر
 بوٹے۔

"مل... لیکن... آفتاب کہتے کہتے رک گیا... اس کے
 چہرے پر حیرت بھی نظر آئی... اس حیرت کو فاروق اور پر و فیسر دادو
 نے فوراً بھانپ لیا... تاہم وہ اپنی حیرت کو پولی گئے۔"

"ہاں... واقعی۔" آفتاب نے فوراً کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی... ہاں واقعی۔"

"یار آفتاب... اب تم یہاں تو اوت پانگ ہاتھ نہ
 کرو۔" فاروق فوراً بولا۔

"اور یہ جو گاہ رہے ہیں... بے تحاشا۔" آفتاب نے منہ
 بٹایا۔

"دو دیکھنے عنکل اعلان... فہریاتی مرماں کر... آپ کم از کم
 بے تحاشا گاہ نہ گائیں... ذرا آہستہ آواز میں اور سر اور تال کے
 ساتھ گائیں... تاکہ کانوں کے پردے بال بال بیچ جائیں... اور ہم
 آپ کے زیادہ خلاف نہ ہو جائیں... یوں خلاف ہونے کے لیے
 آپ کی نداری بھی کچھ کم نہیں۔"

"یہ... یہ کیا کہا تم... عنکل اعلان۔"

"اوہ معاف کیجئے گا... الف اور میں اپنی جگہ بدل گئے...
میرے ساتھ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔" فاروق شرما گیا۔
"کبھی کبھی نہیں... اکثر... اس لیے کہ اس کے بعد تم نے کہا
ہے... مہربانی فرمائے کر..."

"اوہ امرے باپ رے... یہ کہا ہے میں نے... حد ہو گئی...
اچھا میں ان کی الٹ پلت واپس لیتا ہوں... یہ دراصل مہربانی فرمائے
ہے۔"

"تو کیا اس سے میرا گانا بہتر نہیں ہے۔" انہوں نے
آنکھیں بکالیں۔

"لک... کیا ان لوگوں نے آپ کا دماغ تجدیل کر دیا
ہے۔ اگر بات بھی ہے تو کان میں بتاؤ۔" آفتاب نے رازدارانہ
انداز میں سرگوشی کی۔

"کان میں تو میں ہرگز نہیں بتاؤں گا... ہاں آنکھ میں
باتکتا ہوں۔" وہ بولے۔

"لک... کیا واقعی۔" فاروق جیران رہ گیا... پروفیسر
دواوہ پس پڑے۔

"میرا خیال ہے فاروق، انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو...
آؤ اپنے کمرے میں پڑتے ہیں... یہ بے چارے واقعی اپنے آپ میں
نہیں ہیں۔"

"تو میں اور کس میں ہوں۔" پروفیسر عقلان بولے۔
وہ چکرا کر رہ گئے، اس لیے اس سوال کا ان کے پاس کوئی
جواب نہیں تھا۔ پھر وہ وہاں سے نکل ہی آئے اور ایک کمرے میں
آکر دم لیا۔ یہاں اگرچہ کوئی پائندی نہیں تھی کہ کس کمرے میں سونا
ہے... تاہم انہیں باغ کی طرف تکلنے والا یہ کہہ اچھا محسوس ہوا تھا۔
لہذا وہ اسی میں آگئے۔

"ہاں آفتاب... اب۔" فاروق نے کہنا پاہا... لیکن
آفتاب نے فور آباد کاٹ دی اور بول اخفا:
"دو... دیواریں... بھی دیواریں۔"

"اوہ ہاں... دیواریں... ایک تو یہ کم بخت دیواریں
ہمارے آڑے آ جاتی ہیں... کسی روز میں ان کو آڑے ہاتھوں لوں
گا۔"

"کن کو... کن کی بات کر رہے ہو بھائی۔" پروفیسر داود
نے حیران ہو کر کہا۔

"دیواروں کی انکل۔"

"دماغ تو نہیں چل گیا... یہاں آتے ہی دیواروں سے
بائیں کرنے لگے۔" انہوں نے بر اسمانتہ بنایا۔

"تن نہیں... آپ غلط سمجھے... میں نے کہا ہے... دیواروں
کی باتیں..."

"کیا اس میں فرق ہے۔" انہوں نے آنکھیں نکالیں۔

"بہت تماںیاں۔"

"ہوگا... بچھے کیا... بچھے تو نہ آ رہی ہے۔"

"آپ سو جائیں... بلکہ ہم بھی سونے لگے ہیں... بہت تحکم گئے ہیں... بلکہ شدید تحکم گئے ہیں... جب سے یہ چکر شروع ہوا... پہلا ہم نے کب آرام کیا تھا؟"

"پتا نہیں... اب سوچ میں پڑ کر اور کیوں تھا کامیں خود کو... پروفیسر بولے۔

"بات محققہ ہے... وہ مکرا دیے۔"

پھر وہ سونے کے لیے لیٹ گئے... کروں میں بلب لگے ہوئے تھے... پروفیسر صاحب تو جلدی ٹھانے لینے لگے... وہ البتہ کروٹیں بدلتے رہے... کرے کی لاٹ انہوں نے بجاوادی تھی... پھر قصہ رات کے قریب وہ اپنے اپنے بستر سے نیچے فرش پر سرک آئے اور سینے کے مل ریگئے ہوئے باہر نکلے... اب ان کا رخ اس کرے کی طرف تھا جس میں پروفیسر عقلان کو گانا گا تے ساتھا... جلد ہی وہ اس کرے کے سامنے پہنچ گئے... برآمدے میں زیر و کا بلب جل رہا تھا اور اندر کرے میں کوئی نہیں تھا... دروازہ کھلا تھا... ایسے میں انہوں نے آہٹ سنی۔

چوک کر مزے... اور پھر ان کے جسموں میں تحریری دوز

گئی... پروفیسر عقلان ان کے سامنے کھڑے تھے... لیکن... کس روپ میں... انہوں نے اپنی زندگی میں ایسا کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

بُشْر

کمرہ خالی تھا... پرد فیسر عقلان نا سائب تھے اور وہ ساکت
کھڑے تھے...
”وہ... وہ تمام آلات بھی ساتھ لے گئے... اب ہمارے
پاس نہ آلات ہیں نہ کوئی ایسا کرہ... جس کے ذریعے ہم اناشاں ک
چیخ سکیں۔“ اپنکے کامران مرزا کی آواز اپنی تھی۔
”اور ہمارے تین ساتھی اس وقت اناشا کی قید میں ہیں۔“
اپنکے جمیل پر بڑائے۔
”تین نجیں چار... یار جمیل... آخر کو پرد فیسر عقلان بھی تو
ہمارے ہی ساتھی ہیں۔“ خان رحمان نے منہ بنایا۔
”نہیں... وہ اناشا کے ساتھ متحمل گئے ہیں... غداری پر آمادہ
ہو گئے ہیں... لہذا اب ہمارے ساتھی نہیں رہے۔“ وہ سردا آواز میں
بو لے۔

”اللہ اپنارحم فرمائے۔“ خان رحمان کا ناپ گئے۔
”مجھے ان کی نجیں... اپنے ساتھیوں کی فکر ہے اور اس

منسو بے کی... جو اناشا کا تھا... آخر وہ بوروں کی بستی میں کیا کر رہا
تھا۔“ اپنکے جمیل نے حدود بے بنیاد ہوتے ہوئے کہا۔

”پھر اب ہم کیا کریں گے... ہم کیا کر سکتے ہیں۔“ آصف
کی آواز اپنی تھی۔

”ہم بوروں کی بستی میں جائیں گے۔“ فرزان نے پر جوش
انداز میں کہا۔

”بوروں کی بستی... اب وہاں کیا رکھا ہے... اب ہم کیا
کریں گے وہاں جا کر۔“ محمود نے اسے گھورا۔

”یہ تم اس قدر پر جوش کیوں نظر آ رہی ہو... تم نے کوئی
ترکیب نہیں بتائی... صرف ایک تجویز خوش کی ہے۔“ آصف نے برآ
سامنہ بنایا۔

”تم تو اس تجویز پر ہی جلے جا رہے ہو... ترکیب بتاؤں گی
تو جانے کیا حال ہو گا۔“

”کچھ نہیں ہو گا... ان حالات میں کوئی ترکیب بھی تمہارے
ذہن میں نہیں آئے گی۔“ آصف مسکرا یا۔

”کیا کہہ رہے ہو آصف... کیا تم ہم تینوں کو چیخ کر رہے
ہو؟“ فرحت تک کریوں۔

”چلو یونہی کسی۔“ آصف پتا۔

”تب پھر ہم بھی ترکیب بتا کر رہیں گی اب۔“ رفت

”بہت خوب آصف۔“ انسپکٹر جشید نے خوش ہو کر کہا۔

”آپ غلط کہ رکھے گئے... آپ کہنا چاہتے تھے... بہت خوب رفت۔“ فرزات مسکراتی۔

”تیس... تم غلط سمجھ بیٹھی ہو... میں نے بھی کہا ہے... بہت خوب آصف۔“

”موقع تو یہ کہنے کا تھا... بہت خوب رفت۔“ فرحت نے حیران ہو کر کہا۔

”بھی تم تینوں کو ترکیب سوچنے پر آصف نے اکسایا ہے... لہذا میں بھی کہوں گا... بہت خوب آصف۔“

”بہت بہت شکر یہ انکل۔“ آصف نے خوش ہو کر کہا۔

”اتنا خوش ہونے کی ضرورت نہیں... ابھی جب یہ ترکیب بتائیں گی تو ان کی واہ واہ ہو گی.. تمہاری نہیں۔“ محمود نے جل کر کہا۔

”اور جناب کیون انکارے چلانے لگے۔“

”غلط... میں چیوکم چبار ہا ہوں۔“

”چیوکم چبانے کے بارے میں بھی کسی عالم دین سے فتویٰ لینا پڑے گا... اس کے شو قین کا نے بکریوں کی طرح جگائی کرتے نظر آتے ہیں... کیا یہ اچھا لگتا ہے۔“ فاروق نے بر اسماء بنیا۔

”میرے خیال میں بالکل اچھا نہیں لگتا... ویسے بھی چیوکم

دا توں کو خراب کرتا ہے۔“

”فتویٰ لینے کے لیے کہیں جانے کی ضرورت نہیں... جب ایسا آدمی... یعنی جگائی کرتا ہوا آدمی ہماری آنکھوں کو ہی بھاٹیں لگتا تو تو نے کی کہاں کہنی کش رہ گئی... بس یہ اچھا نہیں ہے...“ انسپکٹر جشید نے فیصلہ شایا۔

”ترکیب رہی چاتی ہے انکل۔“ آصف نے گویا یاد دیا۔

”ان ترکیبوں میں بس بہن بات ہری ہے... جب دیکھو رہی چلتی ہیں۔“

”میں پھر کہوں گی ابا جان... تھیں یوروں کی بستی جانا ہوا گا... ہم سے بنیادی غلطی ہو چکی ہے اور ہماری مثال اس ضرب انشل کی ہے... لہ کا بغل میں ڈھنڈہ رہ اشہر میں۔“

”کیا کہا... یہ تم نے کیا کہا تھا... جب کہ انکل ہمارے ساتھ ہیں۔“ آصف چلا اٹھا۔

”ہاں! اس کے باوجود میں بھی کہوں گی۔“

”لک... کیا کہنا چاہتی ہو فرزات۔“ انسپکٹر کامران مرزا پریشان ہو گئے۔

”یہ کہ اس بارے میں ہم اپنے جا سوکی اصول بخول گئے... ویسے اس میں ہمارا کوئی اتنا قصور بھی نہیں... ہمارے ذہنوں پر دراصل اتنا شاکی فائل چھاگئی تھی اور ہم صرف اسی کے بارے میں

سوچنے پر مجبور ہو گئے تھے... ہم نے ادھر دیکھا، نہ ادھر دیکھا... بس صرف فائل کی طرف متوجہ ہو گئے اور سامنے کی بات چھوڑ گئے۔
فرزانہ جوش کے عالم میں کتنی چلی گئی۔

"اللہ اپنا رحم کرے... یہ تو چشم زدن میں ہمیں پکرو یہ
چلی ہے... اب ہمارا کیا بنے گا۔" رفتہ پر بیان ہو گئی۔
"بلکہ ہم سب کے پر کائے پر گل گئی ہے۔" فردت نے
ایسے گھورا۔

"مجبراً نہیں... تم دونوں میری ساتھی ہو... رہو گی۔"
"کویا تم تینوں ہم بے الگ ہو رہی ہو۔" آصف نے جھلا
کر کہا۔

"یہ سراسر الزام ہے... ابا جان... اس سے کہیں... اپنا
الزام واپس لے۔" وہ تکلما کر بولی۔

"چلو لے لو یار... کوئی بات نہیں۔" اسکے بعد جشید نے مد
بنایا۔

"اچھا... لااؤ... دو واپس۔" آصف نے ہاتھ آگے
بڑھایا۔

"دیکھا انکل... اب یہ صاحب آپ کا مذاق اڑائیں
گے۔"

"ناممکن... ہم اور ابا جان اور انکل کا مذاق اڑائیں..."

ہوئی نہیں سکتا۔"

"فرزانہ... وقت صائم کیے بغیر بتاؤ... کیا بات ہے۔"

"آپ کا مطلب ہے... سامنے کی بات۔"

"اب میں بچپن کی بات سن کر کیا کروں گا جب کہ سامنے کی
بات موجود ہے۔" انہوں نے جھٹا کر کہا۔

"تو پھر دیکھئے... بلکہ سینے... آخر ہم یہ کوں بھول گئے کہ
انا شایرون کی بستی میں موجود تھا۔"

"یہ ہم پر الزام ہے انکل... ہم ایک لمحے کے لیے یہ نہیں
بھولے۔" آصف نکل کر بولا۔

"نہیں بھی... یہ الزام نہیں ہے۔" اسکے بعد جشید مسکرائے۔

"نہیں بھی بھی کہتا ہوں... " اسکے بعد کامران مرزا ہنسے۔

"جھرت ہے... کمال ہے... افسوس ہے... آپ نے
ابھی پوری بات سنی نہیں... اور اس کی بات کو درست مان لیا۔"

"اس لیے کہ اس سے پہلے ہی ہم یہ بات محسوس کر چکے
ہیں... ظاہر نہیں کیا تھا ہم نے۔" اسکے بعد کامران مرزا مسکرائے۔

"کیا واقعی۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ہاں! واقعی۔" اس بار اسکے بعد جشید نے فوراً کہا۔

"آخر کی بات ہے وہ۔"

"انا شایرون کی بستی میں کیا کر رہا تھا... اس کو دہاں کیا

شروع تھی... فائل کا پکڑ اس لے چلا یا کیوں کہ ہم اس طرف توجہ ہے۔ سے عکس اور فائل کے پکڑ میں چکراتے چلے جائیں اور کہیں کے کہیں پہنچ جائیں۔"

"من نہیں... نہیں۔" وہ مارے خوش کے چالا گئے۔

"یہی بات ہے... اناشا کے غائب ہونے کے بعد ہمیں پہلے اس بات پر غور کرتا چاہیے تھا کہ وہ وہاں سے اس قدر بلند غائب کیسے ہو گیا... آخر وہ انسان تھا... کوئی جن یا شیطان نہیں کہ پلک بچکتے میں غائب ہو جاتا... اگرچہ ان لوگوں کے کام بالکل شیطان والے ہیں۔"

"واقعی... آپ نہیک کرتے ہیں... ہمیں فوری طور پر وہاں جانا ہو گا۔"

"وہ اسی وقت بورڈ کی بستی کی طرف روانہ ہو گئے... وہاں اب ایک طرف ان کی فوج موجود تھی... تو وہ سری طرف شادر محتان کی... اور وہ ملادہ ان کی فوج کے قبیلے میں تھا... جہاں ان کی ملاقات اناشا سے ہوئی تھی... انہیں دیکھ کر فوج کا آفسر تیر کی طرز ان کی طرف آیا... اس کا چہرہ وہ دکھ کی طرف سفید تھا... اور آنکھوں میں بے تحاشا خوف... یہ دیکھ کر وہ بول اگئے:

"لیا ہوا کرمل صاحب... خیریت تو ہے۔"

"من... نہیں... نہیں ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ پوچکا گئے۔

"خیریت نہیں ہے۔"

"کی چوڑا؟"

"ہمارے پدر و فوتی ناٹب جس... اس طرح یہی گھر ہے کے سر سے سینک... جب کہ یہاں تھا تو کوئی بھرپ ہوئی... نہیں ادھر اور کہیں گئے... باں اس عمارت سے تھوڑے کچھ... اور لوٹ کر نہیں آئے... عمارت حالی پڑی ہے... البتہ..." ارش ساہب کہتے چلے گئے۔

"البتہ کیا؟"

"البتہ... عمارت کی پچھلی طرف کھلتے وہی لہڑی کھلی ملی ہے... اور اس کے وہ سری طرف چنانیں ہی پہنچیں ہیں... ایسی چنانیں کہ پوری فوج ان میں اتر جائے تو بھی نظر ن آئے... لیکن... ہمارے سامنے بھا اس طرف کوں اترتے..."

"اگر وہ نہ بیس... تو پھر اترے ہوں ہے... غیرہم عمارت کا بجڑہ لیتے ہیں... پھر آپ کو بتائیں گے... آپ بے پدر وہ ما تھت کہاں ہیں۔"

"بہت بہت شکریہ... اچھا ہوا آپ آگئے... میں تم افران بالا کو روپورت کرنے ہی والا تھا... اور اس طبقے میں مجھ سے حق سے باز پرس ہوئی۔"

"الشماں کے ہے۔" انہوں نے کہا اور عمارت کی طرف بڑا گئے۔

"ایک بات آپ توٹ کر لیں... اب کسی ساتھی کو عمارت میں نہ جانے دیں... بلکہ اس کو سل کر دیں۔"

"اچھی بات ہے... لیکن آپ لوگوں کے واپس آنے کے بعد۔"

"اگر ہم نہ آئیں اور عمارت میں نہ لٹیں تو پہلا کام یہی کریں گے۔" وہ بولے۔

"کیا مطلب... کیا ایسا ہونے کا امکان ہے۔"

"ہاں! زبردست امکان۔"

"اوہوا چھا... کمال ہے... پھر تو میں بھی کہوں گا کہ آپ شباہیں۔" کمال صاحب بولے۔

"نہیں جتاب! جانا تو ہوگا۔" انہوں نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"میں سمجھا نہیں۔"

"اور اگر ہم لوٹ کر نہ آئیں... تب اس عمارت کی حفاظت کی ذمہ داری آپ پر آجائے گی۔ کوئی شکوئی اس عمارت کو تباہ کرنے کی کوشش ضرور کرے گا... یاد رکھیے... اگر یہ عمارت تباہ ہو گئی تو ہماری واپسی بہت مشکل ہو جائے گی۔"

"اوہ... نہیں۔" ان کے مت سے مارے خوف کے ٹکلا۔

"ہاں جتاب ایسی بات ہے... اچھا السلام علیکم۔" انہوں

نے آگے کی طرف قدم انداختے ہوئے کہا۔

"اللہ حافظ۔"

یہ سن کر انپکھل جمیش درک گئے اور مرتے ہوئے بولے۔

"رخصت کے وقت بھی السلام علیکم اور علیکم السلام یہی کہنا

پائیے۔"

اوہ سوری۔" وہ شرمندہ سے ہو گئے۔

"کوئی بات نہیں۔" وہ مسکرا دیے۔

پھر یہ لوگ عمارت کی طرف بڑھ گئے... ایسے میں انپکھل

جمیش کر گل کی طرف آئے:

"ہم نے آپ کا نام نہیں پوچھا۔"

"میں اکرام اللہی ہوں۔"

"آپ کے ذہن میں یہ بات رہے گی تا..."

"گک... کون سی بات؟" وہ چوک کر بولے۔

"یہ کہ اگر وہ منوں نے اس عمارت کو تباہ کر دیا تو پھر ہماری

واپسی مشکل ہو جائے گی۔"

"ہاں! یہ بات میں نے توٹ کر لی ہے... لیکن میری سمجھ

میں آئی نہیں... کیا آپ بھی اس عمارت سے بالکل اسی طرح غائب

ہوتے والے ہیں... جس طرف ہمارے پندرہ ساتھی۔“
”سیکی بات ہے۔“ وہ مکارے۔

”ایسا کرنے کی ضرورت کیا ہے۔“

”اس کے بغیر چاروں ہیں... اپنے ساتھیوں کو اور آپ کے
ساتھیوں کو وہ اپنے لائے اور وہیں کے منصوبے کو تباہ کرنے کے لیے
بھیں چنانچی ہو گا۔“

”آپ کی آپ جانیں... اس عمارت سے آگے راستا
الجنابی دشوار گزار ہے... آپ ان چنانوں میں پھٹک کر رہ جائیں
گے۔“

”پرواہ کریں... ویسے ہمارا ان چنانوں میں اتنے کا کوئی
ارادہ نہیں۔“

”کیا مطلب؟“ وہ سمجھرتے زدہ انداز میں بو لے

”اوہ نہ آپ کے پندرہ ساتھی ان چنانوں کی طرف گئے
تھے بلکہ وہ عمارت ہی سے عائد ہوئے ہیں۔“

”ارے... وہ... وہ کیسے۔“

”اپس آکر بتائیں گے... بس آپ اس عمارت کو پوری
طرح گھیرے میں لے لیں... اس کی حفاظت کے لیے تو کچھ کر سکتے
ہیں نرگزار ہیں۔“

”اگر یہ بات ہے تو میں مزید فون بلا یتھا ہوں۔“

”ہاں ایرے بھی کر لیں... شاید ضرورت پڑے گی... ہمارے
غائب ہونے کے بعد اس عمارت کو تباہ کرنے کے لیے ایرے بھولی کا
زور لگایا جائے گا۔“

”ممن نہیں۔“ وہ کامپ گئے۔

”وہ بھیجیے گا۔“

وہ سب مکاروں اور عمارت کی طرف بڑھ گئے... مرتے
وقت سب نے کہا:

”السلام علیکم۔“

”وعلیکم السلام۔“ کریم کے مدد سے اکلا۔

پھر ہم اندھہ کر عمارت میں داخل ہو کیے... پہلے انہوں
نے اس کی طرف کوئی شاخص توچ نہیں دی تھی... اب بغور چائزہ لیا...
اس طرح اندر وہی کمرے تک پہنچے... اس کمرے کی کھیڑکی چنانوں
کی طرف کھلتی تھی۔ پہلے انہوں نے لکھڑی کھول کر دیکھا... وہ سری
طرف، اتنی خوفناک چنانیں تھیں... انہوں نے لکھڑی کو بند کر دیا اور
کمرے کا غور سے دیکھا... جلد ہی انہوں نے مجھوں کر لیا... کمرے
میں خفیہ طور پر آلات انسب ہیں... لیکن آلات ایسی چیزوں میں تھے
کہ عام آدمیوں کو محسوں ہوئی نہیں سکتے تھے...
”آن خود ہمارا اندازہ درست اکلا۔“

”گلتا تو ہے۔“

تالاب

ان کا پورا جسم خون میں تر تھا... کپڑوں سے خون پہ ٹپ
پکھ رہا تھا... یوں لگتا تھا جیسے وہ پانی کی بجائے خون سے نہا کر
آئے ہوں... اور نہایے بھی کپڑوں سمیت ہوں... یا پھر جیسے کسی
بڑے بیب میں خون پھرا ہوا تھا اور اس بیب میں انہوں نے ذکری لگائی
ہو... بہر حال اس وقت مظہر حدر درجے پر ہول تھا... اور اب ان کی
نظریں دو توں پر جھی جھیں:

"تھا... تم... اس وقت یہاں..." ان کے مند سے
لکلا۔

"جی بس... نیند نہیں آ رہی تھی... اس لیے گھوٹے پھرتے
لکل آئے... لیکن آپ کو کیا ہوا... کسی خون کی نہر سے غوطہ لگا کر
آئے ہیں کیا۔" فاروق نے کانپتی آواز میں کہا۔

"کیا کہا... خون کی نہر... وادہ... خوب... لیکن تم خون کا
تالاب کچتے تو بہر تھا۔"

"جلیے اب کہہ دیتے ہیں... ہمارا کیا جاتا ہے... کیا آپ

"تب پھر... میں بہن دبانتے اگا ہوں... کوئکھ پر و فیر
داود، فاروق اور آفتاب کو دیکھنے کے لیے خود کو یہی طرح بے جمیں
محوس کر رہا ہوں۔"

"بالکل تھیک۔" سب ایک ساتھ ہو لے۔
انکھیں جمیں ایک دیوار کی طرف بڑھ گئے...

اس دیوار میں ایک بہن ہیرے کی طرح چک رہا تھا اور شاید
ہیرے کا ہی بنایا گیا تھا... غیر ارادی طور پر آدمی اس بہن کو دبانتے یا
دیوار سے اکھاڑ لینے کی خواہش اپنے اندر محسوس کرتا تھا... ان کے
ساتھ بھی سبکی حال ہوتا... لیکن وہ تو اب سمجھے گئے تھے... اور ان کے
پر گرام میں شامل نہ ہوتا تو ہرگز اس ہیرے کے بہن کو نہ دباتے...

"میں بہن دبانتے ہوں۔" انکھیں جمیں بیکار سے انداز میں
ہو لے۔

"بسم اللہ کریم۔" فرزانہ نے کہا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحيم۔"

ان الفاظ کے ساتھی انہوں نے بہن دبادیا۔



خون کے تالا ب میں غوطہ لٹکا کر آئے ہیں۔ ”
”ہاں! یہی بات ہے۔“
”لیکن آپ کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت پیش آگئی... اس وقت ان سے
پھر آپ تو ہمارے سامنے ہی بیہاں آئے جیں... اس عمارت میں آپ
کو خون کا تالا ب کیسے مل گیا۔“

”خون کا تالا ب، لیکننا چاہتے ہو۔“ پروفیسر عقلان جیب
سے انداز میں مسکرا۔

”عن... بیان...“ دو توں بولے۔

”تم نے نہیں کہایا ہاں۔“ انہیوں نے ہر اسامنہ بنایا۔

”وو... دو توں... مطلب یہ کہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں... اور
دیکھنا بھی نہیں چاہتے۔“

”یہ بیانات ہوئی۔“

”خون کا تالا ب، لیکن شاید کوئی خوش کائن بات نہیں ہوتی...
لیکن یہم جی ان ہیں... اس جلد خون کا تالا ب کیوں سے... اور اگر
بے... تو آپ وہ اس میں نہائے کی کیا ضرورت پیش آئی۔“

”م... میں نے اپنی بیان جھائی ہے۔“

”آپ نے لیا کہا... آپ نے اپنی بیان بھائی ہے۔“

”ہاں آؤ... جب تم آئی کے ہو تو خون کا تالا ب، لیکن
بہت ان کے ساتھ سر کی ہیں... وہ تو پوری طرح محبت ہلن
کو...“

”یہ کہہ کر وہ اپنی ملے گئے... ان کے جسم اور کپڑوں سے چکنے
والے قطرے عمارت کے فرش کو پوری طرح گند آکر رہے تھے...
لیکن انہیں چھیسے اس کی پردازی نہیں تھی... انہیں اس وقت ان سے
شدید ہجن محبوس ہوئی... پھر اچاک فاروق نے اپنے جسم میں جد
اویجے پیکنی محبوس کی... وہ بولے بغیر تردد کا:

”پروفیسر صاحب... کیا یہ خون انسانی ہے۔“

”ہاں میں... تو کیا تم بکھت ہو... میر بیاس بھیز بکریوں کے
خون میں ہا کر بکھتی ہوئی... بے وقوف انسانی بیاس انسانی خون سے
بکھت ہے۔“

”عن شیں... نہیں... نہیں...“ دو توں چلاست۔

”کیوں کیا ہوا؟“

”اگر وہاں خون کا تالا ب واقعی ہے... اور اس میں انسانی
خون ہی ہے... تو جانتے ہیں... کتنے انسانوں کے خون سے وہ
تالا ب بھرا ہو گا۔“

”تھارے پاس زنج کرتے کے لیے بیہاں انسانوں کی کوئی
لکھی نہیں۔“ پروفیسر عقلان بولے۔

”آپ... آپ کیا کہہ رہے ہیں... آپ پروفیسر عقلان
نہیں ہو سکتے... ہم نے ان سے ان گست ملاقات نہیں کی ہیں... کئی
بہت ان کے ساتھ سر کی ہیں... وہ تو پوری طرح محبت ہلن

”ہاں! ہم نے سمجھی کہا ہے۔“

”اب باقی بات تالاب کے کھارے ہو گی۔“ وہ غرائے۔

”چہاں چاہیں پڑیں... آپ کی بات نے ہمارا سارا خوف
دور کر دیا ہے۔“ فاروق گرج کر بولا۔

”کیا مطلب... خوف دور کر دیا ہے۔“

”ہاں! اگر آپ یہودی ہیں... اور ہم میں مسلمان بن گر رہ
رہے تھے اور آپ کا مقصد وراسل اسلام دشمنی ہے... تو ہمیں بھی
آپ سے کوئی خوف نہیں رہا... اب ہم آپ سے دشمنوں کی طرح
نہیں گے۔“

”آہا... تو تم اس خیال میں ہو... ابھی تم اس باغ سے اور
اس عمارت سے واقف نہیں ہو... آؤ... پہلے تالاب دیکھ لو۔“

”لیکن ہم بات دیں سے شروع کریں گے... ہمارے نبی
علیٰ نے اسلام کی دعوت دی تھی... صرف اسلام کی دعوت دینے پر
ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا... کیا اس پر بھی انہوں نے تکوار
اختیاری... ہرگز نہیں... یہود تو خود بدر کے میدان میں آئے تھے...
اور پہلی لڑائی لاٹی گئی تھی... اسلام تو سب سے پہلے دین قبول کرنے
کی دعوت دیتا ہے... کوئی نہ مانتے تو جزیرے کے کراچے دین کے
مطابق زندگی برقرار رہے... یہاں تک بھی اسلام لانے کے لیے
نہیں کہتا... ہاں جب کافر نہ تو اسلام قبول کریں... اور نہ جزیرے دیں تو

ہیں... پکے مسلمان ہیں... وہ یا کیا یک اتنے عالم کیے ہو گئے...“
بات ہمارے حلق سے نہیں اترتی...“

”کوئی پرانیں... ہمارے حلق سے کوئی بات اترتی ہے?
نہیں... یہ میرا مسئلہ نہیں۔“

”آپ کا مسئلہ کیا ہے۔“

”خون بہانا... اس خون میں نہما۔“

”اس سے کیا ہو گا...“

چودہ سو سال پر اتنی آگ بخمار ہا ہوں۔“

”چودہ سو سال پر اتنی آگ... کیا کہا۔“ وہ پلاٹھے۔

”ہاں... چودہ سو سال پر اتنی آگ... جب ہمیں ذمہ کیا
کیا تھا... ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے بعد آنے والوں نے
یہود یوں کے ساتھ کیا تھا... کیا جگنوں پر جگنیں لڑ کر انہیں صفوہ، آنکھ
سے مٹانے کی کوشش نہیں کی تھی۔“

”کیا مطلب؟“ اب وہ بری طرح اچھلے۔

”ہاں! کیا یہی بات نہیں ہے۔“

”نہیں...“ دو توں بولے۔

”کیا کہا... نہیں۔“

پروفسر عقلان کی آنکھیں اور سرخ ہو گئیں... انہیں یوں
جیسے وہ انہیں کچا چبا جائیں گے۔

اس صورت میں ان سے جہاد کا حکم ہے... اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی نافرمانی کو پسند نہیں کرتے... اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں، اس کے بندے اس کے ہو کر رہیں... اور ایسا صرف دینِ اسلام قبول کر کے ممکن ہے... دوسرے یہ کہ جو لوگ اسلام قبول نہیں کرتے وہ بھی شرکِ اسلام کے خلاف حرکتیں کرتے رہتے ہیں... اللہ از میں میں فساد کرنے والوں کے ساتھ جہاد کا حکم ہے تاکہ زمین کو فساد سے پاک کیا جاسکے... اب اگر آپ یہودی ہیں... لیکن بیان سے آپ کا تعلق ہے... تو ہم بھی پھر مسلمان ہیں...
”لیکن بات ہے۔“ پر، فیصلہ عثمان نے پر سکون آواز میں کہا ”کیا کہا... سہی بات ہے... آپ یہودی ہیں۔“

”ہاں! اور میں مسلمانوں کے خون میں نہیں کراپے اختمام کی آگ کو بجاتا ہوں... یہ آگ پودہ سوال پہلے لگی تھی... اب تک بخوبیں سکی... کافی حد تک میں نے مسلمانوں کو سلاو دیا تھا... وہ جہاد سے بنتے چلے جا رہے تھے... انہوں نے جہاد کے بارے میں سوچنے سکے چھوڑ دیا تھا... اور ہم اس صورت حال سے خوش تھے... لیکن... اچانک۔“

”لیکن اچانک کیا؟“

”یہ کہ... خاتمان سے پھر اسلام کا طوفان اٹھ گھڑا ہوا... اس طوفان نے ہماری نیند میں ڈڑاویں... ان کا انداز بالکل وہی ہے،

جو پودہ سوال پہلے کے مسلمانوں کا تھا... آج کے جدید مسلمانوں سے تو ہمیں کوئی نظرات نہیں تھے... مسلمانوں کو تو ہم نے پہلے ہی کلروں میں تھیس کر دیا تھا اور آپس میں لڑا دیا تھا... لہذا ان کی طرف سے کیا خطرہ ہو سکتا تھا... لیکن یہ جوئے لوگ اٹھے... جنہیں تم طالیاں کہتے ہو... تو ان لوگوں نے ہمیں پر بیشان کر دیا... اب ہم نے سوچا اس ان لوگوں کا گیر اٹھ کر دیا جائے... اس قدر جگ کر یہ لوگ اپنے ملک میں بھی پوری طرح کنٹرول حاصل نہ کر سکیں... لہذا ساری دنیا کی اسلام دشمن طاقتیں اس مسئلے پر سر جوڑ کر بیٹھ گئیں... اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان لوگوں کو ہر طرح ختم کرنے کی کوششیں جاری رکھی جائیں گی... یہ اپنے ملک سے آگے تو کیا بڑھیں... وہاں بھی اپنے پاؤں نہ بھا سکیں... سوتم دیکھو لو... اس وقت کتنے ملک ان کے خلاف کام کر رہے ہیں... اور خود ان کے ملک میں بھی کچھ خذاروں کا نولہ ان کے خلاف کھڑا کر دیا... تاکہ وہ خود ہی لڑتے رہیں... ہمارا کام تو بس انہیں اسلو... خوراک... اور دولت کے ایجاد مہیا کرنا ہے... ضرورت پڑتے پر ہر ملک اپنے فوجی بھی ان خذاروں کے لیاں میں وہاں شامل کرتے رہتے ہیں... لیکن وجہ ہے کہ ان کا آگے یہ ہتنا اور مسئلہ کامیابیاں حاصل کرنا رک گیا ہے۔“

”آپ ایسا کر سکتے ہیں... لیکن یہ سیلا ب آپ سے رک کے گا...“ افسوس ہم آج تک آپ کو مسلمان خیال کرتے رہے...
”جسیں...“

آپ کو اپنادوست خیال کرتے رہے اور نکل آپ کیا۔“
چلو تمہیں معلوم تو ہو گیا... اب اس طرف آؤ۔“

وہ عمارت سے باہر نکل کر اس کے پچھلے حصے کی طرف پل
پڑے... دو توں کواب ان سے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی۔
اور پھر وہ اس تالاب کے کنارے پہنچ گئے... وہ کافی بڑا تھا
اور اس میں خون بھی خون بھرا ہوا تھا... تاہم انہیں یہ اندازہ نہ ہوا کہ
کہ وہ کس قدر گھرا ہے... ایسے میں انہوں نے پروفیسر عقلان کی
آواز سنی:

”تم نے دیکھا... اب اس طرف آؤ۔“

وہ انہیں پچکھلاتے تالاب کے اس طرف آئے... جہاں
umarat کی دیوار اس تالاب کے ساتھ ملی ہوئی تھی... اس جگہ ایک نالی
تالاب تک آ رہی تھی... اس نالی میں سے خون بہہ کر تالاب میں گردہ
تھا۔

”یہ... یہ خون کہاں سے آ رہا ہے۔“

”ای عمارت سے...“ پروفیسر عقلان نے۔

”آپ کب سے یہودی ہوئے ہیں۔“ فاروق نے پوچھا۔
”میں عجیب مسلمان تھا ہی نہیں۔“ ان کے لمحے میں ٹھرختا۔

”اوہ آپ ہم میں مسلمان ہیں کر رہا ہے تھے۔“

”ہاں! سی بات ہے۔“

”نہیں... ہم اس بات کو نہیں مان سکتے۔“ آفتاب نے
”میں سرہا یا۔“

”کیا کہنا چاہے ہو۔“

”ہم تو دھوکا کھا سکتے ہیں... ہمارے والد اور انکل کامران

وہ دھوکا نہیں کھا سکتے... وہ ضرور محسوس کر لیتے کہ آپ مسلمان نہیں

۔ مسلمان کے روپ میں ایک یہودی ہیں۔“

”ای کو تو کمال کہتے ہیں... اب بھی اگر میں اس روپ میں

میں نظر ن آ جاتا... تو تم لوگ مجھے صرف ایک نہادار خیال کرتے

جے... اور بس۔“

”افسوس! ہم بہت رنج محسوس کر رہے ہیں۔“

”کیا خیال ہے... ایک ایک نھوٹ اگاؤ گے... تم بھی۔“

”نہیں... کیا یہ سارا خون ان مجاہدین کا ہے... جو

زانستان میں جہاد میں مصروف ہیں۔“ آفتاب نے ذرے ذرے

ذراز میں پوچھا۔

”یہ ایسے لوگوں کا خون ہے... جو جہاد کے لیے وہاں

یار ہے تھے... راستے میں ہمارے ہاتھوں جاتے ہیں ایسے لوگ...“

”م نے کچھ ایسا طریقہ اختیار کیا ہے۔“

”آخر... وہ طریقہ کیا ہے۔“

”اب میں یہ بات تو خیر نہیں بتا سکتا... کیونکہ تم لوگ جو

درجے ذہر تاک ہو... کسی نہ کسی طرح نکل جانے میں کامیاب بلند نظر آنے لگتی تھی اور ان کی خوفناکی میں یہ چیز اضافہ کر رہی تھی..
” وجاتے ہو۔“

”اب ہم یہاں باقی لوگوں کی کمی محسوس کر رہے ہیں۔“ اُرے یہ کہ انہیں اس حالت میں دلکھ کر انہیں بہت سمجھ محسوس ہو رہی
” انسا شا کا پروگرام تو ہے... باقی لوگوں کو بھی یہاں لا بے ہے اور جب انہیں یہ خیال آتا تھا کہ وہ انسانی خون میں ڈوبے
کا... اسی صورت میں تو تم لوگوں سے نجات ملے گی... اور ایک دن میں پہنچ تو حیرت زدہ رہ گے... ان کے تمام ساتھی تو پہلے ہی
لوگوں کے خون سے بھی میں تھاواں گا۔“

”عن... نہیں۔“ دونوں مارے خوف کے چلائے۔ اُن موجوں تھے اور حیرت زدہ انداز میں چاروں طرف دیکھ رہے
”آؤ... باغ کی طرف چلیں... فائل کے وقت کے مطابق ایسے میں ان کی گھومتی نظریں ان تک آ کر رک گئیں... پھر وہ چلا
ان کی آمد کا وقت ہو گیا ہے۔“

”ارے! یہ کیا... ہم سب پھر ایک جگہ جمع ہو گے۔“

”کیا کہا... فائل کے وقت کے مطابق... کیا اب نے فائل کا پروگرام جاری ہے۔“

”ہاں! غذا کا شکر ہے۔“ خان رحمان کی آواز ابھری۔

”ارے! یہ... یہ کیا... یہ... خون... خون کا بھوت۔“

”مسٹر انسا شا... فائل کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے، جس کی مارے خوف کے بولنا۔“

انہیں پہلے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اب آپ لوگ کیا کریں گے...“

”لک... کیا کہا... یہ... خون کا بھوت... دماغ تو نہیں
وہ کیوں نہ پھر فائل کے مطابق ہی کام کریں۔“

”کیا... خون کا بھی بھوت ہوتا ہے بھلا... ہاں بھوت کا خون ہو سکتا
ہے۔“

”ہوں... لمحک ہے... چیزیں پھر۔“

”وہ باغ کی طرف آگئے... پڑھ فیر عقلان اسی حالت میں ہے۔“ آصف نے جھلائے ہوئے انداز میں شوکی کی طرف دیکھا۔

”عن نہیں... نہیں خون کا بھوت... وہ دیکھو... اس طرف
تھے۔ انہوں نے غسل کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی تھی... اور وہ اس طرف
چلے کی تسبیت زیادہ خوفناک لگ رہے تھے... کیونکہ خون جھتا ہے۔“

”اوہ جگہ جگہ سے ترور رہا تھا... جس جگہ سے خون ترزا تھا، مبارک برج بوکھلا اٹھے۔“

"یے... یے کیا... یہ تو واقعی خون کا بھوت ہے۔"

"تم بھی یہاں کن کن بیچوں کے ساتھ پھر ہے ہو۔" "کہا ہوں۔" نے براسامنہ بنایا۔

"عد ہوگئی... ہم ان کے ساتھ نہیں... یہ ہمارے ساتھ پھر ہے ہیں۔" فاروق بل گیا۔

"یہ ہے کیا بل۔" غان رحمان نے جیز ان ہو کر کہا۔

"یہ پروفیسر عطلان ہیں۔" اپکلر جسید ہے۔

"لیکن یہ سرخ رنگ میں کیوں ڈوبے ہوئے ہیں۔" اخلاقی کی آواز میں بلا کی حرمت تھی۔

"عد ہوگئی... ارے بھائی... یہ رنگ نہیں... خون ہے... خون۔" آفتاب نے براسامنہ بنایا۔

"نگ... کیا کہا... یہ... یہ خون ہے۔" نکحن چلا یا۔

"ہاں ہی خون ہے... انسانی خون ہے... یہ صاحب انسان خون میں نہ کر آ رہے ہیں۔"

"کیا اوت پٹا نگ باتیں کر رہے ہو۔" اپکلر کا مرزا نے مضمبوط نے جل بھن کر کہا۔

"اڑاپ کو یقین نہیں... تو پھر انہی سے پوچھ لیں۔"

"پروفیسر صاحب! یہ کیا کہہ رہا ہے۔"

"یہ تھیک کہہ رہا ہے... میں خون میں نہایا ہوں اور اگر

لوگ نہیاں اپنے کرتے ہو تو تمہیں بھی خون کے ٹالاب تک لے چلا نے رہا۔

"مُح... خون... خون کا ٹالاب؟" وہ ایک ساتھ چلا گئے۔
"ہاں! خون کا ٹالاب... لیکن اس میں خون مسلمانوں کا ہے۔"

"من... نہیں۔" وہ پوری قوت دھاڑے۔
ان کے چہرے سرخ ہو گئے... رہاں روائی سلگ اٹھا۔
"یہ ہم نے کیا تا... فاروق، آفتاب... تم کہو... یہ اس شخص نے کیا کہا... جسے ہم پروفیسر عطلان کہتے ہیں... جسے ہم ایک دست سے اپنا ساختی... اپنا ہم دہن اور محبت وہن خیال کرتے رہے ہیں... کیا یہ الفاظ اس شخص کے ہیں۔"

"تھی ہاں! یہ بھیں بتا چکے ہیں... یہ مسلمان نہیں ہیں... جھوٹ موث مسلمان بننے ہوئے تھے۔"

"نہیں... یہ غلط ہے... اپکلر کا مرزا امرزا نے مضبوط لبکی میں کہا۔

ایسے میں اچانک شوکی نے بوکھلا کر کہا:

"ارے! پروفیسر صاحب... کہاں ہیں... پروفیسر اکل۔"
وہ سب زور سے اپٹھے۔

گھو... گھو... گھو...

شوکی

چند لمحے تک وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے... پھر
ان کی نظر میں فاروق اور آفتاب پر ہم تھیں... اپنے جمیلے علاوہ
”تم بتاؤ... وہ کہاں ہیں... تم ان کے ساتھ اور آئے
تھے۔“

”اوہ ہاں بیاد آیا... ہم انہیں سوتے چھوڑ کر یہ دیکھنے اپنے
کمرے سے نکلے تھے... کہ دیکھیں پر، فیسر عقلان کیا کر رہے ہیں
اور پھر ہم نے انہیں خون میں نہایا ہوا دیکھا... یہ انہیں خون کا تالا ب
دکھاتے کے لیے گئے... اس کے بعد ہم اوہر آگئے... مطلب یہ کہ
پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، وہ سور ہے ہیں۔“ فاروق نے جلدی
جلدی کہا۔

”تب پھر پہلے تم انہیں دیکھ آؤ جا کر۔“

”جی بہتر۔“ یہ کہہ اس نے پر، فیسر عقلان کی طرف دیکھا۔
جیسے کہ رہا ہو:

”آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں۔“

”بیاں تم لوگ جو ہی میں آئے، کر سکتے ہو... کوئی
اعتراف نہیں۔“ وہ مکارا۔
خون سے لمحے سے چہرے پر یہ مکراہٹ کس قدر خوفناک
تھی... وہ لرز کر رہے کے...“

”چاہے ہم آپ کا گلاد بادیں۔“

”ہاں اتم چاہو تو یہ کوشش کر کے بھی دیکھ سکتے ہو۔“

”تب پھر ہم پہلے ہمیں کام کر کے کیوں نہ دیکھ لیں... ندار تو
آپ ثابت ہو چکے ہیں۔“

”ضرور... کیوں نہیں۔“ وہ بولے۔

”فاروق تم گئے نہیں۔“ اپنے جمیلے غرامے۔

”یہ دیکھنے کے لیے رک گیا تھا کہ آپ ان کا گلاد باتے ہیں
یہ نہیں۔“

”ہم دیاتے ہیں یا نہیں... تم جاؤ... اور انہیں ساتھ لے آؤ۔“

”جی بہتر۔“ اس نے کہا اور دوڑ لگا دی۔

اب اپنے جمیلے پر، فیسر عقلان کی طرف ہوا۔

”تو آپ مسلمانوں کے خون میں نہاتے ہیں۔“

”ہاں! بالکل... یہ سارا مشغله ہے۔“

”اور ایسے لوگوں کا گلاد باناہی ہمارا مشغله ہے۔“

”تو پھر دیر یہ کس بات کی۔“

انپکڑ جمیش ان کی طرف ہر ہٹے گے ... ایسے میں انپکڑ
کا مران مرزا کی آوازان کے کانوں سے ٹکرائی:
”میرا خیال ہے ... ابھی آپ ایسا نہ کریں...“
”کیا مطلب ... میں ایسا کیوں نہ کروں ... اس دھمن دیں
کو کیوں چھوڑوں ... کم از کم ایک دھمن تو کم ہو۔“
”ہم یہاں ابھی ابھی آئے ہیں ... ہمیں نہیں معلوم ...
حالت کیا ہیں ... یہاں ہمارا سامنا کن سے ہے ... اور یہاں ہمیں
 مقابلہ کیسے کرنا ہوگا ... جب تک تم ان یاتوں کا جائزہ لے لیں ...
کوئی قدم اٹھانا مناسب نہیں۔“

”آپ نجیک کھتے ہیں ... لیکن اس کے جسم میں لگا خون مجھے
پکار رہا ہے ... آوازیں دے رہا ہے ... لہذا آپ نہ یوں ... میں
اس کا گلا گھوٹ کر رہوں گا۔“

یہ کہہ کر وہ ان کے نزدیک پہنچ گئے ... پروفیسر عقلان
پر سکون انداز میں کھڑے رہے ... یہاں تک ان کے دونوں ہاتھ ان
کی گردن کے نزدیک تر ہو گئے، اس پر بھی انہوں نے اوہرا دھر ہوتے
کی کوشش نہ کی:

”میں ایک بار پھر آپ کو روکتا ہوں۔“ انپکڑ کا مران مرزا
جلدی سے بولے۔

”اور میں ایک بار پھر کہتا ہوں ... میں ایسے آدمی کو ہرگز

برداشت نہیں کر سکتا ... چنانچہ اس کی گردن دبانے کی خواہش پر قابو
پانا ناممکن ہے۔“

”اچھا ... جیسے آپ کی مرضی ... انہوں نے اوس انداز
میں کہا۔

”کیا آپ کے خیال میں انہیں خطرہ ہے۔“ فرزاد پر بیثان
ہو گئی۔

میں اس وقت فاروق دوز کر آتا نظر آیا ... اس کے پھرے
پر ہوانیاں اڑ رہی تھیں ... انپکڑ جمیش کے ہاتھ درک گئے۔

”آؤ انپکڑ جمیش ... میرا گردن داؤ۔“ پروفیسر عقلان
نے کہا۔

”ایک منت ... میں پروفیسر داؤ کے متعلق جان لوں۔“

”ہاہاہا ... وہ خون کے تالاب میں غوطے کدار ہے ہیں۔“

”تن ... نہیں۔“ وہ سب چلاعے۔

ایسی وقت فاروق تزویک آگیا اور ہر سراتی آواز میں بولا:

”وہ اپنے بستر پر نہیں ہیں ... ان کا کوئی پتا نہیں۔“

”اوو ... نن ... نہیں۔“ ان کے منہ سے خوف زده انداز
میں اکلا۔

ایسے میں انپکڑ جمیش کے دوتوں ہاتھ پر پروفیسر عقلان کی
گردن پر جا گئے ... پھر انہوں نے انہیں بہت اوپنیا اچھلتے دیکھا ...

تحاشا جی چاہ رہا ہے... پر فیسر عقلان پر نوٹ پڑیں... اور ان کی تکا
بوٹی کر دیں... لیکن میں نے خود کو بہت مشکل سے روکا ہے... اور
اب میں تم سب کو روکوں گا... بلکہ میں کہتا ہوں... بلکہ حکم دیتا ہوں...
تم سب مل کر صرف اور صرف ایک کام کر دے۔“

”اوہ... اور وہ کیا... اگرچہ... اس وقت واقعی پر فیسر
عقلان پر حملہ نہیں کرنے کو جی چاہ رہا ہے۔“

”نہیں... نہیں... تم سب دوز اگاہ دو اور پر فیسر داؤ دو
حلاش کرو... ان کا مانا بھی ہماری کامیابی ہے۔“

”اوہ... اوہ... آپ تھیک کہتے ہیں... انہیں اسی لے
غائب کیا گیا ہے...“ شوکی نے کہا اور ایک سست میں دوڑ پڑا۔
”بڑا دل کہیں کا۔“ آصف غرایا۔

”نہیں آصف... وہ حکم کی قابل کر رہا ہے... اور تم ابھی تک
تکلیں کھڑے ہو... تم سب دوز کیوں نہیں لگا دیتے...“ وہ چھائے۔
”ہم... ہم دوزیں گے... دوزیں گے...“ تھن نے
بلند آواز میں کہا اور شوکی کے یقینے دوڑ پڑا۔

پھر تو اخلاق، اشفاق اور رفت نے بھی بھی کیا۔
”تم مجھوں اس طرف جاؤ... اور تم اس طرف... پھر فارغ
ہو کر چھپی سست میں بھی دیکھ لیتا... وہ باخ میں کہیں بے ہوش پڑے
ہوں گے... یا پھر نارت کے ہی کسی کرے میں میں گے۔“

اس سے پہلے کہ وہ ان کے لیے پکھ کر سکتے، وہ دوڑ جا کر گرے...
انہوں نے دیکھا... ان کا جسم بالکل ساکت تھا... وہ ان کی طرف
دوڑ پڑے۔

انہوں نے دیکھا، دل کی دھڑکن جاری تھی... نہنچ چل رہی
تھی، لیکن بے ترتیب تھی، دل کی دھڑکن بھی معمول سے بہت زیاد تھی
اور وہ تکلیل طور پر ساکت تھے:

”یہ... یہ کیا ہوا... میں اس شخص کو زندہ نہیں پہنچوڑوں گا۔“
فاروق پری وقت سے دھاڑا اور انہوں کو اس کی طرف دوڑ پڑا۔

”رک جاؤ فاروق... تم بھی چوت کھاتے گے... خبردار رک
جاو... ہوش کے تاخن لو۔“

ان کی آواز میں ش جانے کیا تھا... فاروق کے جسم کو ایک
جھوکا لگا... وہ رک گی اور ان کی طرف مڑا۔

”مجھے پر وہ نہیں... چوت کھاتا ہوں... یا کھاتا ہوں...
آپ مجھے نہ رو دیں... میں اب رک نہیں سکتا۔“

”میں نے انہیں بھی روکا تھا... اور یہ نہیں رک کے تھے.. کیا یہ
بات عجیب نہیں ہے۔“ اسپکھ کا مردانہ مرزا نے عجیب سے انداز میں
کہا۔

”ئی... جی... کیا مطلب؟“
”مطلب یہ کہ کوئی ایسی بات ہے... کہ ہم لوگوں کا بے

"آپ تحریر کریں۔"

انہوں نے دوز لگادی ... آدھ مٹ بعد دہان صرف پروفیسر عقلان اور انسپکٹر کامران مرزا رہ گئے ... یا پھر ایک طرف بے ہوش پر انسپکٹر جمشید ...

"کیوں یہی رہی ... انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔"

"حیرت انگینز ... میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ لوگ ادھر ادھر یا ہاگ جائیں گے ... بلکہ مجھے سو فیصد یقین تھا کہ سب مل کر مجھ پر حملہ کریں گے۔"

"ہاں! میں نے جان لیا تھا... آپ نے اپنی پہنچنہم کی قوت ان پر آزمائی ہے... فیر محبوس طور پر یہ خواہش محسوس کرو رہے ہیں ... ایک میں تھا جو اس طاقت کے زیر اڑھیں آیا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے آپ کی طرف بالکل نہیں دیکھا تھا... شاید میں شروع ہتھی میں اندازہ لگا چکا تھا کہ آپ کیا کرنے والے ہیں ... میری چھٹی حس نے مجھے خبر دار کر دیا تھا۔"

"ای پر تو مجھے حیرت ہے ... انسپکٹر جمشید کیوں خبردار نہ ہو سکے۔"

"اس کی ایک وجہ ہے ... لیکن یہ ہوش ہونے سے پہلے شاید وہ بھی سمجھ گئے تھے۔"

"اور وہ ہمیہ کیا ہے۔"

"میں اپنے ساتھیوں کی موجودگی میں بیٹاؤں گا۔"

"اور آپ کو اس وقت تک زندگوں کوں رہنے دے گا... جب دہیاں آئیں گے... میں ان سے بھی تہبیت لوں گا... پروفیسر داؤڈ تو انہیں ملیں گے نہیں، ہاں آپ حلاش میں جاتے تو اور بات تھی۔"

"کیا... کیا مطلب؟" دہ چلائے۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ جواب میں پکھ کہتے ... انہوں نے دوز لگادی ...

"ارے ارے ... یہ کیا... یہ میں نے کیا کیا... کیوں بتا دی یہ بات... شاید اس پورے مخصوصے میں یہ پہلی خرابی ہے۔"

پروفیسر عقلان نے جھٹاٹے ہوئے اندازہ میں کہا۔

انسپکٹر کامران مرزا نے ان سے دور ہوتے ہوئے بھی ان کے یہ الفاظ سن لیے ... انہیں ایک زبردست جھکتا رکا، ایک لمحے کے لیے وہ رکے ... لیکن پھر آگے کی طرف دوز پڑے اور آن کی آن میں پروفیسر عقلان کی نظر دل سے او جھل ہو گئے۔

جو نبی وہ او جھل ہوئے ... پروفیسر عقلان نے عمارت کی طرف دوز لگادی ... تینوں گروپوں میں سے ابھی تک کسی نے اس طرف کا رخ نہیں کیا تھا... انسپکٹر کامران مرزا نے بھی نہیں کیا تھا... وہ پوچھی سوت میں دوز کئے تھے ... لیکن پروفیسر عقلان کو اندازہ تھا کہ وہ آخر کار عمارت کی طرف آئیں گے ... اسی خطرے کے جیش نظر وہ

جسکے جلدی آنکھوں کو جھپٹتے رہے... پھر وہ دیکھنے کے قابل ہوئے... انہیں ایک بھائی لگا... وہاں اسکلر جمیش کا دور دوستک پاتا ہیں تھا... البتہ ان کے سامنے پروفسر عقلان کھڑے تھے اور ان کے چہرے پر ایک شیطانی مسکرا ہوتی تھی۔

"یہ... یہ کیا... اسکلر جمیش کہاں ہیں۔"

"آپ دخوا کا کھا گئے... میں اس وقت میک اپ میں ہوں۔" انہیں اسکلر جمیش کی آواز ستائی دی۔

"اوہ جمیش... یہ تم ہو... خدا کا شکر ہے... لیکن تم پروفیسر عقلان کے میک اپ میں کیوں ہو۔"

"اس وقت ضرورت اسی کی ہے... آئیے اور پھر میں... میں آپ کو باقی لوگوں کے پاس لے چلتا ہوں۔"

"چلو جمیش... یہاں تو میرا دم گھٹ رہا تھا... پروفیسر داؤ نے جب میں سے ہاتھ باہر نکالتے ہوئے کہا... ان کے ہاتھ میں ایک سگریٹ تھا۔

"یہ کیا... آپ سگریٹ اک سے پینے لگے۔"

"کیوں... کیا بات ہے۔" پروفیسر داؤ جب سے انداز میں مسکراتے۔

"یا آپ نے کیا کہا... کیوں... کیا بات ہے۔"

"میرا مطلب ہے... سگریٹ دیکھ کر آپ کو حیرت کیوں

سیدھے ایک کمرے میں آئے... اور اس میں داخل ہوتے ہی دروازہ بند کر لیا پھر دیوار میں لگے ایک سونج کو دبایا... قریش میں ایک خلائق دار ہوا... فنجیوں نے فوراً اس میں چھاٹا ٹک رکا دی... خلا برابر ہو گیا... اب دبایا تبہ خاتے کے کوئی آثار بھی نہیں تھے... سونج بھی دیوار پر نظر نہیں آ رہا تھا... جو نبی وہ مصمم سے کرے... پروفیسر داؤ د کی خوف میں ذوبی آواز ابھری:

"کون... یہ کون گرائبے۔"

"لگبرائے کی ضرورت نہیں پروفیسر صاحب... میں آگیا ہوں۔" پروفیسر عقلان نے اچانک اسکلر جمیش کی آواز من سے نکالی۔

"اوہ جمیش... یہ تم ہو... خدا کا شکر ہے... لیکن یہاں اتنا اندر ہمراکیوں ہے۔"

"میں روشنی کر رہا ہوں... فکر نہ کریں... اس وقت آپ کے لیے روشنی واقعی بہت ضروری ہے... تاکہ آپ دیکھ سکیں تو یہیں۔"

"دیکھ تو یہیں... کیا مطلب... کیا دیکھ لوں۔"

"مجھے... میرا مطلب ہے... مجھے دیکھ لیں۔"

"اچھا تم روشنی کرو جمیش۔" انہوں نے شاید منہ بنا کر کہا۔

"ضرور... یہیں۔"

ان الغاظ کے ساتھ ہی روشنی ہو گئی... پروفیسر داؤ د چند لمحے

ہوئی۔"

"اس لیے کہ میں جاتا ہوں... آپ سگریٹ نہیں پتے۔"

"لیکن پروفسر عقلان... اگر آپ اناشا کے لیے کام کرو رہے ہیں اور اس کے منصوبے پر عمل بھی نہیں... تو آخر آپ کو کیوں معلوم نہیں ہو سکا... کہ میں اب کیا کروں گا۔"

پروفیسر عقلان کو ایک زیر دست جھکایا... ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا...
"ہاہاہا۔" پروفیسر داؤد نے قہقہہ کایا۔

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"پچھے نہیں... پچھے بھی نہیں.. " یہ کہہ کر انہوں نے سگریٹ ہونوں سکے دبایا... اور اس کے کش لگانے لگے... اگرچہ انہوں نے ابھی اس کو سلاکا یا نہیں تھا۔

"لگائے بغیر کش لگا رہے ہیں... پاکل ڈھینیں ہو گے۔
پروفیسر عقلان نے ڈرے ڈرے انداز میں بول اٹھے
"پاکل میں ہوں اور ڈر آپ رہے ہیں... کیا یہ بات مجب نہیں۔"

"نہ... نہیں... میں ڈر نہیں رہا، آپ کوہم ہو اتے۔
آئیے اور پر چلیں۔"

یہ کہہ کر پروفیسر عقلان نے بیٹھیوں کا رعنی لیا... چھت

زیادہ اوپر بھی نہیں تھی... شاید اسی لیے آتے وقت اس نے بیٹھیوں کا رعنی نہیں کیا تھا... بلکہ چھٹا گل الاڈی تھی... لیکن واپس جانے کے لیے بیڑھی کی ضرورت تھی... وہ دیسر ہیاں چڑھتے ٹپے گئے... پروفیسر داؤد بھی ان کے پیچے تھے۔

"آپ نے اپنا پروفیسر گرام بدلتا دیا شاید۔" پروفیسر داؤد مسکرا کے۔

"کیا مطلب؟" پروفیسر عقلان کو ایک جھکایا اور لگا۔

"آپ سمجھ گئے ہیں... میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔"

پروفیسر عقلان چلتے چلتے رک گئے... ان کی طرف مرے... وہ ان سے تمنی بیڑھیاں پیچے تھے۔

"اب آپ کو ساتھ لے جانا غلط ہو گا... آپ سینکڑی رہیں۔"
ان الفاظ کے ساتھ ہی پروفیسر عقلان نے انہیں پیچے دھکا

وہی کے لیے لات گھمائی... پروفیسر داؤد پہلے ہی تیار تھے... یک دم پیچے بیٹھ گئے... ان کی لات ان کے سر کے اوپر سے گزرنگی... وہ بیڑھی پر پورے گھوم گئے اور گرتے گرتے پیچے... لیکن جو نہیں پورے گھوئے... پروفیسر داؤد نے سگریٹ کا ایک بہت لمبا کش لیا... ان کے منہ کے قریب سگریٹ ایک وہا کے سے پھٹا... اس میں سے ایک شعلہ ٹکا اور سیدھا پروفیسر عقلان کے پیٹے پر جا کر لگا... وہ اچھل کر پیچے گرتے... پروفیسر داؤد نے آؤ دیکھا شتاہ... اور پیچے تھے

ٹھیک گئے... جو نبی وہ سب سے اوپر والی سینہ پر کھینچے... انہوں دا میں طرف ایک جگہ انفل رکھ دی... وہاں ایک سوچ ابھر آیا... انفل کا دباو جو نبی اس پر پڑا... دروازہ بھل کیا... تبدیل نانے سے باہر نکلے سے پہلے انہوں نے پر و فیسر عقلان پر ایک نظر والی... وہ فرش ساکت پڑے نظر آئے... انہوں نے بے تحاشا باہر کی طرف دوڑا دی... عمارت سے باہر نکلتے ہی وہ چاہے:

”تم لوگ لہاں... فوراً اوھر آ جاؤ... ہم سب شدید خطر میں ہیں...“

انہوں نے تین پاریے جملے دہرائے... پھر چاروں طرف سے ان کے ساتھی دوڑتے نظر آئے اور آن کی آن میں ان کے گل جمع ہو گئے... ایسے میں وہاں آواز ابھری:

”تم لوگ اناشا کو ختم کر جا چاہے ہو... اس کے لیے ضروری ہے... کہ تم اس عمارت کے کمرہ نمبر 19 میں آ جاؤ... وہاں تمہیں اناشا ملے گا... تمہارے سامنے ہو گا... یہی عمارت اناشا کا ہیئت کوارٹ ہے... اناشا تمہیں دکھائے گا... وہ پہلے سے قائل میں کس طرح لکھ دیتا ہے کہ تم کیا کرنے والے ہو... اناشا تمہیں اور بھی بہت کم دکھائے گا... اور جب تک تم کمرہ نمبر 19 میں نہیں آ جاتے... اس وقت تک مجھ تک نہیں پہنچ سکتے... الہا تمہیں آتا ہو گا۔“

کو... گو... گو